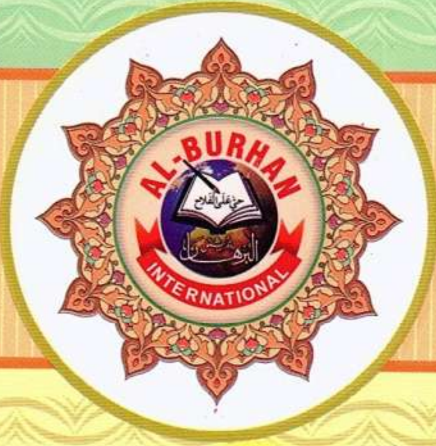


ماہنامہ
راہنمائے خواتین
فیصل آباد

ABC.Reg.No.3378,File No.12/12(4/06PR)

البرہان انٹرنیشنل کے زیرِ اہتمام خواتین کے لئے اپنی طرز کا واحد جریدہ

Reg.No.20333-36 ● CPL No.FD-107

جلد نمبر 13 فروری 2018ء شمارہ نمبر 2

جمادی الاوّل - جمادی الثانی 1439ھ

مُدیرِ اعلیٰ

محمد افضل سعید

خصوصی نمبر

فروری مارچ

پندرھویں صدی ہجری میں
پہلی صدی ہجری کے انسان حضرت فقیہ العصر

باتیں فقیہِ عصر رحمۃ اللہ علیہ کی

ABC.Reg.No.3378,File No.12/12(4/06PR)

البرہان انٹرنیشنل کے زیر اہتمام خواتین کے لئے اپنی طرز کا واحد جریدہ

Reg.No.20333-36 ● CPL No.FD-107

ماہنامہ راہنمائے خواتین فیصل آباد

جلد نمبر 12 فروری، مارچ 2018 شمارہ نمبر 2,3
جمادی الاول، جمادی الثانی، رجب المراجب 1439ھ

زیر سرپرستی
فقیہ العصر بقیۃ السلف امین الملت قبلہ حضرت مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

زیر قیادت
صاحبزادہ الحافظ محمد زاہد سلطانی آف الصدیقی البکری
خانقاہ فتحیہ کوٹلی آزاد کشمیر

مدیر اعلیٰ: محمد افضل سعید
مدیرہ: عائشہ صدیقہ

آئینہ ترتیب

پندرہویں صدی ہجری میں پہلی صدی ہجری کے انسان حضرت فقیہ عصر

قیمت فی شمارہ 100 روپے

زر تعاون: علاوہ ڈاک خرچ سالانہ 600 روپے

خط وکتابت کا پتہ: آفس ماہنامہ راہنمائے خواتین C-57 ماڈل ٹاؤن فیصل آباد
041-2639940

جلیب بنک جناح کالونی برانچ اکاؤنٹ نمبر A/C 09037900113203

پبلشر محمد افضل سعید نے صبح نور پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر C-57 ماڈل ٹاؤن فیصل آباد سے شائع کیا

عُمرِ رَفتہ

از: فقیہ عصر حضرت قبلہ مفتی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ

امابعد! فقیر اپنی زندگی کے کچھ احوال قلم بند کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور میری اولاد واحباب کو ہمیشہ دارین کی کامیابیاں عطا کرے۔ وھو حسبنا و نعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

فقیر کی پیدائش: ۱۵ شعبان المعظم شب برات ۱۳۴۴ھ بمطابق یکم مارچ ۱۹۲۶ء بروز پیر۔

قوم: بھٹی راجپوت

سکونت: نوازش آباد لاہور

نسب نامہ: ابوسعید محمد امین غفرلہ

بن

حضرت الحاج حکیم غلام محمد مرحوم مغفور

بن

میاں غلام محی الدین مرحوم

بن

میاں غلام حسین مرحوم

بن

میاں پیر محمد مرحوم

بن

میاں پیر بخش مرحوم

یہ نسب نامہ والد ماجد کی بیاض سے نقل کیا گیا ہے اور اس سے اوپر کا کچھ علم نہیں ہوسکا۔

وجہ قلب مکانی

قبلہ والد ماجد مرحوم ومغفور کی آبائی زمین کافی تھی لیکن شریکہ برادری میں تقسیم ہوتی ہوتی قبلہ والد صاحب مرحوم کے حصہ میں سات بیگھ آئی۔

پھر ۱۹۱۴ء میں قحط سالی ہوگئی بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے زمین اپنا مالیانہ (لگان) نہ دے سکتی تھی اور وہ انگریز کا دور تھا پھر لگان ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے پکڑ دھکڑ شروع ہوگئی تو قبلہ والد صاحب مرحوم ومغفور لاہور آگئے اور لاہور آنے کے بعد معلوم ہوا کہ ریاست نواب قزلباش جس کو علاقہ نواب صاحب کہا جاتا ہے وہاں ٹھیکہ پر زمین فی کس آٹھ ایکٹر مل جاتی ہے تو والد صاحب مرحوم علاقہ نواب صاحب (علی رضا آباد) جو کہ نواب کا دار الخلافہ تھا اس کے مغربی جانب ایک میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں جس کا نام نوازش آباد ہے وہاں پہنچے اور احباب کی وساطت سے والد صاحب کو ایک جوگ یعنی آٹھ ایکڑ زمین ٹھیکہ پر مل گئی۔ قبلہ والد صاحب مرحوم نے اسی گاؤں نوازش آباد میں سکونت اختیار کرلی۔ کھیتی باڑی بھی کرتے اور طبابت بھی کرتے کیونکہ آپ حکیم بھی تھے۔ پھر اہلیان نوازش آباد نے مسجد کی

امامت بھی قبلہ والد محترم مرحوم کے سپرد کر دی۔

والد صاحب مرحوم ومغفور کی اولاد امجاد

ہم چھ بھائی تھے سب سے بڑے بھائی الحاج ڈاکٹر محمد شریف مرحوم ان کی پیدائش ۱۹۱۴ء میں اور وفات ۱۹۹۰ء میں ہوئی۔

دوم الحاج مولانا محمد حنیف صاحب مرحوم۔ ان کی پیدائش ۱۹۱۷ء میں اور وفات ۱۹۹۵ء میں ہوئی۔

تیسرے محمد لطیف صاحب ان کا سن پیدائش یاد نہیں رہا۔ اور وہ شیر خوارگی میں ہی فوت ہو گئے۔ اور ان کو مہدی پور کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

چوتھے برادر محترم الحاج محمد منشاء صاحب زید شرفہ جن کی وفات ۲۰۱۵ء میں ہوئی اور ان کی پیدائش ۱۹۲۳ء میں ہوئی۔

پانچویں نمبر پر فقیر ابوسعید محمد امین غفرلہ اور فقیر کی پیدائش ۱۹۲۶ء میں ہوئی۔

چھٹے نمبر پر برادر محترم محمد رفیق صاحب جن کی سن پیدائش کا علم نہیں وہ بھی شیر خوارگی میں ہی فوت ہو گئے اور ان کی تدفین موضع مہدی پور اور نوازش آباد کے درمیان ایک قبرستان تھا اس میں ہوئی۔

فقیر کی تعلیم

فقیر کو والدہ ماجدہ مرحومہ نور اللہ مرقدھا نے گود میں ہی قرآن مجید پڑھا دیا زاں بعد علی رضا آباد کے پرائمری سکول میں فقیر ابوسعید عفرلہ کو اور برادر مکرم الحاج محمد منشاء صاحب کو تعلیم کے لیے ۱۹۳۱ء میں داخل کرا دیا گیا۔ وہاں ہم دونوں بھائیوں نے پرائمری کی تعلیم حاصل کی۔ مجھے ۱۹۳۱ء کا کچھ یاد نہیں، ہاں البتہ ۱۹۳۲ء یاد ہے کہ ہم علی رضا آباد کے سکول میں پڑھتے تھے اور ۱۹۳۵ء میں پرائمری پاس کر کے فارغ ہوئے۔

فقیر ابوسعید غفرلہ نے سکول کی پرائمری تعلیم پاس کرنے کے بعد زمیندارہ، سارے کام کئے، ہل چلائے، گندم کی کٹائی، گندم کی گہائی، جھونے کی بیائی، جھونے کی کٹائی بھی کی۔ نیز کھیت کے کسّی کے ساتھ کنارے درست کرنا، مویشی بھینسیں کھیتوں میں چرانا وغیرہ سارے کام کئے۔

پھر اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ایسا موڑ موڑا کہ دین کی طرف مائل کر دیا۔ دینی کورس کر لینے کے بعد دینی کتابوں کی تدریس فتویٰ نویسی، زاں بعد کتابوں کی تصنیف جو کہ آج تک جاری ہے جن کی تعداد 135 تک ہو گئی ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے۔

اور اس پر جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ عوام الناس تو اس کو کچھ حیثیت نہیں دیں گے فقیر یہاں مولیٰ علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ عنہ کا شعر پیش کر رہا ہے۔

رضينا قسمه الجبار فينا
لنا علم وللجهال مال
لان المال يفنى عنقريب
وان العلم باق لا يزال

والحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على حبيبه رحمة للعالمين وعلىٰ اله اصحابه اجمعين

زاں بعد علی رضا آباد میں نواب قزلباش نے لیڈی ہسپتال بنایا اور جس لیڈی ڈاکٹر کو وہاں مقرر کیا اس کا خاوند مولوی محمد عظیم جو کہ

مولوی احمد علی لاہوری دیوبندی کا شاگرد نیز مرید اور خلیفہ بھی تھا۔ اور وہ اس وقت رینالہ خورد میں ہیڈ ماسٹر متعین تھا اور اس کے ریٹائرمنٹ کا وقت قریب آیا اور کافی چھٹیاں ملیں تو وہ چھٹیاں گزارنے کے لیے اپنی اہلیہ لیڈی ڈاکٹر کے ہاں علی رضا آباد ہی رہائش پذیر ہو گیا۔

ادھر پرائمری پاس کر لینے کے بعد کچھ عرصہ بعد مجھے شوق دامنگیر ہوا کہ میں مولوی محمد عظیم کے ہاں دینی تعلیم حاصل کروں اور میں نے اپنے بڑے بھائی مولانا الحاج محمد حنیف سے کہا مجھے مولوی محمد عظیم کے ہاں دینی تعلیم حاصل کرنے لیے بٹھا دو وہ مجھے لے کر علی رضا آباد گئے اور مولوی محمد عظیم سے کہا یہ میرا چھوٹا بھائی ہے آپ کے ہاں علم دین حاصل کرنا چاہتا ہے تو مولوی صاحب نے جواباً کہا یہ آجایا کرے میں اسے پڑھا دیا کروں گا۔ اور چند دن اس کے ہاں جا کر پڑھتا رہا پھر پتہ چلا کہ شرقپور شریف میں ایک دینی مدرسہ بنام جامعہ میاں صاحب قائم ہوا ہے تو میں نے اپنے بڑے بھائی مولانا الحاج محمد حنیف مرحوم سے کہا مجھے شرقپور شریف لے جا کر جامعہ میاں صاحب میں داخل کرا دو۔ وہ مجھے ساتھ لے گئے اور جامعہ میاں صاحب داخل کرا دیا۔ اور پھر چھٹیوں کے ایام میں گھر آیا تو مجھے خیال آیا کہ میں اپنے پہلے استاد سے ملاقات کروں۔ لہٰذا میں ان کے ہاں حاضر ہوا تو انہوں نے یعنی مولوی محمد عظیم نے پوچھا ارے تو کہاں چلا گیا تھا میں نے جواباً کہا میں نے شرقپور شریف جامعہ میاں صاحب میں داخلہ لے لیا ہے۔ وہ بولے ارے تو نے مجھے بتایا ہوتا تو میں تجھے دار العلوم دیوبند میں داخل کروا آتا تو وہاں وظیفہ بھی ملتا اور پڑھائی بھی بہت اچھی ہے۔

میں ابھی بچہ ہی تھا لیکن یہ بات سن کر میں اٹھ کر آ گیا اور پھر کبھی اس کا منہ تک نہ دیکھا۔

نوٹ: یہ مجھ پر میرے رحیم و کریم اللہ رب العالمین جل جلالہ' کا خاص کرم ہوا ورنہ اگر میں اس کی باتوں کے جھانسے میں آجاتا تو ایمان ضائع کر بیٹھتا۔ اور پھر میں بھی آج منبر پر بیٹھ کر سامنے قرآن مجید رکھ کر لوگوں کو کہتا کہ نبیوں، ولیوں کو کوئی اختیار نہیں نبی، ولی کچھ نہیں کر سکتے۔ اور بتوں اور کافروں والی آیات مبارکہ پڑھ پڑھ کر خود بھی بدترین مخلوق بنتا اور لوگوں کو بھی دوزخی بناتا کیونکہ سیدنا ابن عمر صحابی رضی اللہ عنہ کا فرمان ذیشان ہے جو لوگ کافروں کے حق میں نازل شدہ آیات مبارکہ کو ایمان والوں (نبیوں، ولیوں) پر چسپاں کرتے ہیں وہ ساری خدائی سے بدتر ہیں۔ (صحیح بخاری)

الحمد للہ رب العالمین مجھ فقیر حقیر پر اللہ تعالیٰ کا ایسا کرم ہوا کہ شرقپور شریف پہنچا کر اپنے پیارے نبیوں ولیوں کے دامن کے ساتھ وابستہ کر دیا۔ اور جو ان کے دامن کرم سے ساتھ لگ گیا وہ تر گیا وہ جنت کی بہاریں دیکھے گا۔ جیسے کہ حدیث پاک میں ہے المرء مع من احب یعنی بندہ اس کے ساتھ ہو گا جس کے ساتھ محبت ہو گی۔ والحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی حبیبہ ونبیہ ورسولہ سید العالمین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

کرم پر کرم

مجھ فقیر حقیر پر ہر آن اور ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کے انعامات اور رحمتیں برستی ہیں اور یہ اتنے انعامات ہیں گن نہیں سکتا۔

پندرھویں صدی میں پہلی صدی کے انسان حضرت فقیہ عصر رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ خواجگان حضرت قبلہ محمد صادق صدیقی البکری رحمۃ اللہ علیہ سے

پہلی مُلاقات

فقیر کی حاضری کا سبب

از فقیہ عصر
مفتی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ

فقیر نے جب محبّ رسول سیدی وسندی محدث اعظم پاکستان الحاج ابوالفضل مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کیا اور پھر ۱۹۴۸ء میں سند تکمیل حاصل کر کے حسب ارشاد سیدی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ جامعہ رضویہ لائل پور میں خدمت تدریس پر مامور ہوا تو اسی دوران ۱۹۵۰ء میں محترم صاحبزادہ نقشبند صاحب زید فضلھم کو لے کر ایک خلیفہ صاحب جامعہ رضویہ میں حصول دین کیلئے حاضر ہوئے۔ داخلہ کے بعد سیدی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبزادہ موصوف کو فقیر کے سپرد کر دیا۔

ایک دن صاحبزادہ موصوف نے فرمایا ہمارے ہاں نارنگ منڈی ضلع سیالکوٹ میں حضور قبلہ عالم خواجہ خواجگان قاضی محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہو رہا ہے۔ اور وہاں حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے صاحب بھی تشریف لائیں گے۔ یہ سن کر فقیر کو بھی شوق زیارت دامن گیر ہوا۔ اور میں نے کہا میں بھی عرس مبارک میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔

صاحبزادہ موصوف نے اپنے والد ماجد کے مریدوں سے فقیر کے متعلق فرمایا اس کو بھی ساتھ لیتے آئیں۔ پھر جب فقیر وہاں حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک سکول کے احاطہ میں جلسہ عرس کا انتظام کیا گیا ہے۔ دوپہر کے وقت اعلان ہوا کہ عرس مبارک کے شرکاء مہمان صاحبزادہ موصوف کے گھر جا کر کھانا کھائیں۔ مہمان کھانے کے لیے جا چکے تھے صرف دو چار احباب اور فقیر وہاں موجود رہے تو دیکھا کہ ایک معمر بزرگ ماسٹر عبدالغنی صاحب بیٹھ کر کچھ تصوف کی باتیں بیان کر رہے تھے اور تین چار احباب سامنے بیٹھ کر سن رہے تھے اور فقیر کچھ فاصلے پر ایک اونچی جگہ بیٹھا تھا کہ اس دوران دو حضرات سیاہ ریش، مبارک چہرہ پیچھے سے تشریف لائے، ایک نے گلے میں وظائف حمائل کئے ہوئے تھے اور دونوں ماسٹر عبدالغنی صاحب کے پیچھے آ کر خاموشی سے بیٹھ گئے۔ فقیر کو خیال تک نہ گزرا کہ یہ وہی حضرت موصوف ہیں اور ساتھ خادم ہے لیکن آنے والے مہمان دام ظلہم العالی کے چہرہ انور میں ایسی کشش تھی کہ فقیر سب باتیں بھول کر محو زیارت رہا۔ اتنے میں ماسٹر عبدالغنی مرحوم کے سامنے والے حضرات کی جب توجہ حضور کی طرف ہوئی تو ماسٹر صاحب کو محسوس ہوا کہ میرے پیچھے کوئی ہے۔ ماسٹر صاحب نے مڑ کر دیکھا تو چونکہ ماسٹر صاحب کی موصوف سے اس سے قبل ملاقات ہو چکی تھی فوراً پہچان لیا اور معذرت خواہ ہو کر گویا ہوئے حضور معاف کر دیجئے میں نے دیکھا نہیں ہے۔ معزز مہمان موصوف نے فرمایا آپ اچھی باتیں کر رہے ہیں کرتے چلیں۔ اس پر فقیر کو معلوم ہوا کہ جس ہستی کی زیارت کے لئے اتنا فاصلہ طے کر کے یہاں آیا ہوں یہ وہی

حضرت ہیں۔ اتنے میں صاحبزادہ نقشبند مدظلہ کے گھر پتہ چل گیا کہ حضور تشریف لے آئے ہیں سب شرکاء عرس سکول کے احاطہ میں پہنچ گئے اور جلوس کی شکل میں حضور والا دامت برکاتہم العالیہ کو گھر لے گئے۔ اور پھر نماز ظہر کے بعد احاطہ سکول میں جلسہ منعقد ہوا اور بیان کرنے والا صرف فقیر ہی تھا۔ نعت خواں غلام محمد صاحب نے نعت پاک پڑھی۔ سٹیج پر صرف مہمان خصوصی میرے آقائے نعمت دامت برکاتہم العالیہ جلوہ افروز تھے۔ فقیر بیان کرنے کیلئے کھڑا ہوا تو آواز نے ساتھ نہ دیا۔ بڑی مشکل سے وقت پورا کیا نہ تو سامعین نے کچھ حاصل کیا اور نہ ہی فقیر اپنے بیان سے مطمئن ہوا اور عصر کی نماز تک جلسہ رہا۔ مغرب کی نماز کے بعد گھر میں خاص مہمانوں کیلئے کھانے کا انتظام تھا۔ جب فقیر باہر سے آیا تو دیکھا کہ دستر خوان پر کھانا چن دیا گیا ہے اور مہمان حضرات انتظار میں بیٹھے ہیں۔ جب فقیر حاضر ہوا تو میرے آقائے نعمت دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا مولوی صاحب بیٹھو کھانا کھائیں۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد جب صاحبزادہ صاحب کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے شوق ظاہر کیا کہ حضور جلسہ گاہ میں تشریف لے چلیں تو فرمایا آپ جائیں میں اس مسجد میں ہی بیٹھتا ہوں۔ لہٰذا ہم لوگ جلسہ گاہ میں پہنچے تو نعت خوانی کے بعد جب فقیر خطاب (تقریر) کے لیے کھڑا ہوا تو ایسے ایسے واقعات و مضامین کا سلسلہ شروع ہو گیا کہ فقیر آج تک نہیں سمجھ سکا کہ یہ مضامین کہاں سے آ رہے ہیں۔ سامعین حضرات بھی بہت محظوظ ہو رہے تھے اور فقیر بھی۔

ازاں بعد فقیر اپنے میں کھو گیا اور سمجھا کہ بس مجھے تقریر کرنے کا ڈھنگ آ گیا ہے۔ لیکن وہ تقریر وہی تھی اس سے قبل کبھی ایسی تقریر ہوئی نہ بعد میں آج تک ایسی تقریر ہو سکی۔ جلسہ کے بعد آرام کیا۔ صبح فجر کی نماز کے بعد میرے آقائے نعمت دامت برکاتہم العالیہ مسجد میں بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مشغول تھے۔ فقیر نے جناب صاحبزادہ صاحب سے کہا کہ چونکہ اسباق پڑھانے ہیں اس لیے مجھے اجازت دی جائے۔ اور فقیر گاڑی میں سوار ہو کر لائل پور پہنچ گیا۔ بقول صاحبزادہ صاحب جب حضور اشراق پڑھ کر گھر تشریف لائے اور استفسار کیا کہ مولوی صاحب کہاں ہیں؟ صاحبزادہ صاحب نے جواباً عرض کیا کہ وہ جا چکے ہیں۔ یہ سن کر فرمایا مولوی ایسے ہی ہوتے ہیں مولوی صاحب مل کر بھی نہیں گئے۔

پھر چند ماہ بعد پتہ چلا کہ چچیاں شریف (یہ آزاد کشمیر میں میر پور سے اندر تین میل مغرب کی طرف ایک گاؤں مبارک ہے) وہاں بھی میرے آقائے نعمت کے در دولت پر حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہونے والا ہے۔

نوٹ............ قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ میرے آقائے نعمت دامت برکاتہم العالیہ کے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ہے۔ جو بہت اونچی شان والے بزرگ اور کامل ولی تھے۔

اللھم افض علینا من فیوضاتھم و برکاتھم

فقیر یہ سن کر کہ عرس مبارک منعقد ہو رہا ہے۔ حاضری کا شوق پیدا ہوا اور قافلہ کے ہمراہ چچیاں شریف حاضر ہوا۔ فقیر نے جناب صاحبزادہ نقشبند کے والد ماجد سے عرض کیا کہ میں مرید ہونا چاہتا ہوں لہٰذا میرے لیے سفارش کریں کہ حضور مجھے

غلامی میں لے لیں اور جب انہوں نے فقیر کے متعلق عرض کیا تو فرمایا وہ مولوی ہیں لہٰذا کسی عالم دین سے بیعت ہو جائیں۔ نیز اتنی دور پتھروں، پہاڑوں میں آنا بڑا مشکل کام ہے۔ بہتر ہے کہ وہ وہیں قریب ہی کسی سے بیعت ہو جائیں۔ فقیر مایوس ہو گیا اور پھر جب ہمارا قافلہ روانہ ہونے لگا تو میرے آقائے نعمت ہمیں باہر وداع کرنے کیلئے ساتھ ہو لئے۔

نوٹ

حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے مہمانوں کو وداع کرنے کیلئے ہر طرف حدیں مقرر کی ہوئی تھیں اور آقائے نعمت مدظلہم العالی بھی اسی پروگرام کو جاری وساری رکھے ہوئے تھے۔

الحاصل جب ہمارا قافلہ چیچیاں شریف سے باہر نکلا تو فقیر کی زاری شروع ہو گئی۔ فقیر چلتا بھی رہا اور منہ چھپا کر روتا بھی جا رہا تھا۔ منہ اس لیے چھپا رہا تھا کہ شرکاء قافلہ کیا کہیں گے۔ لیکن جب وہ حد مقررہ آ گئی اور میرے آقائے نعمت نے الوداعی معانقہ کرنا چاہا تو دیکھا کہ سب رو رہے ہیں اور سب کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہیں۔ پھر پتہ چلا کہ یہ سارا تصرف میرے آقائے نعمت کا ہے۔

دوسرے سال عرس مبارک کے ایام آئے تو فقیر قافلہ کے ساتھ پھر چلا اور حاضر ہوا اور پھر جناب صاحبزادہ صاحب کے والد ماجد سے بیعت کے متعلق عرض کیا اور جب فقیر کی عرض دربار میں پیش ہوئی تو پھر وہی پچھلے سال والا ارشاد دہرایا گیا۔ فقیر مایوس ہو گیا۔ لیکن دوسرے روز جب اشراق کا وقت ہوا تو فقیر کو پیغام پہنچا تجھے حضور یاد فرما رہے ہیں۔ اور جب حاضر ہوا تو فرمایا آجاؤ اور میرے آقائے نعمت نے فقیر کو غلامی میں لے لیا۔

الحمد للہ رب العالمین حمد الشاکرین والصلوٰۃ والسلام علی سید العالمین وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

میرے آقائے نعمت مدظلہم العالی مادر زاد ولی ہیں۔ دارالعلوم امینیہ رضویہ محمد پورہ فیصل آباد میں کچھ طلباء کشمیر سے علم دین حاصل کرنے کی غرض سے آئے۔ انہوں نے اپنے اکابر کی زبانی بیان کیا کہ شیخ المشائخ کی ولادت مبارکہ سے پہلے حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ہمارے ہاں ایک مہمان آنے والا ہے جس کا مقام مجھ سے کئی درجہ اونچا ہوگا۔ ازاں بعد فقیر جب در دولت پر ایک دن حاضر ہوا تو حاضری کے دوران فقیر نے اپنے آقائے نعمت سے پوچھ لیا کہ بعض اکابر سے یوں سننے میں آیا ہے۔ اس پر آپ نے تصدیق فرمائی (واللہ تعالیٰ اعلم)

الحمد للہ رب العالمین حمد الشاکرین والصلوٰۃ والسلام علی سید العالمین وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

کرامات

کرامات کی بے شمار قسمیں ہیں مثلاً طی زمانی، طی مکانی، غیب کی خبریں دینا، تعدد اقسام میں ہوا میں اڑنا، پانی پر چلنا وغیرہ۔ لیکن سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ مرید کے دل سے دنیا کی محبت کھینچ لینا۔ اور سنت رسول ﷺ کی اتباع آسان ہو جانا۔ اور یہ چیز میرے آقائے نعمت کی نگاہ مبارک میں بدرجہ اتم دیکھی گئی ہے۔

چنانچہ سرکار کے بعض متوسلین کی سالہاسال تک نماز باجماعت ہوتی رہی۔ بلکہ کبھی تکبیر تحریمہ بھی فوت نہ ہوئی۔ اور بعض متوسلین کے دل سے دنیا کی لالچ وحرص ختم ہوگئی۔ حتی کہ اس کو فقیر بعض احباب نے مکان کی پیشکش کی کہ آپ کو مکان خرید کر دے دیتے ہیں۔ لیکن اس خادم نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور یہ سب میرے آقائے نعمت کی نگاہ ولایت کا صدقہ ہے اور یہ کرامت فقیر کی نظر میں باقی تمام کرامتوں سے اعلیٰ افضل اور اولیٰ ہے۔

نظر مبارک کا تصرف

ایک مرتبہ فقیر چھچیاں شریف حاضر ہوا تو پتہ چلا کہ میرے آقائے نعمت تاج پور تشریف لے گئے ہیں۔ فقیر چھچیاں شریف سے ایک ہی ہمراہی کے ساتھ تاج پور کو روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک گاؤں کے قریب سے گزر ہوا تو ایک سفید ریش مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی وہ چند قدم فقیر کے ساتھ چلے اور سوالات کرنا شروع کر دیئے۔ کہ کہاں سے آئے ہو، کہاں جاؤ گے۔ اور کیوں جا رہے ہو اور پھر وہ رک گئے اور فقیر آگے چل دیا۔ جب دریا پر پہنچے تو کشتی سے چند احباب صوفی احمد دین وغیرہ اترے۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ حضور پلاک والے راستے سے چھچیاں شریف چلے گئے ہیں۔ ہم سب واپس چھچیاں شریف پہنچے تو دیکھا کہ حضور مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ خیریت دریافت کرنے کے بعد حضور نے فقیر سے پوچھا راستہ میں کون ملا تھا وہ کیا پوچھتا تھا بعد میں فرمایا وہ غیر مقلد ہے اور فلاں گاؤں کا رہنے والا ہے۔ یہ سنتے ہی فقیر حیرت میں گم ہوگیا۔ جیسا کہ حضور سب کچھ دیکھ سن رہے تھے۔

فقیر ایک بار چھچیاں شریف حاضر ہوا تو دل میں تھا کہ تین باتیں عرض کروں گا وقت نہیں مل رہا تھا حتی کہ واپسی کا دن آ گیا۔ حضور نے فرمایا آج آپ کو رخصت کیا جائے گا فقیر اس انتظار میں تھا کہ کچھ وقت ملے تو عرض کروں مگر آپ کبھی اس کو وداع کرنے جا رہے ہیں کبھی اس کو، فقیر مسجد میں حیران کھڑا تھا کہ اچانک میرے آقائے نعمت مسجد کے چھوٹے دروازے سے تشریف لائے اور اندر جانے تک فقیر کے تینوں سوالات کے جوابات دے دیئے۔ فقیر سن کر حیران رہ گیا کیونکہ فقیر نے اپنے سوالوں کا ابھی ذکر بھی نہیں کیا تھا۔ اور جوابات مل گئے۔

ایک دن فقیر دربار سلطانی میں جہلم بیٹھا تھا کہ میرے آقائے نعمت اندر سے مسجد کے صحن میں تشریف لائے۔ فقیر بھی سامنے حاضر ہوگیا اور اسم ذات کا دل میں تصور کیا جیسے اندر سے باہر کو لکھا ہوا ہے۔ حضور نے فرمایا اللہ ادھر سے نہیں بلکہ ادھر سے یعنی باہر سے اندر کو لکھا ہوا تصور کریں۔

تصرف قلبی

ایک مرتبہ چھچیاں شریف فقیر بھی حاضر ہوا اور مولانا محمد شریف صاحب خطیب وہاڑی بھی حاضر ہوئے۔ واپسی پر میرے آقائے نعمت نے دونوں کو بیک وقت واپسی کی اجازت دے دی۔ از خود بنفس نفیس وداع کرنے آئے۔ ہمیں وداع کرنے کے بعد ایک عقیدت مند سے فرمایا وہاڑی والے مولوی صاحب کے ہاتھ میں چھڑی ہے لیکن ہمارے مولوی صاحب کے ہاتھ میں چھڑی نہیں ہے لہٰذا جاؤ اور میری چھڑی لے آؤ اور انہیں دے دو۔ وہ تو چھڑی لینے حضور کے در دولت کی طرف روانہ ہوگیا تو دوسرے عقیدت مند نے عرض کیا حضور اگر اجازت

ہوتو مولوی صاحبان کو آواز دوں کہ رک جائیں فرمایا آواز دینے کی ضرورت نہیں (جیسے کہ اس برادر طریقت نے دوسری ملاقات پر بیان کیا) ہم چلتے گئے چند فرلانگ پر کھائی آتی ہے جب وہاں پہنچے تو فقیر وہاں کھڑا ہو گیا اور اپنے ساتھ غالباً حاجی فرمان علی صاحب تھے ان سے سوالات شروع کر دیئے کہ حاجی صاحب یہ کھائی کہاں سے آتی ہے؟ اور کدھر جاتی ہے اس میں پانی اس وقت کیوں نہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ بے معنی سوالات کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک وہ عزیز برادر طریقت چھڑی لئے نہیں پہنچا۔ اور جب اس نے مجھے چھڑی مبارک پکڑائی تو یک دم حیرانگی کی فضا چھا گئی اور فقیر سوچنے لگ گیا کہ یہ کھائی اس سے قبل کئی بار دیکھی اس سے گزر کر جاتا رہا ہوں یہ سوالات کئے تو پتہ چلا کہ یہ سرکار کا تصرف تھا ورنہ ہم چلتے رہتے تو اتنے میں میرپور شہر ہوتے۔ لیکن میرے آقائے نعمت کے تصرف نے روکے رکھا۔

اولاد کی تربیت بھی ایک مستقل فن ہے اور فقیر طبیعت کی سادگی کی وجہ سے اس فن سے بالکل نابلد ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی عطا کے قربان ایک دن فقیر چیچیاں شریف حاضر تھا۔ سردی کا موسم تھا ظہر کی نماز کے بعد میرے آقائے نعمت مسجد کے اندر ذکر و فکر میں مشغول رہے اور نماز عصر سے کچھ پہلے اندر سے باہر صحن میں تشریف لائے۔ صحن کے ایک کونہ میں دھوپ تھی۔ وہاں آپ تشریف فرما ہوئے تو اچانک چھوٹے دروازے سے حضرت بڑی مائی صاحبہ رحمتہ اللہ علیہا حضور کی والدہ ماجدہ تشریف لے آئیں تو آقائے نعمت نے جلدی سے اپنی چادر بچھا دی۔ مائی صاحبہ رحمتہ اللہ علیہا اس پر تشریف فرما ہوئیں تو اچانک میرے حضور نے عرض کر دیا مائی صاحبہ مفتی صاحب کی اولاد کیلئے دعا کریں۔ حضرت مائی صاحبہ نے ہاتھ مبارک اٹھائے (آپ دوپٹہ کے نیچے سے ہاتھ اٹھایا کرتی تھیں) آپ نے دعا فرمائی اور میرے آقائے نعمت نے آمین کہی تو مجھ فقیر کا کام بن گیا اب فقیر کی ساری اولاد دین مصطفیٰ ﷺ کی بہترین خدمت کر رہی ہے اور یہ فقیر کیلئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

برکریماں کارہا دشوار نیست

اور یہ سب ولی کے تصرف کا کرشمہ ہے۔

حضور قبلہ عالم چیچوی خواجہ سلطان عالم رحمتہ اللہ علیہ کا عرس مبارک پہلے چیچیاں شریف میں ہوا کرتا تھا فقیر جب غلامی میں داخل ہوا تو عرس مبارک کے موقع پر چیچیاں شریف حاضر ہوا غالباً یہ ۱۹۵۳ء کا واقعہ ہے وہاں پر ایک مولوی صاحب بیان کرنے کے لیے کھڑے ہوئے جن کو یہ فقیر نہیں جانتا تھا نہ ہی بعد میں کسی سے پوچھا کہ کون تھے بہر حال وہ بیان کر رہے تھے فقیر دل میں ارمان لیے بیٹھا تھا کہ اگر سرکار مجھے بیان کرنے کا حکم دیں تو "یا ایھا الذین امنو اتقو اللہ و کونو مع الصادقین" پڑھ کر نسبت کے متعلق بیان کروں اور میرا شوق بڑھتا ہی چلا گیا۔ پھر جب ان مولوی صاحب نے تقریر ختم کی تو فوراً فرمایا مفتی صاحب اٹھو اور "کونو مع الصادقین" کے متعلق بیان کرو۔ یہ سن کر فقیر کی آنکھیں کھلی رہ گئیں کہ میں تو دل میں شوق لیے بیٹھا تھا سرکار کو کیسے پتہ چل گیا اس سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہمارے آقائے نعمت رحمتہ اللہ علیہ صاحب نظر تھے۔

فقیر اندازاً ۵۸ سال خدمت میں حاضر ہوتا رہا پہلے

اندازاً تیس سال تک بسوں اور ریل گاڑی پر حاضری ہوتی رہی زاں بعد ایک دن ہمارے محلے کے ایک عقیدت مند شیخ عبدالرشید نے گاڑی (کار) خریدی اور مجھ سے کہا کہ اس گاڑی پر کوٹلی شریف چلیں۔ میں بڑا خوش ہوا اور ہم اس کار پر سوار ہو کر حاضر ہوئے تو دو تین دن فرمان جاری ہوتا رہا کہ اب فلاں مسجد جاؤ، اب فلاں مسجد جاؤ جب واپسی کا پروگرام بنا تو سرکار نے فقیر پر تقصیر کو سامنے بٹھایا اور فرمایا کہ سفر بھی کافی دور دراز ہے اور بڑھاپا بھی شروع ہو گیا ہے لہٰذا اب اللہ تعالیٰ ایسا ہی سبب بنائے (کار والا) تو آیا کریں۔ اس فرمان پر یہ برکت ہوئی کہ زاں بعد فقیر ایک بار بھی نہ کسی بس پر نہ ریل گاڑی پر حاضر ہوا بلکہ اندازاً تیس سال ہو چکے ہیں جدھر جانا ہو گاڑی (کار) موجود ہوتی ہے۔ والحمدللہ رب العالمین۔

محترم بزرگ حاجی محمد اشرف صاحب مرحوم مغفور ہمارے دادا پیر قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے تھے کافی معمر تھے ان کو سرکار نے فرمایا کہ سرہند شریف حاضری کے لئے درخواست دے دو۔ انہوں نے درخواست دے دی پھر فرمایا حج کے لیے بھی درخواست دو۔ انہوں نے حج کے لیے بھی درخواست دے دی جو کہ منظور ہو گئی سرکار نے ان کو حج کے لیے روانہ کر دیا اور جب وہ حج کر کے واپس آئے تو پتہ چلا کہ سرہند شریف کی درخواست منظور ہو گئی ہے۔ لیکن تاریخ آنے سے پہلے حاجی صاحب مرحوم کا وصال ہو گیا وہ فوت ہو گئے۔ زاں بعد سرکار نے حاجی حکم داد صاحب زید شرفہ کو فرمایا کہ آپ حاجی محمد اشرف کی درخواست پر سرہند شریف حاضری دے آئیں وہ تیار ہو گئے چند احباب کا قافلہ تھا جن میں بفہ شریف والے صاحبزادہ صاحب بھی تھے ان کی واپسی پر فقیر ان سے ملا اور پوچھا کہ حاجی حکم داد صاحب حاجی محمد اشرف صاحب مرحوم کی درخواست پر کیسے چلے گئے وہ فرمانے لگے کہ جب ہم واہگہ بارڈر پر پہنچے اور پاسپورٹوں کی چیکنگ شروع ہوئی اور جب حاجی حکم داد صاحب سکھ افسر کے سامنے ہوئے وہ افسر کبھی فوٹو کو غور سے دیکھے اور کبھی حاجی حکم داد صاحب کے چہرے کو بڑے غور سے دیکھنے لگ گیا تو ہم ڈر کر پیچھے ہٹ گئے کہ ابھی حاجی حکم داد صاحب گرفتار ہونے والے ہیں تو کہیں ہم بھی نہ پکڑے جائیں کیونکہ حاجی حکم داد صاحب کے فوٹو میں بالکل نمایاں فرق تھا آخر کار سکھ افسر نے مہر لگا کر حاجی حکم داد کے حوالے کر دیا اور حاجی صاحب خراماں خراماں اندر چلے گئے۔

اصلاح معاشرہ

افراد کے اجتماع کا نام معاشرہ ہے۔ ”ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ“ (کنتم خیر امۃ) کا اعزاز حاصل ہونے کے ناطے امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہمارا اولین فریضہ ہے۔ یہی اس امت کا امتیازی وصف ہے اگر انسان اپنی اصلاح پر توجہ مرکوز رکھے اور اردگرد کے تعفن زدہ ماحول کی اصلاح کی کوشش نہ کرے تو معاشرہ کبھی بھی حسن و نور سے معمور نہ ہو سکے گا۔

حضرت فقیہ عصر نے اس لازم و ضروری کام کے پیش نظر متعدد رسائل تحریر فرمائے جن میں معاشرہ میں پھیلی ہوئی وبائیں اور ان کے تدارک کا طریقہ منہج نبوی کے حوالہ سے درج ہے

حیات حضرت فقیہ العصر کے مقاصد و اہداف

از: پروفیسر ہمایوں عباس شمس

کارگہ حیات میں فرد اس لیے اہم ہے کہ ''افراد'' سے قوموں کے ذہنی سانچے، فکری ڈھانچے اور علم و عمل کے معیار کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسی لیے ''افراد کے ہاتھوں میں ہے عوام کی تقدیر'' کا اقبال نے نعرہ دیا تھا۔ افکار کی تفہیم کے لیے افراد کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ قرآن کریم کے قصے اس حقیقت کبریٰ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ عہد نبوی سے لے کر آج تک افراد کے ذریعہ افکار کا مطالعہ کیا گیا۔ اسی سے دو فکری زاویے ہمارے سامنے آئے ایک کو صدیقی فکر اور دوسری کو بوجہلی فکر کہا جا سکتا ہے۔ صدیقی فکر نے ملت اسلامیہ کے لیے قلبی انشراح، فکری قوت، علمی سطوت، جبی فکر و دانش کا سامان مہیا کیا۔

حضرت فقیہ العصر رحمتہ اللہ علیہ اسی جبی فکر و دانش سے مالا مال پندرہویں صدی میں پہلی صدی کے انسان تھے۔ ان کی زندگی ماضی کے حقائق کی عصری شہادت تھی، آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن کے سانس بھی لکھے جاتے ہیں۔ ان کے جی سانچے کی تشکیل درود پاک کے انوار و تجلیات نے کی تھی۔ فکری سانچے نے تانے بانے بننے میں محدث اعظم رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت قبلہ عالم جنید وقت خواجہ محمد صادق صدیقی رحمتہ اللہ علیہ نے اہم کردار ادا کیا۔ اس طرح آپ علماً فقیہ اور عملاً صوفی تھے۔ کم و بیش ایک صدی اس سراپا علم و عمل اور عشق و محبت انسان نے ذرہ عشق نبی سے دلوں کو گرمایا کتنا گرمایا یہ اندازہ ان کے جنازہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت فقیہ العصر کیا تھے؟ کیا پیغام تھا؟ مقصد کیا تھا؟ اس کا اندازہ عملی زندگی سے لگایا جا سکتا ہے۔ اس کے جاننے کا ایک در، در مصطفی ﷺ سے رہنمائی لیتا ہوں ایک معیار آپ کے حیات طیبہ کے لمحات ہیں ہر لحہ اور فکر و عمل کا محسوس نہیں ہوتا نظر آتا ہے۔ شریعت مصطفوی سے سرِ مو انحراف نظر نہیں آئے گا۔ یہاں علمی دیانت خالص عمل میں ڈھلی ہوئی نظر آتی ہے۔ علمی نفاق جس کا شکار آج دنیا ہے وہ یہاں دکھائی نہیں دے گا۔

ان کا فتوی انتقال خون کے خلاف آخری لمحات تک اس پر کاربند رہے۔ تصویر کے عدم جواز کے قائل تھے۔ ڈاکٹرز سے ہسپتال میں بستر پر بھی اس کی سختی سے پابندی کروائی۔ حافظ شہباز (خادم خاص) کو دس سال پورے ہوئے تو بلا کر پوچھا کہ اس عرصہ میں کسی کام کے نہ کرنے کا پوچھا یا سختی سے پیش آیا، جواب ''ملا نہیں'' ایسا کبھی نہیں ہوا۔ تو اس پر بھی شکر ادا کیا گیا کہ یہ سنت بھی پوری ہو گئی۔ زندگی بھر تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی۔ نماز باجماعت کا ہمیشہ اہتمام رہا۔ وقت کی پابندی اور وعدہ کے ایفا میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ اسی لیے ان میں اخلاص تھا اللہ کے لیے، رسول اللہ ﷺ کے لیے اور عامۃ المسلمین کے لیے۔ علمی

نفاق میں آج ہر کوئی گرفتار ہے۔ یہاں علم اور عمل دونوں ایک ہی رنگ، ایک ہی بانکپن میں نقطۂ کمال پر تھے۔ اندازہ لگانے کا دوسرا معیار ان کی تصانیف ہیں جن کی تعداد تقریباً ۱۴۳ ہے۔ اور تقریباً پانچ ہزار صفحات سے زائد چھوٹی بڑی ان تمام تصانیف کا ایک ہی مقصد ایک ہی ہدف ہے۔ تصانیف اور علمی زندگی دونوں اس ہدف اور مقصد کو پورا کر رہی ہیں جو خلیفۃ اللہ کا زمین پر ہے۔ اس اعتبار سے وہ برہان تھے اسی لیے آب کوثر ان کا مقدر بنا کیوں کہ حمایت رسول ﷺ انہیں حاصل تھی اور فیضانِ نظر سے قصرِ جنت ان کا مقدر ٹھہرے۔

انسان اس فانی زندگی کے لمحات میں جو قدم بھی اٹھاتا ہے اس کے پیش نظر کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔ بعض لوگ دنیاوی مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہیں اور بعض متاع دینوی کو سراب سمجھتے ہوئے حیاتِ جاوداں کی تلاش میں رہتے امور اخروی کو ترجیح دیتے ہیں۔ ایسے ہی افراد کامیاب وکامران ہیں۔

ہمارے حضرت قبلہ فقیہ العصر رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کا پاک کا ایک ایک لمحہ امور اخروی کے لیے وقف ہے۔ اس کے لیے آپ کی تصانیف بھی ایک پہلو رکھتی ہیں۔ اگر آپ کی تصانیف کا بغور مطالعہ کیا جائے تو درج ذیل امور ان تصانیف کا مقصد معلوم ہوتے ہیں۔

اصلاح عقائد

قرآن کریم نے ''عمل صالح'' سے پہلے ''ایمان'' کی شرط لگا کر عقیدہ کی اہمیت وضرورت کو واضح کیا ہے۔ بدعقیدگی کی صورت میں اعمال صالحہ کا بلند وبالا محل بھی ایسا ہی ہوگا جیسے ریت کے ٹیلے پر بغیر کسی بنیاد کے عالیشان محل تعمیر کر لیا جائے تیز ہوا کا ایک جھونکا اسے نیست ونابود کرنے کے لیے کافی ہے۔

حضرت فقیہ العصر رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف اس اعتبار سے امتیازی شان رکھتی ہیں کہ آپ نے عقائد کی اصلاح پر بہت زور دیا اسی بناء پر آپ کی تحقیقات میں ''مقالات امینیہ'' کی ایک جلد اصلاح عقائد کے سلسلہ میں ہے۔ اس کی ابتدا میں آپ رقمطراز ہیں: ''عقائد و ایمانیات میں اختلاف سراسر تباہی اور آخرت کی بربادی ہے۔ آخرت میں وہی نجات حاصل کر سکتا ہے جس کے عقائد اہلسنت و جماعت کے مطابق ہوں گے'' (مقالات امینیہ ص:۲)

''الحاصل مندرجہ بالا اقوال مبارکہ سے ثابت ہوا کہ تمام ولیوں، غوثوں، قطبوں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بلکہ خود امت کے والی رحمت کائنات کے نزدیک عقیدہ ہی اہم چیز ہے اور وہ عقیدہ کہ جس کی وجہ سے انسان، نجات حاصل کر سکتا ہے'' (ص:۱۱)

پھر مقالات امینیہ کا پس منظر اور اہمیت ان الفاظ سے اجاگر کی:

''اور عقیدہ اہل سنت کی ترجمانی کے لیے فقیر نے وہ کتابیں یکجا کر دی ہیں جو کہ صحیح عقائد پر دال ہیں (ص:۱۱)

آپ نے عقیدہ کی اہمیت ہر صورت میں عوام کے ذہن نشین کروانے کی کوشش کی ہے مثلاً ''حقوق الزوجین'' جو معاشرتی حوالہ سے اہم کتاب ہے اس میں بھی آپ نے اس ذمہ داری کو نبھایا، لکھتے ہیں:

''خاوند پر لازم ہے کہ بیوی کو عقائد اہلسنت کی تلقین کرے''(ص:٦)

پھر تین صفحات (٦٢، ٦١، ٦٠) پر عقیدہ کی اہمیت کے سلسلہ میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال نقل کر کے عقیدہ کی اہمیت جاننے کیلئے ''جنتی گروہ'' کے مطالعہ کا مشورہ دیا ہے۔

صفحہ نمبر ٢٢١ اور بعد کے صفحات پر بھی اسی سلسلہ میں اہم ہدایات درج کی ہیں۔

٢: فروغ عشق رسول ﷺ

ایمان کی روح اور حقیقت ذات مصطفیٰ ﷺ ہے آپ کی محبّت میں حیات عارضی کے لمحے گذانے میں جو لطف ہے وہ کسی دوسری زندگی میں کہاں میسر آسکتا ہے؟ اور آپ کی محبت میں موت سے ہمکنار ہو جانے سے بڑھ کر اور کون سی سعادت ہوگی؟

دور حاضر میں جب مادی قدروں کا غلبہ ہو گیا ہے ضرورت اس امر کی ہے لوگوں کو افراتفری کے اس عالم میں اس حقیقت سے آگاہ کیا جائے کہ محبوب خدا ﷺ، جان کائنات علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی محبّت کے بغیر زیست کے لمحے پھیکے ہی رہیں گے اگر اپنی زندگی میں قوت وتوانائی، عزم وحوصلہ اور بلند نگاہی پیدا کرنا چاہتے ہو تو اپنے دل کو محبّت رسول ﷺ سے معمور کرلو۔

میرا خیال ہے اس دور میں حضرت فقیہ العصر رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف نے اس مقصد کو جس رنگ سے پورا کیا اس کی مثال ملنا مشکل ہے اور اس کے اثرات بھی ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔

آب کوثر کا مطالعہ فرمائیں وہاں بھی آپ کو ساقی کوثر کی عظمتوں کے جلوے نظر آئیں گے، البرہان کے اوراق پلٹ کر دیکھیں ہر ورق پکار پکار کر کہہ رہا ہے آؤ دامن مصطفیٰ کریم ﷺ سے لپٹ جاؤ خلیفۃ اللہ کا عنوان ہی مصطفیٰ کریم ﷺ کی رفعتوں کو آشکارا کر رہا ہے۔ الیواقیت والجواہر اور حاضر وناظر رسول ﷺ کی سطور میں عشق مصطفوی ﷺ کا جھلکتا ہوا پیغام دے رہا ہے کہ بڑھو ---بڑھو مصطفیٰ کریم ﷺ کی طرف بڑھو۔ ان کے دامن میں پناہ لے لو نجات کا یہی راستہ ہے۔ ''سعی السعید'' اور ''داڑھی کی اہمیت'' بھی ہمیں درس محبّت دے رہی ہیں اور اعلان کر رہی ہیں کہ ''محبت رسول ﷺ'' کسی بلند بانگ دعویٰ کا نام نہیں بلکہ یہ تو محبوب کی اداؤں پر مر کر ''عملا'' کر کے دکھانے کا نام ہے۔ فضائل سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا اور حمایت رسول ﷺ میں بھی فروغ عشق رسول ﷺ کے جذبہ کی رعنائیاں دیکھی جاسکتی ہیں۔

٣: اسلاف سے تعلق کی بحالی

''تعلق بالرسالت'' کی حقیقت کو سمجھنے کیلئے سلف صالحین کے طرز عمل کو دیکھنا، سمجھنا اور جاننا انتہائی ضروری ہے۔ اسلاف کا طریقہ ہی نجات کا راستہ ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنی زندگی شریعت کی ترویج واشاعت میں صرف کردی، شریعت کے اسرار ورموز کو سمجھنے کیلئے ان نفوس قدسیہ کی حیات کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

ہمارے حضرت نے اس پہلو پر بھی خصوصی توجہ فرمائی۔

''ادب کی اہمیت'' میں ان قدسی صفت حضرات سے تعلق استوار کرنے کا ڈھنگ بتایا تو ''سیدنا امام اعظم''۔ ''تذکرہ سیدی شاہ

نقشبند قدس سرہ''۔ سیدی محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ'' خلیفۃ اللہ'' اور ''تصوف وایمان کے موتی'' جیسی کتابوں میں ان عالی ظرف حضرات کے حالات ومقامات کو بیان کر کے، اس امر کی تفصیل بیان کی کہ اھد نا الصراط المستقیم کی علمی تعبیر یہی لوگ ہیں۔

صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔

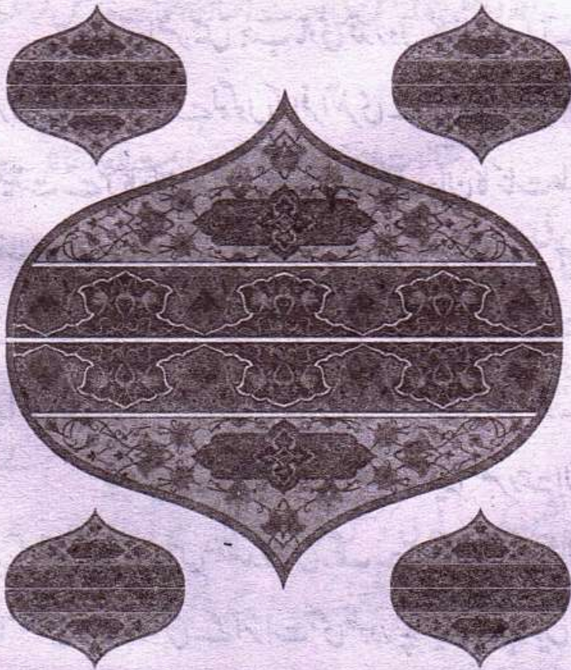
٤۔ اصلاح معاشرہ

افراد کے اجتماع کا نام معاشرہ ہے۔ ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ ''کنتم خیر امۃ'' کا اعزاز حاصل ہونے کے ناطے امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہمارا اولین فریضہ ہے۔ یہی اس امت کا امتیازی وصف ہے۔ اگر انسان اپنی اصلاح پر توجہ مرکوز رکھے اور اردگرد کے تعفن زدہ ماحول کی اصلاح کی کوشش نہ کرے تو معاشرہ کبھی بھی حسن ونور سے معمور نہ ہو سکے گا۔

حضرت فقیہ العصر رحمتہ اللہ علیہ نے اس لازم وضروری کام کی اہمیت کے پیش نظر متعدد رسائل تحریر فرمائے جن میں معاشرہ میں پھیلی ہوئی وبائیں اور ان کے تدارک کا طریقہ، منہج نبوی کے حوالہ، سے درج ہے۔ آپ نے ان میں لوگوں کو فکر آخرت کی رغبت دلائی ہے۔ مقالات امینیہ کا دوسرا حصہ ''اصلاح اعمال'' کے عنوان سے بھی چھپائی کے مراحل میں ہے۔ اصلاح معاشرہ کے نکتہ نظر سے لکھے گئے چند رسائل وتصانیف میں مابعد الموت، نماز کی اہمیت، دوگھر، الفوز الکبیر، خسارہ، ٹی وی کے ثمرات، سود خور کا انجام، حقوق الزوجین شامل ہیں۔

آپ کے پیغام اور مقصد حیات کا تیسرا معیار اولاد ہے۔ اس پر میں کچھ نہیں کہہ سکتا یہ ان کا امتحان ہے۔ حضور فقیہ العصر رحمتہ اللہ علیہ اس معاملہ میں بالکل واضح موقف رکھتے تھے۔ جو بیٹا ان کے مقاصد واہداف اور فکر ونظر کے مطابق نہیں ہوگا اس سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ حضرت مناظر سلام، حضرت مفکر اسلام، حضرت علامہ حبیب امجد اور علامہ قاری محمد مسعود احمد حسان اس مشن اور کام کو آگے کتنا بڑھا سکتے ہیں۔ ایک باعزم حوصلہ مند باپ نے جو کیا کیا چار نوجوان اس مشن کو آگے بڑھانے میں کوئی کردار ادا کر سکیں گے؟ یہی امتحان ہے۔

حضور قبلہ فقیہ العصر رحمتہ اللہ علیہ کی عملی زندگی اور تصانیف اپنی مقصدیت سے ہم آہنگ ہیں۔ کیا کمرہ امتحان میں بیٹھے ہوئے یہ چار طالب علم بھی اس مقصدیت سے ہم آہنگ ہیں، یہ وقت بتائے گا۔ یہ حقیقت ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔



حضرت قبلہ فقیہ عصر مفتی محمد امین رحمتہ اللہ علیہ کی یاد میں منعقدہ سیمینار، "باتیں حضرت فقیہ عصر کی" سے محمد افضل سعید کا خطاب

بتاریخ: 16 جنوری بروز منگل 2018ء

آج کی تقریب "باتیں فقیہ عصر کی" کے عنوان سے انعقاد پذیر ہے میں اپنی طرف سے واجب الاحترام حاجی مختار احمد صاحب اور جناب ندیم داؤد صاحب کی طرف سے خوش آمدید کہتا ہوں۔ بالخصوص میرے برادر محترم خطیب عصر حضرت علامہ محمد حامد سرفراز صاحب، پیر سید منصور الحق شاہ، پیر سید محمد طاہر کاظمی، پیر سید قاسم علی شاہ، مولانا عبدالحنان سیالوی، شیخ الحدیث مفتی نذیر احمد سیالوی، صاحبزادہ محمد طاہر سلطانی، مولانا محمد اشرف شاد، ڈاکٹر عبدالقوی بغدادی، ڈاکٹر فاروق دانش، مولانا عطاء النور جامی، مولانا حافظ سعید احمد کاوش، قاری محمد شریف کھرل، قاری محمد عاشق نعیمی، سید اشاد حسین شاہ، مولانا شفاعت علی سجاد صاحب اور دیگر علماء کرام، مشائخ عظام، ایم فل، پی ایچ ڈی کے محققین تشریف فرما ہیں میں سب کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

میں بات کہاں سے شروع کروں، کہاں تک جاؤں اور کہاں ختم کروں، آج کا موضوع میرے لیے بڑا جذباتی ہے میں اگر یہ کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ میری ساری عزت، پہچان، وقار قبلہ فقیہ عصر رحمتہ اللہ علیہ کی ذات کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔

غالب نے کہا تھا

بنا ہے شاہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

تو جب سے ان کی خدمت میں آئے ہیں تو آبرو کا پتا چلا ہے کہ آبرو کیا ہے اور وہ بڑا خوبصورت کسی نے کہا تھا۔

تیری دوستی سے پہلے ہمیں کون جانتا تھا
تیری دوستی نے بنایا میری زندگی فسانہ

میرے لیے آپکی نسبت دنیا و آخرت میں اعزاز ہی اعزاز ہے۔

ان سے نسبت ہو تو کیوں نہ کرے ناز کوئی
اس سے بڑھ کر نہیں کونین میں اعزاز کوئی

میں نے شعور کی آنکھ آپ کی گود میں کھولی ہے یہ مبالغہ نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ اور پھر جو کچھ دین میں ملا جو کچھ دنیا میں ملا یہ ان کے قدموں کا صدقہ ہے۔ اور جو مجھے نصیب ہے اور نصیب رہے گا انشاء للہ۔

زندگی کے غموں اور سختیوں نے سر اٹھایا تو میں بے اختیار آپ کے در تک پہنچا اور وہ غم خوشی میں بدل گئے۔

مجھے زمانے کی گردشوں سے تیری نگاہیں بچا رہی ہیں
جونہی کسی غم نے سر اٹھایا تو مسکرایا خیال تیرا

اور جو بھی آپ کے قدموں تک پہنچا اس نے یہ محسوس کیا

اس نظر میں کوئی خاص بات تھی ضرور
جس پر پڑی اسی کے جگر میں اتر گئی

اور پھر میں تو اس بات کے ساتھ یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ

تو پاس نہ ہو گا تو تیری یاد رہے گی
دنیا میری آباد کی آباد رہے گی

اور میں ہی اس بات کا قائل نہیں یہ ساری دنیا کہتی ہے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی مجددی کے ایک مکتوب کا حوالہ دے کر میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب کوٹلی والے حضرت خواجہ خواجگاں پیر طریقت رہبر شریعت حضرت خواجہ محمد صادق صدیقی البکری رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو موجودہ حضرت جو سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد زاہد سلطانی الصدیقی البکری ہیں میں نے ان کی بارگاہ میں عرض کیا کہ الفاظ نہیں ہیں کن الفاظ کے ساتھ اظہار تعزیت کیا جائے۔ تو قبلہ حضرت صاحب فرمانے لگے کہ اہل اللہ مرتے نہیں ہیں انتقال کرتے ہیں اور فرمانے لگے یہ بات یاد رکھو کہ جب دنیا میں ہوتے ہیں ان کی ۹ جہتیں اللہ کی طرف ہوتی ہیں ایک مخلوق کی طرف ہوتی ہے اور انتقال کے بعد ۹ مخلوق کی طرف اور ایک اللہ کی طرف یعنی ان کے فیوض و برکات ۹ گنا بڑھ جاتے ہیں اور میں اس کی مثال دیتا ہوں حضور محدث اعظم پاکستان رضی اللہ عنہ بڑے تھوڑے عرصے کیلئے تھے فیصل آباد میں صرف ۱۰ سال کا عرصہ 1962 میں آپ کا وصال پر ملال ہوتا ہے اور آپ کے فیوض و برکات کی جو نسیم صبح چلی ہے وہ رکی ہی نہیں اسی نسیم صبح کا ایک بڑا جھونکا فقیہ عصر ہیں۔

مسند ارشاد تھی اس کی طلوع آفتاب
اس کی کرنوں سے ہوئے کافور ذہنوں کے حجاب

تو میں پھر کیوں نہ کہوں کہ

جو بھی صفات بندۂ مومن میں ہیں اے دوستو!
جامع ترین نام ہے ان کے لیے فقیہ عصر

میں نے جیسے کہا کہ

یہ داستان ہے وفاؤں کی
کہانی ہے خوشبوئے درود کی
تاریخ ہے عشق رسول کی
یاداشت ہے اک بندۂ مومن کی زندگی کی
یہ کتاب ہے عاشقوں کی
یہ سلسلہ ہے صراط مستقیم کا
یہ قافلہ ہے محبّت الٰہی کا
یہ آفتاب ہے تاریک دلوں کو روشن کرنے کا
اور چاند، بدر و ہلال ہے روشن دلوں کو مٹھاس دینے کا

کیونکہ چاند کی روشنی کا خاصہ ہے کہ وہ پھلوں میں مٹھاس پیدا کرتی ہے سورج کی روشنی پھلوں کو پکاتی ہے اور چاند کی روشنی پھر ان پھلوں میں مٹھاس پیدا کرتی ہے۔

یہ مے کدہ ہے محبّت خدا و محبت مصطفیٰ کے جام پلانے کا یہ حیات جاوداں کا نشان عظیم گروہ صوفیاء کا سالار عظیم شیوخ طریقت کیلئے نشان اثر اور علماء شریعت کے لیے فقیہ عصر اور جگر مراد آبادی نے کیا خوب کہا تھا۔

اک لفظ محبّت کا ادنی یہ فسانہ ہے
سمٹے تو دل عاشق پھیلے تو زمانہ ہے
یہ کس کا تصور ہے یہ کس کا فسانہ ہے
جو اشک ہیں آنکھوں میں تسبیح کا دانہ ہے

یہ وہی تو ہیں جنہوں نے ہر ایک کے ہاتھ میں تسبیح تھمادی اور جہاں اس تسبیح اور درود شریف کا تصور آتا ہے وہاں فقیہ عصر کی صورت آتی ہے اور کیا خوب کہا

اور کیا بتاؤں تمہیں کہ وہ کیسے ہیں

بات بنتی نہیں مثالوں سے

اور علامہ اقبال شاعر مشرق نے ایسے ہی لوگوں کے لیے کیا خوب کہا تھا اور بڑا ہی خوب کہا تھا کہ

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشہ کرے کوئی

ہو دیکھنا تو دیدہ دل واہ کرے کوئی

دل کی آنکھوں سے دیکھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ فقیہ عصر کیا ہیں اور ان کا مقام کیا ہے۔ اور دل کی آنکھیں کھولیے اور چشم تصور واہ کیجئے اور میں آپ کو تھوڑا ماضی میں لے چلوں حضور خواجہ معین الدین حسن۔ خواجہ غریب نواز کے نام سے مشہور ہوئے۔ حضرت علی ہجویری۔ داتا گنج بخش کے نام سے حضور شیخ عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی۔ غوث اعظم اور غوث الثقلین کے نام سے بابا فرید الدین۔ گنج شکر کے نام سے، نظام الدین محمد۔ محبوب الٰہی کے نام سے خواجہ محمد صادق صدیقی۔ مساجد کے ساتھ اور حضرت مولانا سردار احمد۔ محدث اعظم پاکستان کے نام سے اور مفتی محمد امین۔ دود پاک کی تعلیم میں امر ہو گئے انہوں نے اپنی زندگی فتوی کے لحاظ سے نہیں تقوی کے لحاظ سے گزاری اور پھر اس پاکیزہ زندگی پر جنازے کی شکل میں اللہ تعالی نے مہر لگا کے بھیج دیا کہ میرے اس بندے نے جو زندگی گزاری ہے تو اب دیکھو ہم کیسے اس پر مہر لگا رہے ہیں۔ میرے ایک دوست مولانا شفاقت علی سجاد صاحب انہوں نے بتایا کہ جس جگہ ہم کھڑے تھے وہاں ۲۰ سے ۲۵ عیسائی گلے میں صلیب لٹکائی ہوئی ہمارے ساتھ آکر کھڑے ہو گئے جنازہ میں، میں نے پوچھا تم کیسے آئے؟ کہنے لگے ہمارے دلوں میں بھی ان کا احترام ہے مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کے جنازے کے مناظر حضور فقیہ عصر کے جنازے میں دیکھے وہ یاد تازہ ہو گئی کہ جب مولانا روم کا جنازہ اٹھایا گیا تو اسی طرح لاکھوں لوگ جنازے میں آگئے یہودی بھی تھے اور عیسائی بھی تھے۔ مسلمان پوچھتے تھے تم کیا لینے آئے ہو؟ تو وہ کہتے کہ مولانا روم صرف تمہارے نہیں ہمارے بھی ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جنازہ اٹھانے سے لیکر تدفین تک ان کے ۶ تابوت بدلے گئے۔ جب جنازہ اٹھایا جاتا لوگ تختے برکت کیلئے اکھاڑ کر لے جاتے تھے۔ تو یہی کیفیت یہاں بھی نظر آتی ہے کہ پورا فیصل آباد جنازہ گاہ میں بدلہ ہوا تھا۔ اہل ایمان کیلئے جنت جانے کا راستہ آسان کر دیا، اور حدیث پاک ہے (کنزل العمال) اللہ تعالی گنہگاروں کو نیک بندے کا جنازہ پڑھنے کے سبب بخشش دیتا ہے۔ دنیا میں رہے تو لاکھوں لوگوں کو جنت کا راستہ دکھایا اور جب دنیا سے رخصت ہوئے تو لاکھوں لوگوں کو جنت کی دہلیز پار کرا گئے۔ اور آپ یہ کہا کرتے تھے کہ سچا سچا عشق رسول ﷺ اپنے دل میں بھر لو، نماز کی پابندی کرو اور کثرت سے دورد پاک پڑھو پھلانگتے، پھلانگتے جنت پار کر جاؤ گے اور کہا کرتے تھے کہ میری زندگی کا نچوڑ یہ ہے کہ جس نے یہ تین کام کر لیے وہ جنت سے باہر نہیں رہ سکتا۔

آپ نے فرمایا! میں ایک دن کوٹلی شریف میں حاضر تھا اپنے پیر حضور قبلہ جناب خواجہ صادق صدیقی البکری کے پاس وہاں رات کو سو رہا تھا کہ خواب میں دیکھا کہ میں ایک کشتی میں

بیٹھا ہوں اور جب پیچھے مڑ کر دیکھا کہ کشتی کو چلا کون رہا ہے تو وہ آقائے دو جہاں حضرت سیدنا محمد ﷺ کشتی چلا رہے تھے فوجی لباس زیب تن تھا اور فرمایا مفتی صاحب آپ سامنے دیکھو تو میری زبان سے یہ جملہ صادر ہوا کہ آگے کو دیکھوں یا سرکار کے چہرانور کو دیکھوں تو دیکھا کہ وہ کشتی نہر کے کنارے پہنچی ہوتی ہے۔ پھر آنکھ کھل گئی جب آنکھ کھلی تو دل میں یہ تعبیر آتی ہے کہ اس بیعت والی کشتی کو حبیب خدا سید الانبیاء ﷺ ہی پار لگائیں گے۔

حدیث پاک کا مفہوم ہے! حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کا دن ہوگا اور لوگ اچھے اعمال نہ ہونے کے سبب جب رب کی بارگاہ میں پیش ہونگے تو پریشان ہوں گے اچھے اعمال تھوڑے ہیں اور گناہ زیادہ ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی یہ کیفیت دیکھ کر فرمائے گا جہاں تم رہتے تھے وہاں میرا ایک مردِ دانا بھی تھا اسے جانتے ہو وہ کہیں گے ہاں اے پروردگار ہم اسے جانتے ہیں۔ (فقیہ عصر کو) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تمہیں اس کے صدقے معاف کر دیا۔ جتنے تمہارے بُرے اعمال تھے وہ سارے معاف کر دیئے جنت کا دروازہ کھول دیا جنت میں داخل ہو جاؤ۔

ہم اِن کے دم قدم سے اور ان کے پہلو بہ پہلو جنت میں جائیں گے۔

اور اس پر صرف ایک حدیث نہیں بہت احادیث ہیں کہ یہ اللہ کے بندے جب جنت کی طرف جائیں گے تو ایک ایک کو کہا جائے گا کہ اپنے ساتھ محبت کرنے والوں کو جنت میں ساتھ لے جائیں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں ہے جب آپ جنت میں جانے لگیں گے تو اللہ فرمائے گا ابو حنیفہ تم ابھی جنت میں نہیں جاؤ رک جاؤ عرض کریں گے مولا کیوں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس حشر کے میداں میں جس جس کا ہاتھ پکڑنا ہے پکڑو اور اسے جنت میں لے جاؤ...... تو ہم بھی ان کے ماننے والے ہیں...... جو اس جہاں سے مرتے نہیں انتقال کرتے ہیں اور جن کی خانقاہیں قیامت تک کے لیے فیوض و برکات تقسیم کر رہی ہوتی ہیں......

7ویں صدی ہجری کے محمد بن حسین بَجَلّی رحمتہ اللہ علیہ یمن کے بزرگ ہیں اور 621ھ میں آپ کا وصال ہوا ہے آپ کا مزار پر انوار آج بھی مرجع خلائق ہے اگر بارش نہ ہو تو لوگ آپ کے مزار پر جاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں بارش ہو جاتی ہے اس کو خواجہ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ خواب آئی۔ سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کونسی عبادت افضل ہے؟ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ کسی اللہ والے کے پاس اتنی دیر بیٹھ جانا جتنی دیر میں بکری کا دودھ دھویا جاتا ہے یہ اس عبادت سے افضل ہے جس میں انسان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ زندہ ہو یا اس دنیا سے جا چکا ہو۔ فرمایا دونوں میں سے جو مل جائے۔ حضرت فقیہ عصر تقریباً تین ماہ مسلسل بیمار رہے۔ اور خوراک کی نالی لگی ہوئی تھی کہ کھایا، پیا بھی نہیں جا رہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود بدھ والے دن صبح ساڑھے نو بجے انتقال ہوتا ہے اور اگلے دن جمعرات کو شام 6

بجے، 35 گھنٹوں بعد تدفین ہوتی ہے تو چہرہ ایسے تھا جیسے گلاب کا پھول۔

حضرت امام رُبعی رحمتہ اللہ علیہ۔ جلیل القدر تابعی ہیں آپ ساری زندگی مسکرائے نہیں تھے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ مسکرائے کیوں نہیں؟ فرمایا اس دن تک نہیں مسکراؤں گا جب تک اپنا انجام نہ دیکھ لوں۔ لوگوں نے کہا ہمیں کیسے پتا چلے گا؟ فرمایا جب کفن پہنا چکو تو دفن کرنے سے پہلے منہ سے کپڑا ہٹا کر دیکھ لینا۔ ان کا انتقال ہوا۔ جو راز دان تھے جن سے وہ بات کہی ہوئی تھی۔ وہ راز دان آگئے کفن کی تنیاں کھولیں تو آپ مسکرا پڑے۔ انہوں نے کہا کہ غنیمت ہے کچھ سوال بھی پوچھ لو کہا! آپ مسکرائے ہیں کیا آپ نے اپنا انجام دیکھ لیا کہا! ہاں جو اللہ نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے جنت میں محل دینے کا وہ میں دیکھ رہا ہوں۔

دوسرے نے پوچھا! جان کیسے نکلی؟ کہا پتا ہی نہیں چلا یہ سوال و جواب شروع ہو گئے تیسرے نے سوال کیا چوتھے نے سوال کیا آپ نے ہاتھ سے کہا! رک جاؤ میرا جنازہ پڑھنے کیلئے سرکار دو عالم ﷺ انتظار فرما رہے ہیں حضرت بابا بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے اسی لیے کہا تھا۔

عرش فرش تے بانگاں ملیاں مکے پے گیا شور

4 جنوری کو شور ہی تو پڑا تھا۔ اور دیکھنے والوں نے عرش پر بھی صفیں سیدھی دیکھیں۔ کہ فرشتے بھی صفیں سیدھی کئے کھڑے ہیں۔ سبحان اللہ

اور حضرت بابا بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے یہی کہا تھا کہ

عرش فرش تے بانگاں ملیاں مکے پے گیا شور
بلھے شاہ اساں مرنا ناہیں گور پیا کوئی ہور

حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ آپ کا جب انتقال ہوا تو آپ نے وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ پڑھانے حضور خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ آئیں۔ آپ آئے۔ جب جنازہ پڑھا قبر میں لے کر اترے، باہر نکلے تو بے ہوش ہو گئے۔ ہوش آیا لوگوں نے کہا حضرت قبر دیکھ کر آپ کی یہ حالت ہے تو پھر ہمارا کیا بنے گا۔ فرمایا وہ بات نہیں ہے جو تم سوچ رہے ہو جو منظر میں نے دیکھا ہے وہ تم نے نہیں دیکھا۔ فرمائیے کیا منظر دیکھا؟ کہا جب میں بہاؤالدین ذکریا رحمتہ اللہ علیہ کو لیکر اترا تو میرے بازوؤں سے سرکار دو عالم ﷺ نے لے کر قبر میں لٹایا۔ واہ رے علو مرتبت۔

دیکھئے یہ بات بھی یاد رکھئے کہ جس نے بھی ناموس رسالت پر پہرہ دیا۔ اللہ نے ساری خیر اور بھلائی ان کے وجود کے ساتھ جمع کر دی۔ ہمارے علماء جو محراب و منبر میں پہرہ دیتے ہیں ان کے وجود کے ساتھ بھلائیاں ہیں اور جو میدان میں پہرہ دیتے ہیں غازی علم دین شہید رحمتہ اللہ علیہ، غازی ممتاز حسین قادری رحمتہ اللہ علیہ، اللہ نے ان کو بھی تو شہرت کی بلندیوں تک پہنچا دیا ہے کہ وقت کے بڑے بڑے تاجور جس کو دیکھتے رہ گئے اور غازی علم دین رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے اولیاء سے بڑھ گئے۔ جب میانوالی کی جیل میں تھے۔ تو ماں ملنے آئی! رونے لگ پڑی، کہا! اماں کیوں روتی ہو؟ کہا بیٹا تمہاری جدائی میں روتی ہوں۔ کہا ماں رو نہیں اللہ نے مجھے انعام دیا ہے جب میرا ذکر ہوگا

وہاں تیرا ذکر بھی ہوگا۔ یہ کوئی تھوڑا انعام ہے کہ جہاں میرا ذکر ہو گا وہاں تیرا ذکر ہوگا۔ اور پھر وہ علم دین رحمۃ اللہ علیہ جس کی کوٹھڑی کی ساری لائٹیں بجھ جاتیں ہیں روشنیاں بجھ جاتی ہیں اندھیرا چھا جاتا ہے اور جب رات کا پچھلا پہر آتا ہے کوٹھڑی نور سے جگمانے لگتی ہے۔ ایک دن داروغہ نے پوچھ لیا۔ علم دین! ہم تو ساری لائٹیں بجھا دیتے ہیں۔ تیری کوٹھڑی میں روشنی کہاں سے آتی ہے؟ تو علم دین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ روشنی والضحیٰ ﷺ کے چہرۂ انور کی ہے جو مجھے مدینے سے دیدار کرانے آتے ہیں۔ تو اس روشنی کو کون بجھائے۔ جو ناموس رسالت پر پہرہ دینے والا ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل نے ساری برکتیں ساری بھلائیاں اور جتنی بھی نعمتیں ہیں ان کے وجود میں اکٹھی فرما دیں ہیں اپنا تعلق اپنے شیخ سے کمزور نہ پڑنے دیں۔ اپنا تعلق اپنے عالم دین سے کمزور نہ پڑنے دیں اپنا تعلق محراب و منبر سے کمزور نہ پڑنے دیں ورنہ جو کچھ آجکل ہو رہا ہے وہ ہر گھر کی داستان بنے گی۔ اس سے قبل کہ وہ وقت آئے سنبھل جائیے۔ اپنا تعلق ان علماء کیساتھ بڑھاتے رہیں۔ 1982ء سے جناب کے قدموں میں اور خدمت میں ہوں تو میرے ساتھ آپ کی محبت، آپ کی شفقت بے پناہ تھی اور یہ ہر ایک محسوس کرتا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ میرے ساتھ تھی، میرے ساتھی کہیں گے میرے ساتھ تھی، اہل اللہ کا طریقہ یہی ہے 1982ء میں، میں حاضر ہوا اور 1984ء میں بیعت ہوا۔ جناب کی غلامی میں آیا جناب کی غلامی کا پٹا میں نے اپنے گلے میں پہنا اور جب میں بیعت ہوا تو فرمانے لگے ایک میرا بیٹا محمد افضل ہے (جو آپ کے بڑے صاحبزادے ہیں) اور ایک محمد سعید ہے یعنی محمد سعید احمد اسعد امام المناظرین اور ایک اب محمد افضل سعید ہے اور یہ صرف فرمانے کی حد تک نہ تھا۔ فرمایا آج کے بعد تم اپنے گھر سے اپنا خرچہ منگواؤ گے، کپڑے منگواؤ گے اور نہ اپنی کتابیں منگواؤ گے۔ تمہارا خرچہ، تمہارے کپڑے اور تمہاری کتابیں میرے ذمے اور یہ پھر آپ نے نبھایا آپ ہر مہینے مجھے 50 روپے دیا کرتے۔ یہ ۱۹۸۴ء کی بات ہے کپڑے، کتابیں اور جیب خرچ جناب مجھے عطا فرماتے تھے۔ 1985ء کی بات ہے میاں بشیر احمد صاحب (النور ٹیکسٹائل) آپ گاڑی لائے اور حضور داتا صاحب علیہ الرحمۃ کے عرس پر جانا تھا، تو مجھے بلایا فرمایا تم لاہور گئے ہو؟ میں نے کہا میں آج تک نہیں گیا۔ فرمایا چلو آج چلیں۔ اگلی سیٹ پر آپ بیٹھے اور اگلی ہی سیٹ پر مجھے ساتھ بٹھا لیا۔ میاں صاحب نے عرض کیا کہ پیچھے جگہ ہے۔ فرمایا نہیں میں اسے اپنے ساتھ بٹھا کر لے جاؤں گا۔ فیصل آباد سے لاہور تک میں فرنٹ سیٹ پر جناب کے پہلو میں بیٹھ کر گیا۔ وہاں حاضری دی، حاضری دے کر جب باہر نکلے تو فرمانے لگے کیونکہ تم پہلی مرتبہ آئے ہو۔ تو تم بادشاہی مسجد جاؤ وہاں تبرکات پڑے ہیں ان کی زیارت کر کے آؤ۔ 50 روپے دیئے۔ اور اس وقت بس کا کرایہ 8 روپے ہوتا تھا۔ مجھے فرمایا کھانا بھی کھانا ہے، بس کا کرایہ بھی دینا ہے۔ یہاں تانگے پہ بیٹھ کر بادشاہی مسجد بھی جانا ہے اور پھر وہاں تانگے پہ بیٹھ کر لاری اڈے بھی جانا ہے۔ اس لیے کم نہ پڑیں 50 روپے مجھے عطا کر دیئے یہ شفقتوں کی بات ہے۔ میں نے جیسے شروع میں کہا تھا کہ یہ داستان ہے وفاؤں کی اور پھر اس سے ایک اور بڑی بات دیکھئے جو میں کرنا چاہوں گا کہ

جب ۱۹۹۰ء میں میرے محسن ومربی میرے استاذ مفکر اسلام علامہ محمد کریم سلطانی دامت برکاتہم العالیہ نے میرے رشتے کی بات کی۔ مولانا افضل شاہد صاحب کی بیٹی کیلئے اس وقت قبلہ مولانا سعید احمد اسعد صاحب پاس موجود تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب فرمانے لگے کہ یہ جب میرا بیعت ہوا تھا تو میں نے اس وقت کہا تھا کہ تم میرے بیٹے ہو۔ تو امام المناظرین فرمانے لگے کہ پھر دعا فرمائیں۔ پھر اسی بات پر دعا ہوگئی۔ رشتہ طے پا گیا۔

اظہار خیال

ڈاکٹر حافظ محمد منیر الازہری
ہیڈ آف اردو ڈیپارٹمنٹ، دار الافتاء المصریہ۔ قاہرہ مصر

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین، امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قال اللہ تعالیٰ:

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ٥ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ٥ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ٥

ترجمہ: اے اللہ کے ذکر سے پرسکون ذات، لوٹ آ اللہ کی طرف اس حال میں کہ تو اللہ سے راضی اور اللہ تجھ سے راضی، تم میرے دوستوں کے زمرے میں داخل ہو جا اور میری جنت کو اپنا مسکن بنالے۔

اللہ تعالیٰ کے دوست خوف وغم سے بالا ہو کر اللہ کے پیغام کو عام کرتے ہیں، اللہ کی محبت کو لوگوں کے دلوں میں اجاگر کرتے ہیں، اسی لیے جب وہ اس دنیا سے پردہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کے ذکر کو لوگوں کے دلوں میں زندہ کر دیتا ہے حضرت مولانا مفتی محمد امین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ ان برگزیدہ ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے پوری زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی یاد کی شمع ہر سو جلائے رکھی اور اسے کبھی بجھنے نہیں دیا، اللہ کے دوست جب تک دنیا میں رہتے ہیں تو ان کا فیض خاص لوگ حاصل کرتے ہیں اور جب وہ اس دنیا سے پردہ کرتے ہیں تو ان کا فیض عام ہو جاتا ہے حضرت فقیہ عصر مفتی محمد امین رحمتہ اللہ علیہ سے علامہ محمد افضل سعید کی وساطت سے میری ملاقات 2010ء میں ہوئی آپ بڑی محبت سے ملے مختلف دینی، روحانی اور اخلاقی موضوعات پر گفتگو ہوئی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے اپنی کتاب "آب کوثر" جو کہ بارگاہ رسول ﷺ میں مقبول ہے عطا فرمائی اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ اس کا عربی زبان میں ترجمہ کر دیں مجھے یہ سعادت حاصل ہوئی کہ اس کا عربی زبان میں ترجمہ کیا بعد ازاں مدینہ شریف کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی تو وہ ترجمہ حضرت قبلہ شیخ الحدیث فی مدینۃ الرسول ﷺ شیخ اسامہ صالح المحصار نے مواجہہ شریف کے سامنے آپ ﷺ کے بارگاہ میں پیش کیا اور یہ خوشخبری سنائی کہ ترجمہ آپ ﷺ نے قبول فرمالیا ہے الحمدللہ علی ھذہ النعمۃ، آب کوثر کا ترجمہ بردار محترم محمد افضل سعید صاحب نے شائع کیا اور اسے عالم عرب تک پہنچایا۔ اس فقیر نے حضرت قبلہ مفتی صاحب کی ذات میں اخلاص اور للّٰہیت پائی، انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی علمی وروحانی میراث کو آنے والی نسلوں تک منتقل کیا، بلاشبہ وہ انسانیت کے لیے خیر کا باعث ہیں اور ان کا روحانی فیض آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ کا کام دیتا رہے گا میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ان کے فیض کو خلق کے لئے عام کرے، آمین بجاہ حبیبہ طٰہٰ ویٰسین ﷺ

مُبشّراتِ مُبارکہ سے

حفیدہ من عائشہ صدیقہ کا خواب

خواب نمبر ۱

حفیدہ من عائشہ نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک دریا ہے لوگ اس میں پھنسے ہوئے ہیں میرے بابا جی (فقیر ابوسعید غفرلہ) لوگوں کو پکڑ پکڑ کر نکال رہے ہیں حتی کہ سب کو نکال لیا ہے پھر دیکھا کہ روشنیاں آتی ہیں اور میرے بابا جی میں آکر گم ہو جاتی ہیں۔

خواب نمبر ۲

ایک دن میں نے خواب دیکھا کہ میرے بابا جی (فقیر ابوسعید غفرلہ) چائے پکار ہے تھے۔ میں نے پوچھا بابا جی کیا حضرت صاحب آئے ہیں؟ تو بابا جی نے کہا نہیں بیٹی سید دو عالم ﷺ تشریف لائے ہوئے ہیں اور میں ان کے لیے چائے پکار ہا ہوں یہ سن کر میں نیچے گئی تو پتہ چلا کہ حضور ﷺ مسجد میں ہیں جب میں مسجد گلزار مدینہ میں گئی تو دیکھا کہ حضور ﷺ مسجد میں بیٹھے ہیں اور کچھ لوگ اور بھی ہیں تو میں شرم کی وجہ سے دور ہی سے حضور کی زیارت کر کے واپس آگئی۔

خواب نمبر ۳

حفیدہ من عائشہ افضل سلمہا کا بیان ہے کہ میں جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد جب عورتیں مدرسہ البنات امینیہ رضویہ میں کافی تعداد میں جمع ہو کر درود پاک پڑھتی ہیں اور مرد مسجد گلزار مدینہ میں درود پاک پڑھتے ہیں میں بھی ان عورتوں میں بیٹھی درود پاک پڑھ رہی تھی کہ یکا یک میری آنکھیں بند ہو گئیں اور پردے اٹھ گئے کیا دیکھتی ہوں کہ رسول اکرم، رحمت دو عالم ﷺ مسجد میں تشریف لائے ہیں اور درود پاک پڑھنے والوں کو خوش ہو کر دیکھ رہے ہیں۔ پھر حضور ﷺ آگے تشریف لے گئے اور مسجد میں منبر رکھا ہوا تھا اس پر جلوہ افروز ہوئے اور سب درود پاک پڑھنے والوں کو خوش ہو کر دیکھ رہے ہیں اور ایک نمازی زور زور سے حق ہو کے نعرے لگا رہا تھا تو حضور ﷺ نے اس کو بھی خوش ہو کر دیکھا تو میں نے دیکھا کہ منبر کے پاس فرش پر میرے بابا جی (فقیر ابوسعید غفرلہ) بیٹھے ہیں (فقیر اس جمعہ بخار میں مبتلا تھا) تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے بابا جی بیمار ہیں ان پر کرم کریں تو سید العالمین ﷺ نے کچھ پڑھ کر میرے بابا جی کو تین پھونکیں لگائیں اور پھر سیدھے اوپر تشریف لے گئے۔

خواب نمبر ۴

حفیدہ من عائشہ افضل سلمہا ربہا الکریم نے بتاریخ ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۴۱۱ھ بروز شنبہ بیان کیا کہ آج دوپہر میں سو گئی تو خواب میں دیکھا کہ ہمارے گھر کے کمرہ میں دو تین عورتیں بیٹھی ہیں اتنے میں آپ (بابا جی) گھر میں آئے تو اتنا نور تھا کہ کہ ابھی صحن میں ہی تھے کہ چہرے کا نور کھڑکیوں سے اندر جا رہا

تھا۔ کمرہ میں میری امی جان، باجی شہناز، حفصہ بیٹھی ہیں وہ نور دیکھ کر خوش ہو کر کہہ رہی ہیں دیکھو کتنا نور ہے۔ پھر جب آپ کمرے میں داخل ہوئے تو میں بے ہوش کر چارپائی پر گر گئی اور میرا جسم کانپنے لگتا ہے پھر اچانک میری آنکھوں کے سامنے گنبد خضریٰ آجاتا ہے یہ دیکھ کر خوشی کی انتہا ہو جاتی پھر اچانک دیکھا تو گنبد خضریٰ کے سامنے میرے غمخوار آقا ﷺ جلوہ افروز ہیں اور دیکھا کہ آپ (ابوسعید غفرلہٗ) کو سینہ مبارک کے ساتھ لگایا ہوا ہے اور بہت زیادہ خوش ہو رہے ہیں بس نور ہی نور ہے دیکھا کہ آقائے دوجہاں آپ پر بڑی شفقت فرما رہے ہیں کبھی ادھر تشریف لے جاتے ہیں کبھی ادھر اور آپ کو بار بار سینہ مبارک سے لگاتے ہیں میں دیکھ رہی ہوں پھر میرے دل میں آیا کہ کیوں نہ آگے بڑھ کر رسول اکرم ﷺ سے پیار لے لوں آگے بڑھی تو حضور رحمت دوعالم ﷺ نے میرے سر پر شفقت کا ہاتھ مبارک پھیرا پھر آپ نے بھی پیار دیا پھر خواب میں ہی محسوس کرتی ہوں کہ جاگ اٹھی ہوں اور رو رہی ہوں تو آپ نے فرمایا روؤ نہیں، وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو۔ پھر آنکھ کھل گئی۔

خواب نمبر ۵

۱۲ جولائی ۱۹۹۸ء بروز جمعہ مبارک میری پوتی عائشہ افضل نے بیان کیا کہ میں درود پاک پڑھ رہی تھی اور شوق تھا کہ شہید کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت نصیب ہو آنکھ لگ گئی تو اپنے بڑے بیٹے محمد حسن کو کہا باہر امام حسین رضی اللہ عنہ جلوہ فرما ہیں جا کر عرض کرو کہ ہم نے زیارت کرنی ہے وہ دیکھ کر آیا اور کہا امی جی حضور مصروف ہیں دوبارہ بھیجا تو پھر یہی جواب لایا پھر میں نے خود ہمت کی کہ خود جا کر زیارت کروں دروازہ سے باہر جھانکا تو دیکھا کہ باباجی (ابوسعید غفرلہٗ) کی گود میں سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سر مبارک رکھا ہوا اور باباجی کے ساتھ خوش طبعی فرما رہے ہیں پاس ہی میرے والد صاحب اور چچا محمد سعید صاحب اور چچا قاری محمد مسعود حسان بھی بیٹھے ہیں میں نے کوشش کی تو مجھے سرکار امام حسین رضی اللہ عنہ کے نصف چہرہ مبارک کی زیارت ہوئی اور پھر آنکھ کھل گئی۔

خواب نمبر ۶

بتاریخ ۱۰ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ بمطابق ۳۱ اگست ۱۹۸۷ء بروز جمعہ مبارکہ حفیدہ من عائشہ افضل سلمہا نے بیان کیا کہ جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد جامع مسجد گلزار مدینہ محمد پورہ میں نمازی اکٹھے بیٹھ کر درود پاک پڑھتے ہیں اور خواتین مدرسہ البنات امینیہ رضویہ محمد پورہ میں بیٹھ کر درود پاک پڑھتی ہیں میں بھی ان خواتین میں بیٹھ کر درود پاک پڑھ رہی تھی اور دل میں یہ ارمان لئے ہوئے تھی کہ کاش آقائے دوجہاں ﷺ کا دیدار نصیب ہو جائے اسی شوق میں آنسو بہہ رہے تھے کہ اچانک آنکھیں بند ہو گئیں کیا دیکھتی ہوں کہ قبلہ کی طرف سے تین نورانی بزرگ تشریف لا رہے ہیں اور وہ ہوا میں پرواز کرتے آ رہے ہیں جب وہ نیچے مسجد میں تشریف لائے تو مسجد جگمگ جگمگ کر اٹھی حتیٰ کہ درود پاک پڑھنے والوں کے لباس اور چہرے بھی منور ہو گئے وہ تینوں حضرات مسجد گلزار مدینہ کے اندر ہال میں تشریف لائے ان میں سے ایک بزرگ منبر پر جلوہ افروز ہو گئے اور باقی دونوں منبر کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے میرے دل نے کہا جو منبر پر جلوہ افروز ہیں یہ امت کے والی حبیب خدا ﷺ اور دائیں طرف سیدنا صدیق اکبر اور بائیں طرف سیدنا فاروق اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اتنے میں آسمان سے رحمت کی بارش شروع ہو گئی موٹے موٹے نور کے قطرے درود پاک پڑھنے والوں پر برس رہے ہیں اور یوں محسوس ہو رہا ہے کہ رحمت اور نور کی بارش سے ہر طرف نور ہی نور پھیل گیا ہے۔ زاں بعد میں نے دیکھا کہ میرے بابا جی (فقیر ابو سعید غفرلہٗ) اندر مسجد میں حاضر ہوئے تو آقائے دو جہاں ﷺ نے ان کو گلے سے لگا لیا اور بہت خوش ہوئے پھر وہ معزز مہمان تشریف لے گئے اور آنکھ کھل گئی۔

محمد افضل سعید، الحسن پریس فیصل آباد کا بیان

مورخہ ۲۱ نومبر ۲۰۰۶ء مولانا محمد افضل سعید صاحب نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ حضرت قبلہ محمد مفتی محمد امین صاحب کے درس کا پروگرام ہے اور میں وہاں بہت سارے جائے نماز بچھا رہا ہوں اور جس جگہ حضرت صاحب نے بیٹھنا ہے وہاں میں پانچ چھ جائے نماز تہہ بتہہ بچھا رہا ہوں اور میں نے وہاں اپنی والدہ مرحومہ مغفورہ کو دیکھا کہ وہ چوکڑی مار کر بیٹھی ہیں اور بہت زیادہ خوش نظر آ رہی ہیں اور وہ مسلسل مسکرا رہی ہیں۔ میں پوچھتا ہوں امی جان کیا حال ہے؟ تو فرمایا بیٹا جو حضرت صاحب یہاں آ رہے ہیں (حضرت مفتی محمد امین صاحب) ان کا مقام بڑا بلند ہے اتنا بلند ہے اتنا بلند ہے جیسے ایک میل اوپر کو سرخ رنگ کی لائن لگا دیں یعنی اتنا اونچا مقام ہے پھر فرمایا ایک بزرگ کلر کہار کے ہیں ان کا مقام بھی بہت اونچا ہے۔ میں نے کہا امی جی جو سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں تو فرمایا مجھے نہیں پتہ کہ وہ سرکار غوث اعظم کی اولاد سے ہیں۔ پھر آنکھ کھل گئی۔

فقیر ابو سعید غفرلہ کا خواب

غالباً ۱۳۷۶ھ کے ماہ رمضان مبارک کی ۱۹ تاریخ تھی۔ فقیر جامع مسجد گلزار مدینہ محمد پورہ لائل پور کے ملحقہ مکان میں سویا ہوا تھا خواب میں دیکھا رحمۃ للعالمین ﷺ تشریف لا رہے ہیں پھر اچانک آواز بلند ہوا کہ تشریف لے آئے ہیں اور لوگ ایڑھیاں اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے ہیں اور فقیر کے دل میں ایسا سرور پیدا ہوا کہ بیان میں نہیں آسکتا اور فقیر کی زبان پر جاری ہے کہ واقعی حضور ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں۔ لیکن ابھی شرف زیارت نصیب نہیں ہوا کہ حکم ہوا چلو، ہم لوگ چلنے لگے۔ کچھ دور گئے تو پھر حکم ہوا واپس آؤ۔ جب واپس لوٹنے لگے تو فقیر نے دیکھا اونچا مکان ہے اس کی دیوار کے اوپر سرور دو عالم ﷺ فقیر کی طرف نظر بھر کر دیکھ رہے ہیں۔ فقیر واپس بھی آ رہا ہے اور زیارت سے مشرف بھی ہو رہا ہے۔ اس مکان کے سامنے ایک ہری بھری گراؤنڈ ہے اور چبوترے بنے ہوئے ہیں اور جب فقیر پر تقصیر چبوترے کی سیڑھیوں کے پاس پہنچا تو صاحب لولاک ﷺ بھی محل سرا سے باہر تشریف لائے اور چبوترے پر جلوہ افروز ہوئے فقیر حقیر شاہ کونین ﷺ کے قدم مبارک پر بوسہ دیتا رہا۔ پھر سرکار دو عالم ﷺ اتر کر تشریف لے گئے اور فقیر کی آنکھ کھل گئی۔ اس وقت ایک عجیب ہی کیفیت طاری تھی۔

حضرت قبلہ فقیہ عصر کی حیات دوام
''آفتاب عصر کی حیات دوام''

حضرت فقیہ عصر کے وصال مبارکہ کے چوتھے دن
درود شریف والی مسجد میں محمد افضل سعید کا خطاب

بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی
جیسی اب ہے تیری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی
لے گیا چھین کے کون آج تیرا صبر و قرار
بے قراری تجھے اے دل کبھی ایسی تو نہ تھی

آج ان کی بارگاہ میں حاضر ہیں جن کی پاکیزہ خوبصورت تقوی وطہارت پر گزری ہوئی زندگی پر آپ کا جنازہ مہر ثبت کر گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بتا کر بھیجا جو میرا ہوتا ہے میں اسے اپنا یوں بن کر دکھاتا ہوں۔ میں زیادہ تفصیل سے نہیں بلکہ مختصر عرض کرنا چاہوں گا۔

انسان عظمت و نور سے لبریز ایک ایسا نایاب خزانہ ہے کہ جس نے ''چشم اغیار'' سے ''عروس روح'' کو نہاں کر رکھا ہے اور قدرت نے اسی عروس کے حسن و جمال کو اپنے ذریعے اپنے فرشتہ صفت بندوں کو ''ولقد کرمنا بنی آدم'' کا لباس زیب تن کروا کر ''وفضلناھم'' کی مجلس خاص میں جگہ عطا فرما کر اس کے حسن و جمال کو دنیا پر آشکارا کیا۔ اور پھر اسے اپنے ''عالم الغیب والشھادۃ'' ہونے کا بین ثبوت کے طور پر پیش کیا۔

خالق کائنات کی بھی کیا عظیم شانیں ہیں!

جو اس کی طرف ایک قدم بڑھا تو اس نے دس قدم کی قربت بخش دی۔ اگر کوئی دس قدم چلا تو باری تعالیٰ سو قدم نزدیک ہوا، کوئی چل کر آیا تو مالک نے بھاگ کر اس کی طرف آنے کا عندیہ دیا۔ تو جن لوگوں نے اپنی ساری کی ساری زندگی اس کی راہ میں شریعت و طریقت کی دشوار گزار راہوں کے مسافروں کی راہنمائی میں بتا دی ان کے اجر کا اندازہ رب کائنات کے مذکورہ بالا طرز عمل سے بجا طور پر کیا جا سکتا ہے۔

قارئین محترم!

آج ہم اس بارگاہ میں حاضری پیش کرنے کے لیے اپنی خطا کار قلم کو جنبش دینے کی جسارت کر رہے ہیں کہ جنہوں نے اپنے عظمت کردار کے ذریعے آبروئے اسلام کو نہ صرف سرزمین فیصل آباد (بلکہ چہار دانگ عالم میں بلند کیا) انہوں نے اپنے اخلاق و کردار کے ذریعے شریعت کے گوہر تقسیم کئے اور اپنے لب کی چاشنی اور دل کی محبّت کے ذریعے طریقت کے اسلوب تبلیغ کو مہمیز بخشی۔

حضور فقیہ عصر کی ذات بابرکات ان خاصان خدا میں سے ہے کہ جو طلوع تو ہوا کرتے ہیں لیکن غروب نہیں وہ اس کائنات کی ظاہری نگاہوں سے تو اوجھل ہوتے ہیں جبکہ باطن میں ان کے فیوض و برکات قربتِ خداوندی کے سبب کئی گنا بڑھ جاتے ہیں۔

موت کو سمجھا ہے غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

ان نفوس قدسیہ کے دربار میں حاضری ہر خاص و عام کے بس کا روگ نہیں بلکہ چنے ہوئے لوگ ہی اس حضوری کے حامل ہوتے ہیں اوران کی بارگاہ پاک میں حاضری کے بھی کچھ آداب ہوا کرتے ہیں۔اسی ضمن میں ایک حسین اور سبق آموز واقعہ حسب ذیل ہے۔اسے خواجہ فریدالدین عطار نقل کرتے ہیں۔

ساتویں صدی ہجری میں یمن میں ایک مشہور معروف بزرگ گزرے ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت محمد بن حسین بجلی رحمتہ اللہ علیہ ہے ان کا مزار پاک یمن میں مرجع خلائق اور آپ کی تربت مستجاب الدعوات ہے۔آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''مجھے ایک رات خواب میں سرکار دوعالم شفیع معظم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور میں نے بارگاہ رسالت مآب میں دست بستہ عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ!میں کونسی عبادت کیا کروں جو میرے لیے سب سے اچھی ہوتو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

''کسی اللہ والے کے پاس اتنی دیر بیٹھ جانا کہ جتنی دیر میں بکری کا دودھ دوہا جاتا ہے اس عبادت سے افضل ہے جس میں انسان ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے۔

تو اس پر میں نے عرض کیا!

یارسول اللہ ﷺ!وہ زندہ ہو یا اس دنیا سے رحلت کر گیا ہوتو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا!''دونوں میں سے جو میسر ہو''

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''میں شروع شروع میں روحانی کمالات کا معترف نہیں تھا تو حضرت یوسف نساج رحمتہ اللہ علیہ جو میرے شیوخ میں سے ہیں،نے میرے قلب پر توجہ فرمائی اور میرا تذکیہ فرمایا تو ایک رات خواب میں مجھے ''اللہ رب العزت'' کا دیدار نصیب ہوا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا!

ابو حامد!

''اپنی مشغولیات چھوڑ اور میرے ان بندوں کی بارگاہ میں بیٹھ،جو میری توجہ کا مرکز ہیں''۔

امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ خواب جب صبح میں نے اپنے شیخ کی بارگاہ میں پیش کیا تو فرمانے لگے۔

ابو حامد!

یہ تو ابتداء ہے ان نیکوں کی صحبت کو نہ چھوڑنا کہ اس کے ذریعے تمہاری عقیدت وبصیرت کو تائید ایزدی کا سرمہ لگا دیا جائے گا۔

یہ وہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ ہیں کہ جنہوں نے فقط 53 سال کی عمر پائی لیکن ان کا علمی ذخیرہ تا قیام قیامت متلاشیان وطالبان حق کے لیے خضر راہ کا فریضہ سرانجام دیتا رہے گا۔تعلق باللہ ہو یا ربط رسالت علمی میدان ہو یا عمل کا فریضہ،تذکیہ باطن کا مرحلہ ہو یا تبلیغ واشاعت دین کی خدمت،حضور فقیہ عصر ہر میدان میں ''شہہ سوار'' نظر آتے ہیں،المختصر آپ رحمتہ اللہ علیہ علامہ کے اس شعر کا سچا سُچا مصداق نظر آتے ہیں۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں کردار میں اللہ کی برھان

اللہ رب العزت اپنے حبیب لبیب ﷺ کا صدقہ ہمیں ان خاصان خدا کے طرزِ بودوباش کو اپنانے اور ان کے فیوض برکات سے کماہ حقہ مستفیض فرمائے۔

آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ

ابتدائے گوہر

عابد نعمان شامی

نام.........(مفتی) **محمد امین**

کنیت........ ابوسعید

ولدیت.......... حکیم غلام محمد رحمتہ اللہ علیہ

قوم.......... راجپوت بھٹی

جائے پیدائش.......... گاؤں پھلے شاہ داکوٹ

تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

صحیح روایت کے مطابق قدوۃ العاشقین حضرت قبلہ مفتی محمد امین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ولات باسعادت ۱۳۴۴ھ، ۱۵ شعبان المعظم ۱۹۲۶ء میں ہوئی۔

یکم مارچ بروز سوموار، کیا ہی مبارک وہ دن تھا کہ حضور سراپا نور، لمعہ مطلع انوار، فیض بخش وفیض آثار، ساقی بزم محبت و الفت، واقف اسرار وحدت، گل گلستان خوبی وشمع بزم محبوبی محبوب ربانی، قطب صمدانی، خواجہ خواجگان، اشرف الاولیاء، افتخار العارفین، خواجہ محمد امین زیب مسند اقلیم دل آرائی و مسند دلربائی ہوئے، غنچے مسکرا کر پھول برسانے لگے اور ہزاروں پیاسوں کے خوابیدہ بخت خوشی سے جاگ اٹھے، دنیا اور دنیا والے تصدق ہونے لگے، زمانے والے پاؤں چومے اور کہا: زہے پدر بلند اقبال، شمس الھدی حضرت میاں غلام محمد اور زہے پسر عالی تبار وسر اسرار

والشمس عیان از طلعتہ
واللیل ز زلف عترتہ
النور فدا ھر عارضہ
الصبح دمیدا ز بشرتہ
الجن و بشرھم بیخودہ
والحورو ملک فی مدحتہ

علم و ادب کے گھر ایک ستارہ صبح کی طرح بلند وبالا چمکا جو آئندہ جانشین محدث اعظم والاشان ہوکر آرائے چمن شادابی ہونے والا تھا۔

مژدہ اے دل کہ تیرا راج دلارا آیا
لاڈلا شمس کا وہ صبح کا تارا آیا
عرش سے چاند گرا دل کی زمیں پہ یعنی
محفل ناز میں یوسف سا پیارا آیا

فروغ حسن تجلّی اور انوار ورخسار اٹھ اٹھ کر شہادت دے رہے تھے کہ یہ ماہ شمع اول کبھی بدر کامل بن کر عشاق مصطفیٰ ﷺ کے دل پہ بہ ہمہ آب وتاب چمکے گا اور یہ چہرہ آئینہ حق نما بن کر عارفوں کو وہ تجلّیات دکھائے گا کہ سب زبان حال سے پکار اٹھیں گے:

اے رنگ بوئے خوبی شمس الھدئے ما

نور رخ تو آئینہ حق نمائے ما

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات، بچپن ہی سے آپ کی طبیعت میں وہ کل باتیں موجود تھیں جن سے انسان کامل کی طبیعت دوسرے افراد سے بالکل الگ اور ممتاز ہوا کرتی ہے۔

آپ کے بڑے بھائی حضور مولانا منشاء صاحب فرماتے ہیں۔

''بچپن سے ہی ''امین صاحب'' کی طبیعت دوسروں سے جدا تھی، بات کرنے کا انداز، بولنے کا سلیقہ وطریقہ، عادات و واطوار، کیفیت ومزاج، سوز ودرد سب کچھ الگ سا تھا۔

اگر بولتے تو دھیمے لہجے میں، ہنستے تو بغیر قہقے کے، کسی بڑے سے بات کرتے تو نگاہیں جھکا کے، کسی چھوٹے سے کلام کرتے تو شفقت سے، پڑھتے تو دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہوکر، والدین کی خدمت کرتے تو ساری ساری رات یخ سردی میں کھڑے کھڑے گزار دیا کرتے تھے۔

ہم دونوں (قبلہ حضرت صاحب اور قبلہ منشاء صاحب) اپنے گاؤں نوازش آباد سے دوسرے گاؤں ''پکی حویلی'' جایا کرتے تھے۔ سردی ہوتی یا دن گرم ہوتے، برسات ہوتی یا خزاں نے ڈیرے ڈالے ہوتے، ہم دونوں اپنے گاؤں سے چلتے اور ''پکی حویلی'' پڑھنے کے لیے جاتے، وہاں ہمارے ایک بڑے ہی مشفق استاد تھے جن کو گاؤں کے بچے بڑے ''ماسٹر عبدالرشید'' کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ ماسٹر صاحب پڑھانے کے معاملے میں کافی سخت تھے اور کسی طالب علم کو سفارش یا رشوت لے کر بھی اگلی کلاس میں داخلہ نہ دیتے جب تک کہ وہ پہلی کلاس پاس نہ کر لیتا، ہم دونوں چند دن وہاں گئے کہ اگلے ہفتے ہی ماسٹر صاحب نے ہمیں تیسری جماعت میں داخل کر لیا۔

اس سے قبل، ہم سب بھائی گھر میں ہی قبلہ ابا جی رحمتہ اللہ علیہ پڑھا کرتے تھے جن میں ہمارا نصاب درج ذیل ہوا کرتا تھا۔

قاعدہ پڑھنا، تختی لکھنا، فقہی مسائل یاد کرنا، اور بزرگوں کی نصیحتیں یاد کرنا۔ قبلہ ابا جی سے پڑھ کر ہم ماسٹر صاحب سے پڑھنے چلے جاتے۔

ماسٹر صاحب کی گھر والی ایک ''لیڈی ڈاکٹر'' تھی اور ہم بچوں سے بڑی شفقت ومحبت سے پیش آتی اور کہا کرتی تھیں۔

''بچو پڑھ لو! پڑھ لو! یہی تو عمر ہے پڑھنے کی اس عمر میں پڑھائی کو پس پشت ڈال دو گے تو بعد میں پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا پھر روؤ گے اور آسمان کی طرف منہ کر کے چلاؤ گے کہ اے عمر رفتہ! کچھ وقت کے لیے لوٹ آ! مگر وقت ہاتھوں سے سرکتی ریت کی طرح گزرتا چلا جائے گا، گزرتا چلا جائے گا اور ساری دنیا دے کر بھی واپس نہیں آئے گا''۔

ہم اس شفیق اور مہربان خاتون کی باتیں سنتے اور پلے باندھ کر پڑھائی میں مگن ہو جاتے۔

وقت یونہی بیتتا گیا کہ امین صاحب کے دلنواز اور دلآرا سراپے کو بخار نے آلیا اور وہ صاحب فراش ہو گئے۔ ایک دن، دو دن، تین دن، حالت دن بدن خراب ہوتی گئی، گلاب جیسا چہرہ وہ مرجھا سا گیا۔ بڑا علاج کروایا، گھریلو ٹوٹکے آزمائے، دم کروایا مگر بخار تھا کہ اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا کہ آخر ہم سب کی خصوصاً ''اماں جی'' کی دعائیں رنگ لائیں اور تقریباً

بائیس دن بعد بخار اتر گیا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور سراس خدائے واحد کے حضور جھکا دیا جو صدائے کن سے زمین و زمن پیدا کرتا ہے۔

ادھر پہنچ کر منشاء صاحب ٹھہر گئے۔ کچھ دیر بعد باریش چہرے پر ہاتھ پھیر کر سوچتے ہوئے بولے۔

''امین صاحب کی عمر پندرہ سولہ برس ہوگی ہم تین بھائی، بھائی محمد حنیف صاحب مرحوم میں یعنی منشاء اور بھائی محمد امین صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔

شام افق سے اتر کر دلوں پر دستک دے رہی تھی، سورج اندھیرے کی گہری چادر اوڑھے چھپ چکا تھا، افق سے ہمارے گھر تک ایک ملگجا سا اندھیرا تھا، سردیوں کا موسم شروع ہو چکا تھا۔ ہم تینوں گھٹنوں پر لحاف ڈالے ہوئے شاید سبق یاد کر رہے تھے کہ ہم میں سے کسی نے کہا

''دین کی تعلیم حاصل کرنی چاہیے، دنیا کی تعلیم دنیا میں ہی رہ جائے گی مگر دین دنیا و عقبیٰ دونوں میں کام آئے گی کیا وہ حدیث پاک نہیں سن رکھی جس میں حبیب خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا ''ایک عالم دین کے لیے سمندر میں رہنے والی مچھلیاں بھی دعائیں کرتی ہیں؟''

ہم میں سے ایک گھر پر رہے کیونکہ والدین کو ہماری ضرورت ہے باقی علم دین پڑھنے کے لیے کسی دار العلوم میں داخلہ لے لیں اور جب وہ پڑھ لے تو گھر واپس آئے ماں باپ کی خدمت کر کے جنت میں جگہ بنائے اور پھر پہلا علم دین کے حصول کیلئے نکل جائے۔

فیصلہ ہوگیا کہ میں (محمد منشاء صاحب) والدین کی خدمت پہلے کروں گا اور محمد امین صاحب اور محمد حنیف صاحب دینی تعلیم کیلئے کسی مدرسے میں داخلہ لیں گے۔

اگلے دن بھائی جان حنیف مرحوم، محمد امین صاحب کو لے کر دار العلوم شرقپور شریف حاضر ہوگئے جہاں استاذ الاساتذہ مجمع البحرین حضرت علامہ شیخ الحدیث غلام رسول صاحب رحمتہ اللہ علیہ مسند تدریس پر جلوہ افروز تھے اور ہر خاص و عام کو علم و حکمت کے جام بھر بھر کر عنائت فرما رہے تھے۔ حضور شیخ الحدیث رحمتہ اللہ علیہ پوچھنے لگے کہ کدھر آئے ہو؟ بھائی جان حنیف صاحب نے عرض کیا

''حضور! یہ میرے بھائی ہیں ان کو دینی تعلیم سیکھنے کا بے حد شوق ہے اگر اپنی شاگردی میں لے لیں تو شفقت ہوگی''۔

حضور شیخ الحدیث غلام رسول صاحب فرمانے لگے

''ٹھیک ہے آپ انہیں چھوڑ جائیں ہفتے بعد یہاں سے چھٹی ہوا کرے گی تو یہ آپ سے مل آیا کریں گے''۔

سات دن بعد امین صاحب گھر آتے تو گھر میں رونق بڑھ جاتی، صبح بڑی روشن ہوتی اور اگلا دن پھر اسی سرشاری میں گزرتا کہ ہمارا بھائی، عالم دین کہ جس کے پاؤں تلے ہمہ وقت فرشتے پر بچھائے رکھتے ہیں، گھر آیا ہوا ہے جس کے دم قدم سے گھر میں رونقیں اور اجالے چھا جاتے ہیں۔

بچپن ہی سے امین صاحب مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کے اس فرمان پر سختی اسے کاربند تھے کہ

دور شو از اختلاط یار بد

یار بد بد تر بود از مار بد

مار بد تنہا ہمیں برجاں زند

یار بد بر جان و بر ایماں زند

(برے دوست کی صحبت سے ہمیشہ دور رہو! کیونکہ برا دوست برے سانپ سے بھی بدتر ہوتا ہے کیونکہ برا سانپ فقط جان پر حملہ کرتا ہے جبکہ برا دوست جان اور ایمان دونوں پر حملہ کرتا ہے)۔

یہاں تک پہنچ کر مولانا منشاء صاحب پھر رک گئے سرہانے موجود عمامہ شریف کو سر پر باندھا اور ساٹھ ستر سال قبل کے منظر کو نگاہوں کے سامنے لانے کی کوشش کرتے ہوئے بولے۔

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے محمد امین صاحب کے ایک ہی دوست تھے اور ان کا نام حافظ احسان الحق تھا۔ جب کبھی محمد امین صاحب گھر آتے تو حافظ احسان الحق صاحب کو بھی ہمراہ لے آتے ایک رات گھر گزارنے کے بعد دونوں واپس شرقپور شریف میں چلے جاتے۔

نماز عشاء کا وقت ہو چکا تھا مولانا منشاء صاحب مدظلہ العالی نے کرتے کے بازو اوپر کئے، ٹٹول کر سلیپر پہنے اور فرمانے لگے۔

''پترا نماز دا وقت ہو گیا اے، میں جا کے نماز پڑھونی اے، باقی دیاں گلاں زندگی رہی تے فیر دساں گا''۔

میں نے ناناجی مولانا منشاء صاحب کا شکریہ ادا کیا اور گھر واپس آگیا۔

حوالہ: شیخ الحدیث عاشق مدینہ علامہ محمد احسان الحق صاحب قبلہ حضرت صاحب کے بچوں کے ماموں ہیں اور اس وقت ہجویری مسجد فیصل آباد کے دائیں کونے میں آرام فرما ہیں۔ اللہ رب العزت آپ کی قبر انور پر کروڑوں رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

تلامذہ

قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا ملت اسلامیہ پر یہ ایک بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے اس کو ایسے ایسے قیمتی موتی دیئے کہ جنکی آب و تاب اظہر من الشمس ہے۔ آپ کے فارغ شدہ طلباء شریعت اسلامیہ کی پاسداری کر رہے ہیں اور دیگر اسلامی، ادبی تحریکوں میں سب سے آگے چلتے دکھائی دیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ قبلہ حضرت صاحب مدظلہ العالی نے اپنے شاگردوں کی ایسی تربیت فرمائی کہ وہ خلوص دل سے دین کا درد رکھتے ہیں۔ یہ سب آج بھی بغیر کسی لالچ کے تبلیغ دین کو اپنی زندگی کا لازمہ جانتے ہیں۔

ایک کامیاب معلّم کی کامیابی، چلتی پھرتی تصویر اور زندہ جاوید دلیل اس کے تلامذہ ہوا کرتے ہیں۔ جب ہم اس پہلو سے قبلہ حضرت صاحب زید شرفہ کے مقام کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں ہر طرف روشنی ہی روشنی نظر آتی ہے۔

آپ کے تلامذہ میں سے بعض کے اسماء درج ذیل ہیں۔

(۱)..... مولانا حافظ محمد ابراہیم صدیقی مبلغ اسلام دیار مغرب (افریقہ)۔

(۲)...... شیخ طریقت الحاج مولانا علاؤالدین صدیقی سجادہ نشین نیریاں شریف۔

(۳)...... مولانا محمد سعید نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ سابق خطیب دربار داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ لاہور۔

(۴)...... مولانا سید زاہد علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ خطیب جامعہ نوریہ رضویہ بغدادی مسجد فیصل آباد۔

(۵)...... مولانا حافظ معراج الاسلام سابق صدر مدرس جامعہ محمدیہ بھیرہ شریف (اس وقت آپ منہاج القرآن لاہور میں علم کی شمع فروزاں کیئے ہوئے ہیں)۔

(۶)...... مولانا سید جسٹس حبیب الرحمٰن شاہ صدیقی مفتی و قاضی آزاد کشمیر۔

(۷)...... مولانا قاری حافظ فضل حسین صاحب سابق مفتی کوٹلی آزاد کشمیر۔

(۸)...... مولانا محمد فیض الحسن قادری صاحب جامع مسجد سفینہ وار برٹن شیخوپورہ۔

(۹)...... مولانا حیات محمد صاحب مہتمم دار العلوم بجیرہ (باغ) آزاد کشمیر۔

(۱۰)...... مولانا سید مراتب علی شاہ صاحب گوجرانوالہ۔

حافظ محمد انور صاحب متعلم دار العلوم محمدیہ غوثیہ (بھیرہ) کا خواب

(خط بنام مولانا محمد کریم صاحب) بھائی جان کچھ دن ہوئے ایک خواب دیکھا تھا کیا دیکھتا ہوں آپ اور میں کسی ایک مکان کے قریب کھڑے ہیں۔ ہر طرف سبزہ ہی سبزہ ہے اتنے میں جناب مفتی محمد امین صاحب تشریف لائے ہیں اتنے میں کوئی کہنے والا کہہ رکھا ہے کہ ان کو اللہ تعالی نے سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زیارت سے مشرف فرمایا ہے۔ ہم پکار اٹھتے ہیں کہ کتنے خوش نصیب ہیں کہ آقا مدنی تاجدار کی دید سے مالا مال ہونیوالے ہیں۔ پھر ہم بھی اللہ تعالی کا شکر بجالاتے ہیں کہ اگر چہ کملی والے آقا کی دید تو نہیں ہوئی لیکن ان پاک آنکھوں کی جنھوں نے آقا علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی زیارت کی ہے۔ دید تو کرلی ہے اور ہم کہتے ہیں۔

جناں اکھیاں دلبر ڈٹھا اوا کھیاں تک لیاں توں ملیوں تے دلبر ملیا ہن آساں لگ پیاں

(1396ھ)

حضرت صاحبزادہ سید منظور علی شاہ صاحب (مالک شاہ بکڈپو لیاقت بازار پشاور صدر کا خط)

(بنام فقیر ابوسعید غفرلہٗ)

حضرت اس بندہ فقیر نے آپ کو رات سید المرسلین سرکار دو عالم ﷺ کے روضہ اقدس کے پاس دعا کرتے خواب میں دیکھا ہے۔(18 صفر المظفر 1398ھ)۔

نوٹ: فقیر کی سید صاحب موصوف سے آج تک ملاقات نہیں ہوئی۔

پندرہویں صدی میں پہلی صدی کے انسان حضرت فقیہ عصر رحمتہ اللہ علیہ

فقیہ عصر سیمینار

7 فروری 2018

نصرت فتح علی خاں آڈیٹوریم فیصل آباد میں فقیہ عصر سیمینار سے محمد افضل سعید کا خطاب

میزبان: جناب سید ہدایت رسول شاہ قادری صاحب، جناب قاری محمد صدیق قادری صاحب

زیر انتظام: بزم نورادب گلبرگ

تیرے سامنے نظر گزارنے بے سروساماں کیالاتے
اشکوں سے بھرا دامن لیکر تیری گلی میں آپہنچے

ہزار ہا کلمات تشکر جناب فخر السادات قبلہ سید ہدایت رسول شاہ قادری دامت برکاتہم العالیہ کے لیے ہیں۔ جنہوں نے فقیہ العصر سیمینار کا انعقاد کر کے فقیہ عصر کے غلاموں کے لیے تسکین کا سامان پیدا کیا۔ آپ ہر ایک کی غمی وخوشی میں شریک ہونے والے ہیں۔ میں قبلہ شاہ صاحب کے لیے اس موقع پر یہی کہہ سکتا ہوں کہ

چمن کے پھول تجھ کو گلاب کہتے ہیں
صرف ہمیں نہیں سبھی لاجواب کہتے ہیں

فقیہ عصر سیمینار میں جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی اور امام المناظرین سعید احمد اسعد جیسی نابغہ عصر شخصیات کی موجودگی میں کچھ کہنا بڑا مشکل ہے لیکن کہوں گا ضرور۔ اس لیے کہ میری نجات اسی میں ہے۔

دل اس کو ڈھونڈتا ہے نجانے کہاں گیا
خوشبو تھا وہ، ورائے زمان ومکان گیا

خوشبوئے شریعت خوشبوئے طریقت، خوشبوئے اسلاف خوشبوئے درود اور خوشبوئے رسول ﷺ

اہل نظر کا صبر لٹا ہوش چھن گئے
رندانِ پاکباز کا آرام جاں گیا
سب لوگ مضطرب ہیں اداس ہیں
مغموم ہیں کہ مرشدو پیر جواں گیا
دنیائے معرفت میں قیامت کا ہے سماں
ملک عدم کو آج وہ قطب زماں گیا
اب کس کی بارگاہ سے دادِ سخن ملے
میرے سخن شناس! وہ حسن بیاں گیا

اور میں یہ کہوں گا کہ

پینے کو دست ناز سے جام مئے حیات
یقیناً وہ سوئے ساقی کوثر چلا گیا
دنیائے دوں سے پھیر کے اپنا رخ جمیل
فردوس میں وہ اوڑھ کر چادر چلا گیا
ایسا جمیل ایسا حسیں ایسا خوبرو
کیوں کر کہوں کہ خاک کے اندر چلا گیا
آنکھوں کو دے گیا ہے وہ ساون کی بارشیں
دل میں چبھو کے درد کے نشتر چلا گیا
شوق وصال ذات الہٰی کے فیض سے
اک آن وہ اللہ اکبر چلا گیا
مخمور جو تھا بادہ وحدت کے جام سے

وہ میکشوں کو مست بنا کر چلا گیا

فقیہ عصر دنیا سے رخصت ہوئے۔ ارواح مقدسہ کے جھرمٹ میں قدسیوں کے ہاتھوں میں رحمت الٰہی میں داخل ہو گئے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

آنکھیں دل کی طرف جھکا کے دیکھتا ہوں تو میرے دل کی آنکھوں کے سامنے جیتے جاگتے بیٹھے ہیں۔ اسی شان سے اسی آن سے، وہی سنجیدگی وہی متانت انہی تمام رعنائیوں کے ساتھ سامنے ننگی چارپائی پر جلوہ گر ہیں وہی من موہنا مکھڑا۔ وہی ہشاش بشاش چہرہ، وہی دلفریب تبسّم اسلاف کی باتیں ہو رہی ہیں۔ رحمت الٰہی کے سبق یاد کروائے جا رہے ہیں صراط مستقیم کا راستہ سمجھایا جا رہا ہے۔ حیات جاوداں کی تڑپ سینے میں ڈالی جا رہی ہے۔ پھول جھڑ رہے ہیں موتی بکھرتے چلے جا رہے ہیں۔ ہاں ہاں دیکھو تو انداز تکلّم کتنا سادہ ہے۔ آواز کتنی من موہنی ہے اور فصاحت و بلاغت کا عالم یہ ہے کہ ان پڑھ اور عالم دونوں بیک وقت اپنی جھولیاں عشق رسول اور وحدت الٰہی کے پھولوں سے بھر رہے ہیں۔ تو اب للہ مجھے بتاؤ، کہ میں اپنے آپ کو۔ اپنے دل کی آنکھوں کو اپنے ضمیر کی آواز کو جھٹلا دوں کیونکر جھٹلا دوں۔ کہ میرے شیخ طریقت فقیہ عصر مر گئے نہیں مرے۔ مر سکتے بھی نہیں وہ مرنے کے لیے پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ زندہ ہیں۔ زندہ رہیں گے۔ رہتی دنیا تک زندہ رہیں گے۔ میرے دل میں زندہ رہیں گے۔ آپ کے دل میں زندہ رہیں گے۔ سارے جہاں کے دلوں میں زندہ رہیں گے۔ بلکہ مردہ دلوں کو زندگی دیتے رہیں گے۔ عشق رسول کے جام سے اور درود سلام کے پیام سے۔

ہاں اتنا ضرور ہوا کہ وہ ہم سے ذرا اوجھل ہو گئے آسمان کے سورج نے زمین کے اس سورج (فقیہ عصر) سے ذرا خوشامد کی کچھ اِدھر بھی۔ کچھ ہم سے بھی سرگوشیاں ہو جائیں کچھ کہکشاؤں نے کہا اے فقیہ عصر ہم بھی پڑے ہیں راہوں میں۔

ستارے زمین پر اتر کر راہ میں آپڑے۔ کہکشاؤں نے رکاب تھام لی اور فقیہ عصر ہم سے چھپ گئے۔

کل نفس ذائقة الموت پر ایمان کامل ہے۔ عمر بھر کا مشاہدہ بھی ہے۔ سانس لینے والے اور سانس نہ لینے والے سبھی کے لیے موت مقرر ہے یہ حتمی ہے اٹل ہے۔ یہ سب سچ حق اور بے شک ہے۔

مگر کیا نفوس قدسیہ بھی مر جایا کرتے ہیں۔ کیا سیدنا ابو بکر و عمر سیدنا عثمان و علی، سیدنا حسن و حسین پر موت آئی۔ کیا سیدنا جنید بغدادی اور بایزید بسطامی، سیدنا اویس قرنی و سری سقطی کیا، امام مالک و امام اعظم کیا شہاب الدین سہروری و شاہ نقشبند سرکار غوث اعظم و بہاوالدین ذکریا، کیا معین الدین چشتی و قطب الدین بختیار، بابا فرید الدین و نظام الدین، گنج بخش و گنج شکر، احمد کبیر رفاعی و ابوالحسن شازلی، احمد عباس تیجانی و قاضی عیاض، فتح اللہ شطاری و قاضی محمد صادق صدیقی۔ اعلیٰ حضرت و محدث اعظم، سید زاہد علی شاہ و مولانا عبد القادر شہید مر گئے۔ نہیں یقیناً نہیں تو پھر میں کیسے مان جاؤں کہ فقیہ عصر بھی۔ نہیں ہرگز نہیں۔

نفوس ذکیہ میں سے کسی نفس پر بھی موت کبھی طاری نہیں ہوتی۔ ہو بھی نہیں سکتی موت کی جرات ہی نہیں کہ اپنا بے رحم ہاتھ نفوس قدسیہ کی طرف بڑھا سکے۔

حق بات یہ ہے کہ راہ حق کے مسافر۔ انسانیت کے علم بردار علم و فکر کے معلم مرتے نہیں۔ مر جائیں تو علم بھی مر جائے

فکر بھی ناپید ہو جائے۔ انسانیت کا خاتمہ ہو جائے۔ علم و معرفت کے یہ نشان تا قیام صبح قیامت زندہ رہیں گے۔ اس لیے کہ یہ خدائی علوم کے وارث ہیں علامہ اقبال نے کیا خوب کہا تھا۔

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدہ دل وا کرے کوئی

18 اپریل 2011 کی ایک صبح میں فقیہ عصر کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپکے قدموں میں بیٹھنا اوج ثریا کا لطف دے رہا تھا۔ بات چل نکلی حضرت محدث اعظم کے عظیم شاگردوں میں سے فخر السادات جناب سید زاہد علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی۔ فرمانے لگے عظیم عاشق رسول تھے۔ حضرت محدث اعظم سے عشق رسول کی سوغات لی۔ اور پھر زندگی بھر بانٹنے میں صرف کردی۔ بغدادی مسجد کے محراب و منبر کو شرف امامت وخطابت بخشا۔ تو ایک مخلوق خدا جنت کی راہیں سیدھی کرتی نظر آئی۔ فقیہ عصر نے فرمایا۔ قبلہ شاہ صاحب میں سادگی و وضع داری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ انہی کا لگایا ہوا گلشن آج ہرا بھرا اور پھل سے لدا ہوا نظر آتا ہے۔ اور جناب سید ہدایت رسول شاہ قادری نے اپنے والد ماجد کی شروع کی ہوئی اس درس گاہ کو چار چاند لگا دیئے اللہ رب العزت آپ کی مرقد پاک پر کروڑھا رحمتوں کا نزول قیامت تک نازل فرماتا رہے گا اور ان کی تربت بھی عشق رسول کی سوغات بانٹتی رہے گی۔

پھر قبلہ فقیہ عصر نے فرمایا۔ جب حضرت محدث اعظم فیصل آباد آئے۔ تو یہاں بد مذہبوں کا عروج تھا محافل میلاد کا انعقاد ناممکن تھا۔ آپ کے آنے سے گلی گلی میں یہ رونقیں شروع ہو گئیں۔ فرمایا میں آپ کا پہلا شاگرد تھا۔ گھنٹہ گھر چوک میں پہلا میلاد کا جلسہ منعقد کیا اور مولوی یونس کو للکارا فرمایا۔ جو بیان کر رہا ہوں مناظرہ کی شکل میں جواب دے سکتے ہو تو آجاؤ کشتی لڑ سکتے ہو تو آجاؤ۔ بازو سے زور آزمائی کر سکتے ہو تو آجاؤ۔ فقیر ناموس رسالت کی خاطر ہر طرح سے مقابلہ کرنے کو تیار ہے۔

تحفظ ناموس رسالت کا یہ قلعہ حضرت محدث اعظم نے فیصل آباد میں تعمیر کیا حضور فقیہ عصر نے درود وسلام کی دیواریں قائم کر کے اسے ناقابل تسخیر بنا دیا اب قیامت تک اس قلعہ میں دراڑیں نہیں پڑ سکتیں۔ کیونکہ اس کی دیواروں پر مولانا عبدالرشید جامی، مولانا محمد دین مسکین، حضرت سید زاہد علی شاہ، حضرت مولانا عبدالقادر شہید اور میرے فقیہ عصر کا مرقد ہے کوئی زلزلہ طوفان آندھی ایمان والوں کے ایمان کو ختم نہ کر سکے گی اس لیے کہ اس کے محافظ ہیں جگر گوشہ محدث اعظم۔ جگر گوشہ سید زاہد علی شاہ اور جگر پارے حضرت فقیہ عصر۔ جگر مراد آبادی نے کیا خوب کہا تھا۔

اک لفظ محبت کا ادنیٰ یہ فسانہ ہے
سمٹے تو دل عاشق پھیلے تو زمانہ ہے
یہ کس کا تصور ہے یہ کس کا فسانہ ہے
جو اشک ہیں آنکھوں میں تسبیح کا دانہ ہے
مسند ارشاد تھی اس کی طلوع آفتاب
اس کی کرنوں سے ہوئے کافور ذہنوں کے حجاب
اور سامعین کے لئے کہوں گا
جن کی دید کو ترستی ہیں نگاہیں
جنت کے جھرونکوں سے وہ دیکھتے تو ہوں گے

خانقاہ فتحیہ کوٹلی آزاد کشمیر سے جناب فقیہ عصر حضرت قبلہ مفتی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ کے لیے تحائف اور جناب قبلہ فقیہ عصر کی طرف سے اظہار عقیدت

محمد افضل سعید کی ڈائری سے ایک ورق

یکم جنوری بروز جمعۃ المبارک 2016ء صبح 8 بجے اہلیہ محترمہ کے ہمراہ جناب قبلہ فقیہ عصر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت حاضر ہوا۔ اور جناب میرے آقائے نعمت قبلہ صاحبزادہ محمد زاہد سلطانی الصدیقی البکری مدظلہ کی طرف سے عطا کردہ تبرکات حاضر خدمت کئے۔ جن میں ختم شریف خواجہ خواجگان خواجہ محمد صادق صدیقی البکری رحمۃ اللہ علیہ کے پکے ہوئے چاول پھل یعنی کیلے، سیب، سنگترہ، انگور، ایک سفید سوٹ، دستار مبارک ٹوپی مبارک، شہد اور عجوہ کھجور کا ایک پیکٹ تھا (کلو)۔ تحائف دیکھ کر چہرہ مبارک خوشی سے جگمگا اٹھا ایک ایک کو بوسہ دیتے آنکھوں پر لگاتے پھر سر پر رکھتے اور زبان سے الحمدللہ اور سبحان اللہ پڑھتے جاتے تھے۔ یعنی عقیدت ومحبت کا خوبصورت منظر دیکھنے کو ملا۔

میں نے عموماً دیکھا ہے کہ جب بھی حضور قبلہ حضرت کے موجودہ سجادہ نشین یعنی پیر محمد زاہد سلطانی مدظلہ کا ذکر پاک ہوتا ہے تو آپ فرماتے کہ آپ نجیب الطرفین ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپکو بڑا بلند مقام عطا فرمایا ہے۔ آپکی عطا کردہ ٹوپی مبارک سر پر پہنی اور فرمایا کہ کروڑوں کا تاج اس ٹوپی کے مقابلہ میں کم تر ہے میں نے تفصیل سے کوٹلی شریف کی حاضری کا احوال عرض کیا آپ نے بڑی توجہ اور انہماک سے سنا گذشتہ دن 31 دسمبر جب میں وہاں حاضر تھا۔ قبلہ پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے دعا کے بعد 11:30 بجے سے 12:30 تک شرف ملاقات بخشا جس میں مختلف موضوعات پر آپ نے ارشادات فرمائے اور قبلہ فقیہ عصر کے روزانہ کے معمولات کے بارے میں مجھ سے پوچھا۔ عرض کیا کہ گرمیوں میں صبح دو اڑھائی بجے اور سردیوں میں تین ساڑھے تین بجے اٹھنے کا معمول ہے۔ بقول خادم خاص حافظ محمد شکیل نوافل ادا کرنے کے بعد طویل مناجات کرتے ہیں مریدین متوسلین اور احباب کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اور اذان فجر تک روزانہ کا یہ معمول ہے۔ نماز فجر کے بعد آنے والے احباب سے ملاقات کرتے اور سارا دن اسی طرح احباب سے ملاقات کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور اس عمر میں بھی درس دینے کے لیے مختلف مقامات پر تشریف لے جاتے ہیں۔ تو قبلہ صاحبزادہ یہ سب سن کر خوشی اور تعجب کا اظہار کرتے کہ اس عمر میں بھی (۹۲ سال کی عمر) نبی کریم ﷺ کی امت کی خیر خواہی کے لیے کس قدر جدوجہد کرتے ہیں۔

اس کے بعد میں نے قبلہ فقیہ عصر کی خدمت میں عرض کیا کہ میں تقریباً 3 سال 9 ماہ میں ۲۷ ہزار مرتبہ کلمہ شریف بمع درود شریف اور ۹ لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھا ہے تفصیل اس طرح ہے۔ 3 اگست 2012ء بمطابق 12 شوال المکرم 1433ھ سے لیکر بارہ ربیع الاول 1437ھ بمطابق 24 دسمبر

2015ء تک اپنی والدہ ماجدہ کے لیے پڑھا ہے۔ جو کہ 2004ء میں انتقال فرما گئیں تھیں۔ یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور میری والدہ ماجدہ مرحومہ کے لیے دعا فرمائی۔ دعا کے بعد فرمایا اپنی والدہ کو کبھی نہ بھولنا۔ ان کی مغفرت کے لیے دعا مانگتے رہنا۔ عرض کیا میں ان کے لئے نوافل پڑھتا ہوں اور ان کے لیے مغفرت کی دعا مانگتا ہوں اس پر آپ نے اطمینان کا اظہار فرمایا اور فرمایا 70 ولیوں کی دعا میں وہ قبولیت نہیں جو ایک ماں کی دعا میں اپنے بچے کے لیے ہوتی ہے۔

حاجی محمد ارشد اچھی بھائی چیئرمین الحمرا ٹرسٹ کا "فقیہ عصر سیمینار" سے خطاب

میرے لیے باعث سعادت و فخر ہے کہ آج کے اس سیمینار میں جید علماء کرام اور مشائخ عظام کی موجودگی میں حضرت فقیہ عصر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کچھ کہنے کا موقع ملا ہے آپ نے بڑی خوبصورت اور قابل فخر زندگی گزاری ہے۔ میں قبلہ حضرت صاحب کے پاس 1970ء سے حاضری دے رہا ہوں۔ نماز جمعہ آپ کی اقتدا میں پڑھا کرتا تھا۔ آپ خود امامت فرماتے اور اکثر جمعہ کی رکعات میں سورہ ہمزہ کی تلاوت کرتے تھے اور عصر کی نماز کے بعد پڑھے جانے والے درود شریف میں بھی حاضر ہوتا۔ ان دنوں چند لوگ ہوتے تھے اور کونج کی گھٹلیوں پر درود شریف پڑھا جاتا تھا۔ میں نے قبلہ فقیہ عصر کی بڑی برکات خود مشاہدہ کی ہیں جب سے آپ کے ساتھ تعلق ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے دین اور دنیا کی نعمتوں سے نوازا۔ میرے سارے خاندان پر قبلہ فقیہ عصر کی عنایات و نوازشات کی بہاریں نازل ہو رہی ہیں۔ قبلہ حضرت صاحب نے درود شریف پڑھنے کا شوق مسلمانوں کے دلوں میں پیدا کیا درود شریف کے فضائل کو اپنا موضوع سخن بنایا۔ آپ کا کوئی درس، تقریر درود شریف اور عشق رسول ﷺ کے بغیر مکمل نہ ہوتی تھی شروع شروع میں مسجد بڑی اور درود شریف پڑھنے کی تعداد بہت کم ہوتی تھی لیکن پھر یہ قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی استقامت کا نتیجہ ہے کہ پھر وہ مسجد درود شریف پڑھنے کے لیے آنے والوں کے لیے چھوٹی ہوگئی اور اب یہ درود شریف کے فیوض و برکات پورے پاکستان میں پھیل گئے۔ حضور فقیہ عصر کمال مہربانی فرماتے ہوئے گھر تشریف لاتے نماز، درود شریف کی پابندی کی ہمیشہ تلقین فرماتے قبلہ حضرت صاحب کا کمال یہ ہے کہ آپ نے جتنی کتابیں لکھیں۔ (پانچ ہزار سے زائد صفحات لکھے) اگر میں یہ کہوں کہ آپ نے ہر ہر صفحہ پر خود عمل کیا ہے تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔ آپ کی زندگی فتویٰ نہیں تقویٰ کے مطابق تھی گھر میں خواتین مسائل دریافت کرتیں ایک بار پوچھا کہ غیر مسلم ملازم سے گھر کے کام یعنی کپڑے وغیرہ دھلوائے جاسکتے ہیں فرمایا جائز تو ہے لیکن تقویٰ کے خلاف ہے سٹیج پر کثیر تعداد میں علماء و مشائخ موجود ہیں میں ان کی خدمت میں یہ کہنا چاہوں گا معذرت کے ساتھ کہ کیا اشتہارات بغیر تصویروں

بقیہ صفحہ نمبر: 41 پر

عائشہ صدیقہ کی یادداشتیں

آج ۸ ذوالحج ۱۴۳۳ھ کے مبارک دن دوپہر کے تقریباً ساڑھے تین بجے کے قریب میں نے اپنے دادا حضور قبلہ و کعبہ سیدی و مرشدی فقیہ عصر کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات، خوبصورت ساعتوں کو ضبط تحریر میں لانے کی کوشش کی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ اس مبارک گھڑی کے طفیل جبکہ لوگ جوق در جوق اس پر نور ساعت میں حج ادا کر رہے ہیں اور لبیک اللھم لبیک کی صدائیں بلند کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اولیاء کرام سے ہمیشہ نسبتیں قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے پیاروں سے عقیدت و ادب و احترم کی دولتوں سے مالا مال فرمائے ....(آمین)

چند یادداشتیں تحریر کرنے سے پہلے میں اپنے بابا حضور کی ایک منقبت پیش کروں گی جو کہ میرے دل کی آواز ہے اور بارہا کوشش کے باوجود میں یہ منقبت آپ کے گوش گزار نہ کر سکی۔

منقبت

بنایا مجھکو اپنا ہے تیرا احسان ہے مرشد
ملا مجھ کو جو رتبہ ہے تیرا احسان ہے مرشد
تیری نسبت نے مجھکو کر دیا ہے کیا سے کیا مرشد
رکھا کیا مجھ میں ورنہ ہے تیرا احسان ہے مرشد
نمازوں کی حفاظت کا عبادات کا تلاوت کا
ملا جو بھی یہ جذبہ ہے تیرا احسان ہے مرشد
یہ ہائے کیا میں کرتی ہوں تجھے ناراض کرتی ہوں
مجھے پھر بھی نبھایا ہے تیرا احسان ہے مرشد
میں منگتی ہوں تیرے در کی کسی جانب میں کیوں دیکھوں
تیرے در پہ ہی تکیہ ہے تیرا احسان ہے مرشد
جو فیشن کی تھیں شیدائی یونہی پھرتی تھیں ننگے سر
دیا جو مدنی برقع ہے تیرا احسان ہے مرشد

جو یادداشت پہلی میرے ذہن میں ہے وہ یہ کہ قبلہ حضرت صاحب کا پہلا پرانا گھر اس میں بہت رونق تھی چہل پہل خوشی کا سماں آپ کے صاحبزادے آپکی بہوئیں سب اکٹھے ہیں اور بہت خوش ہیں استقبال کی تیاریاں ہو رہی ہیں گلاب کے پھولوں کے ہار منگوائے گئے کھانا تیار کیا گیا میں شاید چھ، سات برس کی تھی میں خوش تو بڑی تھی لیکن سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ انجانی سی خوشی ہے کس بات کی آخر والدہ محترمہ سے پوچھنے پر اس خوشی کو مزید چار چاند لگ گئے کہ آج تمہارے بابا جان حج کر کے آ رہے ہیں پھوپھو جان (محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ) نے آواز دی عائشہ آؤ دیکھو ابا جی آ رہے ہیں میں بھاگی بھاگی گئی میرے ساتھ چند اور بچے تھے ہم سیڑھیوں میں کھڑے ہو کر دیکھنے لگے ہمارے بابا جی اور آپ کے چند ساتھی حج کر کے آ چکے تھے محمد پورہ گلی نمبر ۴ میں آپ کے عقیدت مندوں کا

تانتا بندھا ہوا تھا کوئی آپکے ہاتھ چوم رہا تھا کوئی آپ سے دعاؤں کی درخواست کرر ہا تھا پوری گلی میں جشن کا سماں تھا۔ میں نے بھی پہلی بار حاجیوں کو دیکھا تھا اور جو اس وقت کیفیت تھی شاید اب تک ایسی خوشی محسوس نہ ہوئی ہو جو یہ سارا منظر سیڑھیوں سے دیکھتی رہی دل بار ہا چاہا میں بھی بھاگ کر جاؤں اور اپنے سوہنے پیارے حاجی بابا جی کے قدموں سے لپٹ جاؤں پاؤں چوموں کہ یہ پاؤں حرم پاک کی گلیوں سے لگے ہیں لیکن حیا مانع رہی۔

یوں تو میرے بابا حضور کی شفقتیں اور محبتیں دنیا میں آنکھ کھولتے وقت سے ہی میرے ساتھ تھیں لیکن ان شفقتوں میں مزید اضافہ اس دن سے ہو گیا جب میں غلام محمد آباد سے اپنے والدین کو چھوڑ کر قبلہ بابا جان کے پاس علم دین پڑھنے کے لیے آئی آپ کے ارشاد کے مطابق میرے والدین نے مجھے محمد پورہ مدرسہ میں درس نظامی پڑھنے کے لیے بھیجا اس وقت میری عمر دس گیارہ سال کے لگ بھگ تھی میری دادی جان (رحمہا اللہ) بیمار تھیں میرے بابا جان نے کچھ زیادہ ہی عنایات و توجہ مجھے عطا فرمائی تا کہ میرا دل پریشان نہ ہو اور میں دل لگا کے پڑھوں مجھے یاد ہے میرے بابا جان نے میرے آتے ہی چچا جان قاری مسعود احمد حسان صاحب سے فرمایا کہ عائشہ کے لیے ایک چھوٹا سا بستر بنوانا ہے اس وقت میرے چچا جان، دادا جان اور میرے دونوں چچا صاحبان مولانا حبیب امجد اور مولانا قاری مسعود احمد حسان صاحب ان چار افراد میں پانچویں میری شمولیت ہوئی۔

میرے پیارے بابا جان میرا بہت خیال رکھتے آپ رات کے وقت سلور کے گلاس میں روزانہ مجھے خود اپنے ہاتھوں سے دودھ ڈال کر دیتے اور فرماتے بیٹی تم پڑھتی ہو اس لیے دودھ ضرور پیا کرو۔ صبح میں شیخ کالونی میں چچا جان مولانا سعید احمد اسعد صاحب کے گھر میں پروفیسر صاحب سے پانچویں کلاس کا پڑھنے کے لیے جاتی تھی اور میرے ابو جان نماز فجر سے پہلے ہی مجھے لینے کے لیے آجاتے تھے کیونکہ وہاں سے آٹھ بجے واپس آکر میں نے مدرسہ کا پڑھنا ہوتا تھا اور میرے ابو جان نے ذریعہ معاش کے لیے جانا ہوتا تھا یہاں پر یہ بات میں ضرور لکھوں گی کہ میرے ابو جان نے ہماری تعلیم کے لیے اتنی جدوجہد کی کہ کم ہی باپ اپنی اولاد کے لیے اتنی قربانیاں دیتے ہوں گے اللہ تعالیٰ میرے والد محترم کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ قبلہ حضرت صاحب کی شفقت و محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ رات کو شیخ یونس صاحب کے گھر سے میری دادی جان کیلئے جو دلیہ بن کر آتا میرے بابا جان میرے لیے اس میں سے کچھ دلیہ نکال کر رکھ لیتے اور فرماتے عائشہ بیٹی میں نماز فجر ادا کرنے چلا جاتا ہوں اور تم بھوکی پڑھنے چلی جاتی ہو ناشتے کے بغیر پڑھنے نہ جایا کرو یہ دلیہ کھا کر جایا کرو اکثر تو آپ نماز پڑھنے سے پہلے وہ دلیہ مجھے کھلا کے جاتے کہ مبادا بھوکی شیخ کالونی چلی نہ جائے۔

قربان جاؤں آپ کی شفقتوں کے آج جب مجھے یہ تمام باتیں یاد آتی ہیں میری آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں میں اپنی آنکھوں کو صاف کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی کا کروڑوں بار شکر بجا لاتی ہوں کہ اس ذات نے مجھے اتنے پیارے بابا جان عطا فرمائے کہ جن کی عادات مبارکہ اس کے پیارے محبوب ﷺ سے کس قدر مطابقت رکھتی ہیں کہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی

بچوں سے کس قدر محبت وشفقت فرمایا کرتے تھے اور میرے بابا حضور بھی بچوں سے کتنی محبت وشفقت فرماتے ہیں۔سبحان اللہ!

میری دادی جان بیمار تھیں آہستہ آہستہ آپ کی بیماری شدت اختیار کرتی گئی۔چلنے پھرنے کی سکت بھی نہ رہی عقیدت مند خواتین آپ کی خدمت کرتیں اور قبلہ حضرت صاحب کی دعائیں لیتیں ایک بار ایسا ہوا کہ آپ کے پاس کوئی بھی نہ تھا اور میں بھی اتنی سمجھدار نہ تھی کہ آپ کو سنبھال سکوں میری دادی جان کے کپڑے پانی گرنے سے گیلے ہوگئے اور فوراً کپڑے بدلنے تھے وگرنہ تکلیف بڑھنے کا احتمال تھا اب مجھ سے آپ کی یہ حالت دیکھی نہ جارہی تھی کہ میں مزید کسی عورت کے آنے کا انتظار کروں کہ وہ آئے اور آپ کے کپڑے تبدیل کروائے خیر میں نے ہمت کر کے اپنی امی جان یعنی دادی جان کو اٹھایا (جنہیں ہم امی جان کہا کرتے تھے) اور بڑی مشکل سے آپ کو سنبھالتے ہوئے کپڑے تبدیل کروائے اور میں مدرسے میں (جو کہ بالکل گھر کے ساتھ ہی تھا) پڑھنے چلی گئی میرے بابا جان تشریف لائے امی جان نے خوشی سے روتے ہوئے بتایا کہ آج میرے پاس کوئی نہیں تھا لیکن عائشہ نے مجھے بڑی اچھی طرح سنبھالا ہے۔قبلہ حضرت صاحب بہت خوش ہوئے فوراً دروازہ کھٹکھٹایا اور جو طالبہ آئی اس سے فرمایا عائشہ بیٹی کو بلا کر لاؤ۔

جب میں بھاگی بھاگی آئی تو آپ نے مجھے پیسے بطور انعام عطا فرماتے ہوئے فرمایا بیٹی میں آج بہت خوش ہوں کہ تم نے اپنی دادی جان کو خوش کیا ہے۔پھر آپ نے بے شمار دعاؤں سے مجھ گنہگار کا دامن بھر دیا جن دعاؤں کے طفیل آج میں اس مقام پر ہوں۔

اسی لیے جب مجھے آپ کی دعائیں، آپ کی شفقتیں، آپ کی نوازشات یاد آتی ہیں تو میں اشکبار ہو کر یہ ہی گنگناتی ہوں کہ

تیری نسبت نے مجھ کو کر دیا ہے کیا سے کیا مرشد
رکھا کیا مجھ میں ورنہ تیرا احسان ہے مرشد

سردیوں کا آغاز ہو چکا تھا ہمارے محمد پورہ والے گھر کے صحن میں ڈبے بنے ہوئے تھے میں اور چچا جان مولانا سعید احمد اسعد صاحب کی بیٹی حمیرا کھیل رہے تھے قبلہ حضرت صاحب کمرے سے باہر تشریف لائے تو ہم نے ازراہ تعظیم کھیلنا چھوڑ دیا آپ نے شائد ہمیں (شٹاپو) کھیلتے ہوئے دیکھا تھا آپ نے مسکرا کر فرمایا بیٹی کھیلو رک کیوں گئی ہو بلکہ اپنے بابے کو بھی کھیلنا سکھاؤ

آپ نے ایسے خوبصورت انداز میں خوش طبعی فرمائی کہ دل باغ باغ ہو گیا یہ تھی شفقت میرے سیدی ومرشدی دادا حضور کی بچوں اور بچیوں کے ساتھ۔

مدرسۃ البنات میں درس نظامی کے ساتھ میں سکول کی تعلیم بھی حاصل کرتی تھی جہاں میرے بابا جان اور امی جان صحن میں سویا کرتے تھے۔آپ کے قریب ہی میری چارپائی ہوتی تھی وہیں بیٹھ کر اکثر میں پڑھا اور لکھا کرتی تھی۔

ایک دن جاء الحق کا سبق یاد کر رہی تھی آنکھیں بند کر کے یاد کرنے میں محو تھی کہ خبر ہی نہ ہوئی کہ کب میرے نورانی چہرے والے بابا جان میرے پاس کھڑے ہو کر مسکرا رہے ہیں اور فرمانے لگے!

میری بیٹی ایک دن دنیا میں میرا نام روشن کرے گی۔

آپ کے اس فرمان سے میرے دل میں مزید محنت اور طلب علم کی جستجو بڑھتی گئی اور آپ کی دعاؤں سے ہر امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کرتی رہی۔

یہ آپ کی دعاؤں کا ہی ثمر تھا کہ قاری سید افتخار حسین شاہ صاحب (جو کہ ہمیں چند طالبات کو پردے میں قرأت پڑھایا کرتے تھے) جب مدرسہ چھوڑ کر جانے لگے تو قبلہ حضرت صاحب سے عرض کیا کہ اب میری جگہ عائشہ بچیوں کو قرأت پڑھا یا کریگی قبلہ حضرت صاحب مسجد سے گھر تشریف لائے تو بہت خوش تھے تمام معلمات کو بلایا اور فرمایا میری بیٹی عائشہ اب اس قابل ہوگئی ہے کہ مدرسہ کی بچیوں کو قرآن کی تلاوت سکھا سکے ۔میں نے عرض کیا بابا جان ابھی تو میں سیکھ رہی ہوں میں کیا پڑھا سکوں گی ؟ فرمایا تمہارے استاد محترم قاری سید افتخار حسین شاہ صاحب نے کہا ہے کہ تمام طالبات میں سے عائشہ ہی تلاوت کر وانے کے قابل ہے۔اس اعزاز پر اپنے بابا جان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے میں نے اپنے رب ذوالجلال کا کسقدر شکر یہ ادا کیا یہ میرا خدا ہی جانتا ہے۔

پھر میرے بابا جان میرے لیے وظیفہ بھی میری والدہ محترمہ کو دیتے رہے میں نے عرض کیا بابا جان میں وظیفہ نہیں لوں گی تو فرمایا بیٹی یہ تمہارا حق ہے میں نے خوشی سے وظیفہ مقرر کیا ہے۔قبلہ حضرت صاحب اکثر وہاں سے گزر کر اپنے کمرے میں (جو کہ صدیق اکبر ہال کے نام سے مشہور تھا) جایا کرتے تھے جہاں میں پڑھا کرتی تھی ایک دن پروفیسر صاحب کا دیا ہوا انگلش کا سبق لکھ رہی تھی کہ بابا جان تشریف لے آئے آپ تھوڑی دیر مجھے لکھتے ہوئے دیکھتے رہے پھر فرمانے لگے اپنے بابے کو بھی انگلش سکھا دو بابے کو تو انگلش آتی ہی نہیں مسکراتے ہوئے مسجد میں تشریف لے گئے۔

پھر ایک دن میں باہر صحن میں اسی مخصوص جگہ پر بیٹھی پڑھ رہی تھی کہ بابا حضور میرے پاس کھڑے ہوگئے تھوڑی دیر مجھے شفقت سے دیکھتے رہے پڑھتے ہوئے پھر فرمانے لگے عائشہ بیٹی کا تو دل چاہتا ہے کہ ہر وقت پڑھتی رہوں ایک دن آئیگا میری بیٹی میرا نام روشن کریگی۔

میں نے ترجمۃ القرآن جب ختم کیا تو میرے پیارے بابا حضور فرمانے لگے میں نے عائشہ کی آمین کرنی ہے میری دادی جان نے فرمایا کہ عائشہ نے قرآن پاک ترجمہ کیساتھ پڑھا ہے تو اس خوشی میں کوئی تقریب ہونی چاہیے بابا حضور نے فوراً حامی بھر لی اور میری آمین پر سارا خرچہ خود اٹھایا حالانکہ اس وقت میرے والدین بھی میرے ساتھ ہی رہتے تھے یہ آپ کی شفقت ومحبت ہی کیوجہ سے تھا بہر حال میری آمین کی تیاریاں ہونے لگیں سب رشتے داروں کو مدعو کیا گیا میری دوستوں کو بلایا گیا مجھے عام اجازت تھی کہ جس کو مرضی دعوت پہ بلالوں۔

ماشآءاللہ کثیر تعداد میں لوگ میری تقریب آمین میں شرکت کیلئے آئے جن کو بلایا تھا وہ تو آئے ہی آئے جن کو نہیں بلایا تھا وہ بھی تشریف لے آئے بڑے اہتمام کیساتھ تقریب آمین ہوئی لوگوں نے بڑی محبت کیساتھ تحائف بھی پیش کئے

اور دعاؤں سے بھی نوازا۔

چونکہ میری امی جان یعنی دادی جان چل نہیں سکتی تھیں کہنے لگیں میری چارپائی وہیں لے جاؤ جہاں مدرسے میں عائشہ کی امین ہو رہی ہے تا کہ میں بھی دیکھوں آپ کی چارپائی پہیوں والی تھی اسے مدرسے کے ہال میں لایا گیا آپ نے لیٹے لیٹے میری آمین کی تقریب دیکھی اور جب میں ملنے کے لیے آئی تو آنکھوں میں آنسو بھر کر مجھے بڑی دعائیں دیں اور گلے لگا کے رونے لگیں یہ خوشی کے آنسو تھے۔

رات کو جب سب مہمان اپنے گھروں میں چلے گئے تو بابا جان سے فرمانے لگیں عائشہ کو سب نے تحفے دیئے ہیں لیکن میں نے نہیں دیا میرے جوان سلے کپڑے آپ کے پاس ٹرنک میں پڑے ہیں وہ لے آئیں میں نے عائشہ کو آمین پر تحفہ دینا ہے قبلہ بابا حضور فوراً کپڑوں والا ٹرنک اٹھا لائے اور کھول کے فرمایا بیٹی تمہاری دادی جان نے تمہیں تحفہ دینا ہے کپڑوں میں سے جو بھی سوٹ تمہیں اچھا لگتا ہے وہ لے لو میں نے ایک ہلکے سے انگوری رنگ کا سوٹ پسند کیا۔

پھر امی جان بابا جان سے فرمانے لگیں آپ نے عائشہ کی آمین تو کر دی میری نہیں کی ناں! بابا جی فرمانے لگے انشاء اللہ حاجن تمہاری آمین جنت میں کریں گے امی جان لاڈ سے فرمانے لگیں وہاں پر تحفے کہاں سے دیں گے جو آج عائشہ کو آمین پہ لوگوں نے دیے ہیں بابا جان مسکراتے ہوئے فرمانے لگے عائشہ یاد رکھنا وہاں پر تمہاری دادی جان کو جنت کے خوبصورت تحفے دینے ہیں میں بھی دوں گا تم بھی دینا میں نے کہا جی بابا جان کتنا مزہ آئیگا جب جنت میں امی جی کی آمین کریں گے فرمانے لگے انشاء اللہ امی جی آبدیدہ ہوگئیں اور فرمانے لگیں اب وعدہ کریں اسے یاد رکھنا بابا حضور فرمانے لگے انشاء اللہ ضرور۔

جب جنت کا ان مبارک ہستیوں کے درمیان اتنی خوبصورتی سے تذکرہ ہوتے ہوئے سنا تو میں بھی مچل گئی اور میں نے عرض کیا بابا جان آپ نے جنت میں مجھے اپنے محل میں ساتھ ہی رکھنا ہے میں نے کہیں اور نہیں رہنا۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ بیٹی تم جنت میں ہمارے ساتھ ہی ہمارے محل میں رہو گی۔ اور یاد رکھنا اپنی دادی کو چاۓ بنا بنا کے دیا کرنا میں نے آنکھوں میں خوشی کے آنسو بھرتے ہوئے عرض کیا جی بابا جان میرے لیے اس سے بڑھ کر اور خوشی کیا ہو سکتی ہے کہ جنت میں آپ کی خدمت گزار بن کر آپ کے ساتھ رہوں۔ پھر آپ نے اپنا کیا وعدہ مجھے لکھ کر دیا۔

بقیہ: خطاب حاجی محمد ارشد اچھی بھائی

کے نہیں بن سکتے؟ بڑی بڑی تصاویر لگائی جاتی ہیں آپ فقیہ عصر کی یاد میں منعقدہ سیمینار میں شریک ہیں جنہوں نے ساری زندگی تصاویر اور ویڈیو نہیں بننے دی۔ آپ وعدہ کریں کہ آپ بھی اس پر عمل کر کے آپ کی روح پاک کے لیے تسکین کا باعث بنیں گے۔ آخر میں۔ میں جناب سید ہدایت رسول شاہ صاحب کی طرف سے سیمینار کے انعقاد کو سراہتے ہوئے کہتا ہوں کہ قبلہ فقیہ عصر کی تعلیمات کو پھیلانے کے لیے اس طرح کے پروگراموں کی ضرورت ہے قبلہ ہدایت رسول شاہ قادری نے اس کا آغاز کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین اجر عطا فرمائے۔

پھر میں کیوں نہ کہوں

تیری نسبت نے مجھ کو کر دیا ہے کیا سے کیا مرشد

رکھا کیا مجھ میں ورنہ ہے تیرا احسان ہے مرشد

سردیوں کی رات تھی قبلہ بابا جان رضائی میں لیٹے ہوئے تھے میرا دل چاہا کہ آپ کے قدموں کو دباؤں میں دادی جان کو دبا رہی تھی ان کو چھوڑ کر میں قبلہ حضرت صاحب کے پاس آئی آپ کو دبانا شروع کر دیا آپ جاگ رہے تھے لیکن آنکھیں بند تھیں میں پاؤں دباتے ہوئے آگے بڑھی تا کہ آپ کے سر مبارک کو بھی دبادوں میں نے سر دبانے کی لیے ہاتھ بڑھائے قبلہ حضرت صاحب نے ٹوپی اتاری ہوئی تھی آپ کے ماتھے پر جو نام محمد ﷺ لکھا ہے اس سے چمک نکلی اور میں نے فرط محبت سے بڑھ کر آپ کی پیشانی پر لکھے ہوئے نام کو چوم لیا آپ نے آنکھیں بند کئے ہوئے ہی مسکرا کر فرمایا "اچھا تمہیں پتہ چل گیا تھا"۔

محمد پورہ میں جہاں قبلہ بابا جان کی رہائش تھی وہاں پر طالبات کا مدرسہ وہاسٹل بھی تھا مدرسہ میں میرے ساتھ میری بڑی خالہ ثریا (مرحومہ) کی بیٹی خدیجہ (مرحومہ) بھی پڑھنے کیلئے آئی گھر دور ہونے کی وجہ سے ہاسٹل میں ہی رہنے لگی قبلہ بابا حضور اس کے ساتھ بھی بڑی شفقت فرماتے تھے اس کو چائے پینے کا بڑا شوق تھا قبلہ بابا حضور اکثر ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد گھر میں اپنے لیے اور دادی جان کے لیے چائے بناتے۔ جب خدیجہ کو چائے کی طلب ہوتی تو مدرسے میں پڑھتے ہوئے میرے پاس آتی اور کہتی میں بابا جی سے چائے پینے جا رہی ہوں میں اسے کہتی تم نے شرماتے ہوئے چائے مانگی نہیں اور تمہیں ملنی بھی نہیں پر وہ کہتی عائشہ اللہ کی قسم میں جب بھی چائے پینے کے لیے جاتی ہوں امی جی کو دبانے لگ جاتی ہوں لیکن بابا جان کو نہ جانے کیسے پتہ چل جاتا ہے اگر آپ نے چائے پی بھی لی ہو تو بھی میرے لیے دوبارہ چائے بنا کے مجھے پلاتے ہیں۔

اسی دوران میں نے خواب میں دیکھا کہ یہ میرا بہت چھوٹی عمر میں پہلا خواب تھا میں نے دیکھا گلزار مدینہ مسجد کے ہال میں ایک صف بنی ہوئی ہے اس صف میں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک بہت پیارے نورانی چہرے والے بزرگ بھی تشریف فرما ہیں میں شرماتے ہوئے آگے نہیں جاتی کیونکہ مرد حضرات کثیر تعداد میں بیٹھے ہوئے ہیں دور سے ہی دیکھ کر اپنے آپ ہی سوال کرتی ہوں کہ یہ کون ہیں تو مجھے انجانی سے آواز آتی ہے یہ حبیب خدا ﷺ ہیں میری خوشی کی انتہا کہ میں بھاگی بھاگی بابا جان کو تلاش کرتی ہوئی آوازیں دیتی ہوئی اوپر آتی ہوں بابا جان بابا جان نیچے مسجد میں اللہ کے نبی ﷺ آئے ہیں آپ اسی انداز میں چائے بنا رہے ہوتے ہیں جیسے اکثر چائے بنا کے ہمیں پلاتے تھے۔ مسکرا کر فرماتے ہیں ہاں بیٹی وہ حبیب خدا ﷺ ہی ہیں یہ دیکھو میں ان کے لیے ہی چائے بنا کر لے جا رہا ہوں۔

سبحان اللہ! کیا پیاری شان ہے میرے قبلہ بابا جان کی صدقے جاؤں

اس پہلی زیارت کے شکرانے میں جو مجھے اپنے بابا حضور کے صدقے نصیب ہوئی یہی کہوں گی

خس خس جناں قدر نہ میرا صاحب نوں وڈیائیاں

میں گلیاں دا روڑا کوڑا مینوں محل چڑھایا سائیاں

میں نیویں میرا مرشد اچا میں اچیاں دے سنگ لائی

صدقے جاواں اینان اچیاں توجناں نیویاں نال نبھائی

میں دس، گیارہ سال کی عمر سے سترہ، اٹھارہ سال تک دن رات اپنے بابا حضور کے پاس رہی میں نے قبلہ بابا جی حضور کو کوئی کام پیارے آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی سنت کے خلاف کرتے نہیں دیکھا کبھی آپ کو اونچی آواز میں بات کرتے ہوئے نہیں سنا کبھی آپ کو قہقہہ لگاتے نہیں دیکھا نہ سنا آپ کو غصہ بھی بہت کم آتا اگر آتا بھی تو شریعت کی خلاف ورزی کرنے پر آتا۔

سبحان اللہ! کیسی پاکیزہ زندگی گزاری میرے قبلہ دادا حضور نے میں ناچیز اس پر ساری زندگی بھی شکر خداوندی کروں تو نہیں کر سکتی کہ اس ذات نے مجھے اتنے سوہنے من موہنے دادا جان اور مرشد پاک عطا فرمائے۔

بچوں سے بے پناہ شفقت فرمائی جب بھی گھر میں کوئی بچہ روتا آپ پریشان ہو جاتے پوچھتے کیا بات ہے راتوں کو اکثر بچے روتے پاس ماؤں کو سوتے جاگ نہ آتی مگر قبلہ بابا جان باہر صدیق اکبر ہال کے سامنے صحن میں سوئے ہوتے وہاں سے بچوں کو رونے کی آواز سن کر اٹھ کر جاتے اور فرماتے بچے کیوں رو رہے ہیں۔ بچوں کو کھیلتا دیکھ کر بڑی خوشی کا اظہار فرماتے۔

میرا بھائی عابد نعمان شامی بہت چھوٹا سا تھا ایک دن اس کے آگے کچے چاول تھے وہ بکھیر رہا تھا آپ نے اسے دیکھا تو بڑا خوش ہوئے اور والدہ ماجدہ (میری امی جان) سے فرمانے لگے خدیجہ اس کے آگے اور چاول رکھو تا کہ یہ بکھیرے۔

سردیوں کی راتوں میں جب میں بابا جان کے کمرے میں رضائی میں بیٹھ کر پڑھتی پاس کوئلوں والی انگیٹھی سلگ رہی ہوتی بڑا ہی سرور آتا کیونکہ میرا یہ خوبصورت جہان جس میں میرے بابا جان کی چارپائی اور میری امی جان (دادی جان) کی چارپائی اور سیڑھیوں کے نیچے میری چارپائی ہوتی بابا حضور کی سنگت میں امی جان کی معیت میں سرور نہ آتا یہ کیسے ہو سکتا تھا لیکن اس وقت شائد میں نے کبھی سوچا نہ تھا کہ میرا یہ پیارا جہان جس سے میری ساری بہاریں اور خوشیاں وابستہ ہیں اس جہان سے اتنی جلدی بچھڑ جاؤں گی۔

چونکہ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا اسے تو گزرنا ہے اور گزرتا ہی چلا جاتا ہے کاش میں اتنے سہانے وقت کی قدر کر لیتی۔ بہر حال انہیں پرسکون راتوں میں میرے بابا جان کی بہن آئیں وہ یا تو رشتے میں میرے بابا سرکار کی بہن تھیں یا آپ کی کزن تھیں بابا جان انہیں بہن جی کہہ کر بلاتے تھے وہ بڑی محبت سے میرے بستر میں بیٹھ جاتیں اور مجھے بڑی بڑی خوبصورت پنجابی کہاوتیں سناتیں جب وہ سنانے لگتیں بابا جان مسکراتے ان کی باتیں سنتے اور مسکرا کر فرماتے عائشہ بیٹی غور سے سنو بہن جی کی باتوں میں بڑا سبق ہے۔

میں بڑے شوق سے سنتی بڑا مزہ آتا اور میں بابا جی کے فرمان کے مطابق انہیں یاد بھی کر لیا کرتی۔ وہ کہاوتیں پنجابی کی آج بھی مجھے یاد ہیں آپ بھی سنیں تو بڑا لطف آئیگا۔

سَس بیٹھی تندے (چرخہ) نوں (بہو) بیٹھی منجے (چارپائی)

تاں کھڑی (وقت) خیر دی لنگے

جدوں پیہاں ترکاراں کچی مارے چھالاں

جدوں پیاں سوتا کچھی نے کناں (ھانڈی) تو تا

یہ وہ کہاوتیں ہین جنہیں سن سن کر میرے بابا حضور سیدی مرشدی محظوظ ہوا کرتے تھے اور ماں جی باباجان کی بہن جی بھی آپ کو خوش کرنے لیے لیے تقریباً جتنے دن رہیں ہر روز سناتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے۔ (آمین)۔

سردیوں ہی کی ایک رات تھی میں پڑھ رہی تھی میرا دل چاہا میں اپنے بابا جان کے پاؤں دباؤں آپ قریب ہی چارپائی پر لیٹے تسبیح پڑھ رہے تھے لیکن پھر یہ سوچ کر کہ باباجان فرمائیں کہ اپنی دادی کو دباؤ! میں نے پہلے امی جان کو دبانا شروع کر دیا تھوڑی دیر دبانے کے بعد جب امی جان سوگئیں تو میں بابا جان کے قدموں کے پاس بیٹھ کر دبانے لگ گئی تھوڑی دیر دبانے کے بعد مجھے یوں محسوس ہوا کہ باباجان سو گئے ہیں اب میرے دل نے مچلنا شروع کر دیا کہ جلدی سے باباجان کے ماتھے پر لکھے ہوئے نام محمد ﷺ کا بوسہ لے لوں لیکن ہمت نہیں ہو رہی تھی آخر میں نے ہمت باندھی اور باباجان کا سر دبانے لگی دباتے دباتے اس نام میں خاص کشش اور چمک نے مجھے بے چین کر دیا میں نے جلدی جلدی نام مبارک کو چوم لیا۔

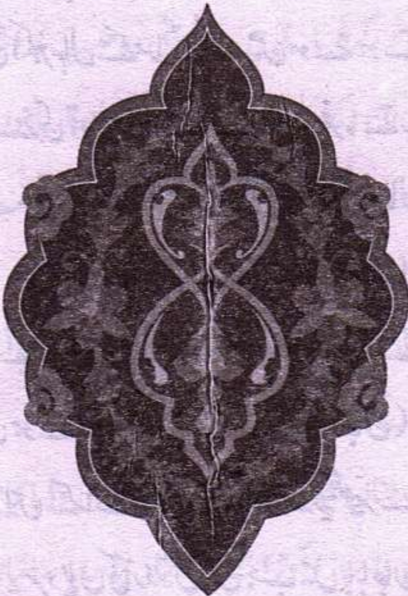
باباجان نے آنکھیں بند کئے ہوئی تھیں مسکرائے اور میرے سر پر شفقت و محبّت سے ہاتھ پھرا۔ آپ کی آج سے تیس سال پہلے وہ پیار بھری اور خوبصورت مسکراہٹ آج بھی مجھے یاد آتی ہے تو میرا دل باغ باغ ہو جاتا ہے ساری تھکن دور ہو جاتی ہے ایک لمحے کیلئے اس خوبصورت مسکراہٹ کو یاد کر کے ہر غم بھول جاتی ہوں۔

آج 24 اپریل 2013ء بروز بدھ تقریباً ڈیڑھ بجے جب میں یہ تیس سال پہلی بات لکھ رہی تھی تو مجھے پیارے آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی مسکراہٹ یاد آ رہی ہے کہ فدا ہو جاؤں میرے نبی ﷺ کے چاہنے والے میرے باباجان کی مسکراہٹ میں اتنا سکون ہے تو اس تاجدار مدینہ کی مسکراہٹ کا کیا عالم ہو گا جس کے بارے میں اعلیٰ حضرت نے فرمایا!

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑے
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

پھر وہ مسکراہٹ جس کا ذکر ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سوئی گر گئی تو اچانک کمرہ جگمگانے لگا سامنے دیکھا تو سرکار دو عالم ﷺ مسکرا رہے تھے اور آپ کے دانتوں سے نور چھن چھن کر باہر آ رہا تھا۔

سوئی گم جو ہوئی روشنی ہو گئی
آپ کے مسکرانے کی کیا بات ہے



فقیہ عصر مفتی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ سے حاضری کا احوال

محمد افضل سعید کی ڈائری سے ایک ورق

8ربیع الثانی بروز ہفتہ 1438ھ صبح 9 بجے محمد پورہ فیصل آباد پنجاب پاکستان میں قبلہ فقیہ عصر مفتی محمد امین دامت برکاتہم العالیہ (ولادت 15 شعبان 1344ھ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلام مسنون عرض کیا۔ آپ دیکھ کر خوش ہوئے اور حافظ محمد شکیل جو کہ آپ کی خدمت پر مامور ہیں سے فرمایا کہ میرے لیے بھی اور اس کے لیے بھی (راقم الحروف) بھی چائے لاؤ۔ چائے آئی تو اس طرح آج آپ کے ساتھ چائے پینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ الحمدللہ

آج طبیعت مبارکہ خوش گوار تھی۔ آپ نے اپنے والد ماجد میاں حکیم غلام محمد (وصال 27 جمادل الثانی 1374ھ) کی باتیں بڑی محبت سے سنائیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب جامع مسجد گلزار مدینہ محمد پورہ میں (یکم محرم الحرام 1374ھ) امامت، خطابت کے فرائض سرانجام دینے شروع کئے تو اپنے والدین کو بھی ساتھ لے آیا۔ مسجد کے ساتھ 4 نمبر والی گلی میں ایک کمرہ تھا۔ بجلی کا پنکھا نہیں ہوتا تھا۔ ہاتھ والے پنکھے سے ہوا لیا کرتے تھے۔ گرمی شدید ہوتی تھی۔ میں نے 150 روپے کا ایک چھت والا پنکھا خریدا اور لگایا تو والد صاحب فرمانے لگے۔ اس کے نیچے نیند نہیں آتی ہاتھ والا پنکھا ہی ٹھیک ہے۔ یعنی اتنے سادہ اور قناعت پسند لوگ تھے۔

قبلہ حضرت صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ جب لاہور کے نواح نوازش آباد میں قیام پذیر تھے تو والد صاحب گھر سے باہر چارپائی پر بیٹھ جاتے۔ گاؤں اور گردونواح کے لوگ دوائی لینے اور اپنے بچوں کو دم کروانے کے لیے سارا دن آتے جاتے رہتے تھے اور بلاتخصیص وغرض آپ مخلوقِ خدا کی خدمت میں مسلسل مصروف رہتے اکثر دیکھنے میں آتا کہ خواتین اپنے بچوں کو روتے ہوئے لاتیں۔ آپ اس بچے کی طرف دیکھ کر مسکراتے اور ہاتھ سے چٹکی بجاتے تو روتے ہوئے بچے ہنسنے لگتے آپ فرماتے یہ تو ہنس رہا ہے۔

آپ فرماتے ہیں نواب رضا قزلباش کی اہلیہ بیمار ہوگئی لاہور میں کافی علاج کروایا لیکن آرام نہیں آرہا تھا۔ ایک ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ آپ کے علاقہ نوازش آباد میں حکیم غلام محمد صاحب ہیں آپ ان کے پاس لے جائیں۔ ان کی بیماری ٹھیک ہو جائے گی ،نواب صاحب غصے میں کہنے لگے اگر حکیموں نے ہی علاج کرنا ہے تو آپ نے ہسپتال کیوں بنا رکھا ہے۔ نواب صاحب نے اپنے نوکر کو گھوڑی دے کر بھیجا کہ جاؤ حکیم صاحب کو لے کر آؤ۔ فرمایا: میرے والد ماجد حکیم غلام محمد گھوڑی پر بیٹھ گئے اور نواب صاحب کے گھر پہنچ کر مریضہ کو دیکھا اور فرمایا کہ یہ خالی بالٹی لے کرنل (نلکا) سے بھرو، اور اٹھا لاؤ اس طرح کرنے سے خون پیشانی میں جمع ہوا اور آنکھیں اور چہرہ خون سے سرخ ہو گیا۔ آپ نے نشتر (چھوٹے ٹوکے) سے ایک رگ کاٹ دی اور خون فوارے کی طرح نکلا۔ مطلوبہ مقدار نکالنے کے بعد آپ نے پٹی کی اور وہ خاتون تندرست ہوگئی۔

فرمایا کہ میرے والد ماجد بیلوں کا علاج کیا کرتے تھے یعنی جب بیل آپس میں لڑتے ان کے سینگ ٹوٹ جاتے تو آپ

ان کی مرہم پٹی کرتے تھے۔ میں (محمد افضل سعید) نے عرض کیا کہ سلسلہ نقشبندیہ کے بانی و پیشوا خواجہ بہاؤ الدین شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ (وصال 3 ربیع الاول 791ھ قصر عارفاں) دس سال تک بیمار جانوروں کا علاج کرتے رہے یعنی بیل، گھوڑے، خچر، دراز گوش اور دوسرے گھریلو جانوروں کی مرہم پٹی کرنا آپ کا معمول تھا۔ کسی بیمار جانور کو دیکھ لیتے تو اس کے مالک سے اجازت لے کر علاج کرتے ایک مرتبہ جنگل سے گزر رہے تھے کہ ایک کتے کو چاروں ٹانگے آسمان کی طرف کئے ہوئے دیکھا آپ کو گمان گزرا کہ یہ کتا تندرست نہیں وگرنہ تندرست کتا پہلو کے بل لیٹتا ہے۔ آپ اس کی طرف بڑھے۔ چاروں طرف سے گھوم کر دیکھا لیکن کوئی بیماری نظر نہ آئی اس شش و پنج میں تھے کہ آسمان سے آواز آئی کہ اے بہاؤ الدین یہ بیمار نہیں بلکہ اپنے چاروں ہاتھ اٹھا کر میری بارگاہ میں تیرے لیے دعا کر رہا ہے۔ اس روایت کو سننے کے بعد آپ بڑے خوش ہوئے فرمایا کہ یہ تو خواجہ بہاؤ الدین رحمتہ اللہ علیہ کی سنت ہوگئی کہ میرے والد ماجد بھی جانوروں کا علاج کرتے رہے ہیں۔

فرمانے لگے: ہماری کوئی بہن نہیں تھی۔ ہم چار بھائی ہیں۔ سب سے بڑے ڈاکٹر محمد شریف (1914ء، 1990ء) دوسرے نمبر پر مولانا حاجی محمد حنیف (1917ء، 1995ء) تیسرے نمبر پر مولانا حاجی محمد منشا (1923-2015ء) اور چوتھے نمبر پر میں ہوں۔ فرمایا جس ترتیب سے ہم بھائیوں کی ولادت ہوئی۔ اسی ترتیب سے وصال الی اللہ بھی ہوا ہے۔ ترتیب وہی رہی اب تو صرف میں رہ گیا ہوں لہٰذا ترتیب بدل نہیں سکتی۔

آپ فرماتے ہیں خواجہ بہاؤ الدین شاہ نقشبند کو اللہ تعالیٰ نے بڑے انعامات و کرامات سے نواز رکھا تھا۔ فرمایا ایک دن خواجہ بہاؤ الدین اور شیخ شمس الدین کلال خلیفہ سید امیر کلال اس ندی کے کنارے بیٹھے تھے۔ جو شیخ سیف الدین اور شیخ حسن بلغاری رحمتہ اللہ علیہم کے مزار کے سامنے ہے۔ فرمانے لگے بعض بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کائنات میں تصرفات کی اجازت دیتا ہے۔ مثلاً وہ اگر ندی سے کہیں کہ الٹی بہنے لگ جاؤ تو وہ الٹی بہنے لگتی ہے۔ اس دوران جب ندی پر نظر پڑی تو وہ الٹی بہہ رہی تھی۔ خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرمانے لگے تمہیں نہیں کہا تم اپنی سمت درست کرو۔ تو وہ سیدھی بہنی شروع ہوگئی۔

قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم فرمانے لگے۔ ایک دن ندی پار کرنے کیلئے کنارے پر گئے تو کشتی دوسرے کنارے پر موجود تھی۔ آپ نے اپنے ساتھ موجود شیخ شادی سے فرمایا کہ پاؤں پانی پر رکھو اور گزر جاؤ۔ شیخ شادی رحمتہ اللہ علیہ بے خود ہو گئے اور پانی پر پاؤں رکھا اور چلتے ہوئے دوسرے کنارے پہنچ گئے۔ آپ بھی پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ پاؤں میں پہنا ہوا، موزہ تک گیلا نہ ہوا۔

ایک درویش حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں بیان کرتا ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لائے۔ گھر میں آٹا نہ تھا، میں اسی روز ایک بوری آٹا خرید کر لایا۔ حضرت نے فرمایا اس آٹے کو خرچ کرتے رہو مگر اس کی کمی بیشی کا حال کسی سے ذکر نہ کرنا درویش کہتا ہے کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ دو مہینے میرے گھر قیام پذیر رہے۔ ہر روز درویش اور لوگ آپ کی زیارت کو آتے اور اسی آٹے سے ان کے لیے کھانا پکتا رہا۔ مگر آٹے میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ جب حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ تشریف لے گئے۔ مدتوں بعد بھی اس میں پکتا رہا۔ عرصہ بعد میں نے حضرت خواجہ کے فرمان کے خلاف یہ قصہ اپنے اہل و عیال کو بتایا تو وہ برکت ختم ہوگئی۔

آب کوثر

از: ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس

تالیف کا پس منظر و اشاعت

صاحب کوثر ﷺ کی ذات اقدس پر درود وسلام کا نذرانہ بھیجنا، من گھڑت روایات کے سہارے تراشا گیا افسانہ نہیں، بلکہ خالق کائنات، احد وصمد ذات کا حکم ہے، جو اس نے اہل ایمان کو دیا ہے۔ اپنے آقا ﷺ کے حضور عقیدتوں اور محبتوں کا یہ نذرانہ "مسلک اہل محبت" رکھنے والے اصحاب کی خصوصی نشانی اور امتیاز ہے۔ دیوانگان عشق کا مسلک ہی دنیا سے نرالا ہوتا ہے۔

دل ز محبوب حجازی بستہ ایم

درود پاک کے موضوع پر دنیا کی ہر زبان میں بے شمار کتابیں تحریر کی گئی ہیں جو اپنے انداز بیاں، مواد اور دیگر حوالوں سے قابل قدر "سرمایہ محبت" ہیں۔ لیکن اردو زبان میں "آب کوثر" نے جس طرح اہل محبت کے دل موہ لیے ہیں اس کی نظیر پیش کرنا مشکل ہے۔

سبب تالیف

۱۹۸۰ء میں حضرت فقیہ عصر دامت برکاتہم العالیہ نے امام ربانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار کی حاضری کا شرف حاصل کیا۔ میاں بشیر احمد صاحب قبلہ حضرت صاحب کو لاہور تک اپنی گاڑی میں چھوڑ کر آئے، میاں صاحب کے گھر درود پاک کی ایک کتاب دیکھی جس کے اوراق بوسیدہ ہو چکے تھے وہ کتاب ان کے والد صاحب کے زیر مطالعہ رہ چکی تھی، لاہور تک کے سفر میں حضرت نے اس کتاب کا مطالعہ فرمالیا۔ پھر اس کتاب نے درود پاک کے موضوع پر لکھنے کی تحریک پیدا کردی۔ حضرت سرہند تشریف لے گئے۔ سرمایہ ملت کے نگہبان نے اپنے زائر کو فیوضات باطنیہ سے خوب نوازا ہوگا۔ بالآخر آپ فیوضات مجددیہ کے امین بن کر ارض مقدس تشریف لائے تو درود پاک کے ذریعہ امت محمدیہ ﷺ کو اکٹھا کرنے کا سوچا ان سوچوں نے آب کوثر کا رنگ اختیار کیا اور ۱۵ جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ کو یہ کتاب مکمل ہوگئی۔ پھر کیا تھا، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے حوالے سے اقبال کی جو آرزو تھی اس کی تکمیل ہوتی رہی۔ وہ آرزو یہ تھی

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی

سچ کہا ڈاکٹر مسعود احمد مد ظلہ العالی نے "گویا (آب کوثر) ایک ساغر ہے جس میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شراب بھری ہوئی ہے"۔

اخلاص ومحبت کے جس جذبہ سے یہ سطور لکھی گئیں وہ

بارگاہِ رب العزت میں قبول ہوا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی اپنے دامن دل کو ہر چیز سے خالی کر کے عشق ہی کی خیرات مانگے اور اسے عطا نہ ہو۔ اپنے حبیب ﷺ کے نام پر مانگنے والوں کو اتنا عطا کیا جاتا ہے اسے الفاظ و بیان کا جامہ نہیں پہنایا جاسکتا۔ کیوں نہ ہو یہ انا اعطیناک الکوثر کا فیض جو ہوا۔ لاہور سے رانا ریاض صاحب جو حضرت کو جانتے بھی نہ تھے مدینہ شریف سے مولانا افضل الرحمٰن مدنی کا پیغام لے کر آئے کہ یہ کتاب بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں قبول ہے اس کی خوب اشاعت کرو۔

شان کریمی نے موتی سمجھ کے چن لئے
قطرے تھے جو میرے عرق انفعال کے

اب تک کم وبیش دولاکھ ''آب کوثر'' شائع ہوکر شرق و غرب میں پہنچ چکی ہے۔ شاید ہی دنیا میں کوئی ایسا ملک ہو جہاں غلامان مصطفیٰ ﷺ ہوں اور وہاں ایک دو آب کوثر نہ پہنچی ہوں۔

اس کتاب کا فارسی ترجمہ (جو حضرت نے خود فرمایا) اور انگریزی ترجمہ (جو پروفیسر خورشید الزماں ہاشمی نے کیا اب ان کا وصال ہوگیا اللہ تعالیٰ ان پر درود پاک کے طفیل اپنی رحمتیں نازل فرمائے) اہل محبت کے مشام ایمان کو معطر کر رہا ہے۔

اردو زبان کی اس بے مثال کتاب کو برادرم ڈاکٹر محمد منیر ازہری نے عربی میں منتقل کرنے کا شرف حاصل کیا۔ یہ کتاب علمی وعوامی حلقوں میں یکساں مقبول ہے۔ ہر طبقہ میں اس کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام رسول رضوی مدظلہ العالی لکھتے ہیں:

''یہ غافلین کے لیے تنبیہ، عاملین کے لیے تفریح، مشغول حضرات کے لیے جلاء وضیاء اور مبتلا کیلئے دفع بلا ہے''۔

(آب کوثر جہیز ایڈیشن ص: ۷۲)

واعظین کے لیے اس کی اہمیت و ضرورت کے حوالے سے علامہ سعید احمد اسعد نے ان الفاظ سے وضاحت کی ''اس میں واعظین کے لیے وافر مواد موجود ہے اپنے سامعین کو محظوظ فرمایا تو پورے مجمع پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی''۔ (آب کوثر جہیز ایڈیشن ص: ۸۲)۔

ڈاکٹر محمد اظہر اس کی کشش کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''آب کوثر ایک مقناطیسی حیثیت کی حامل تصنیف ہے، جس جس کی بھی نظر پڑی وہ اس کا گرویدہ ہوگیا۔

دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

والا معاملہ ہے۔ پہلی نظر میں یہ قاری کو اپنا اسیر بنا لیتی ہے۔ (آب کوثر جہیز ایڈیشن ص: ۵۸)

یہ کتاب صوری اور معنوی اعتبار سے حسن و جمال کا مرقع ہے کیوں نہ ہو یہ ذکر اس ''حسن کائنات'' کا ہے جس کے جلوے کائنات حسن میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر احمد علی بھٹہ نے کتابت کے حوالے سے اپنی خداداد صلاحیتوں کے جوہر دکھائے تو مکتبہ صبح نور نے حسنِ طباعت کیلئے تمام تر کاوشیں کیں۔ اس وقت یہ کتاب تین طرح کے ایڈیشن (چھپائی کے اعتبار سے) میں دستیاب ہے۔

ا۔ جہیز ایڈیشن

یہ فہرست سمیت ۵۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اعلیٰ جلد

اور خوبصورت سبز کاغذ جس سے یقیناً سبز گنبد کا تصور ذہن میں آئے گا۔ مظبوط چرمی جلد اور اس کے باہر خوبصورت گتے کا Cover ہے۔

۲۔مجلّد

یہ مضبوط اور خوبصورت جلد میں ۳۲۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۔کارڈ والی جلد

یہ ۲۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

ترتیب ابواب

جہیز ایڈیشن کے مطابق اس کتاب کے ابواب کی تقسیم اس طرح ہے۔ خواجہ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ کے نعتیہ کلام کے بعد تاثرات ہیں جن کی تعداد ۵۳ ہے۔ یہ تاثرات ان خطوط کی روشنی میں ترتیب دیئے گئے ہیں جو لوگوں نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اثرات کو دیکھ کر لکھے ہیں۔ یہ ۸۶ صفحات پر مشتمل ہیں۔

حرف آغاز کے عنوان سے القول البدیع اور جذب القلوب کے حوالہ سے، درود پاک کے ۵۵ فوائد درج کئے ہیں۔ اور بقیہ فوائد حضرت صاحب مدظلہ العالی نے بیان کئے ہیں۔ جہیز ایڈیشن میں باب کا لفظ تو نہیں لیکن دیگر ایڈیشن کے مطابق ابواب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

باب اول

ا۔ درود پاک کی فضیلت احادیث مبارکہ سے

(ص:۱۱۲، جہیز ایڈیشن)

ب۔ جمعہ کو درود پاک پڑھنے کی فضیلت

(ص:۱۸۷)

ج۔ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ خود درود پاک سنتے ہیں۔

(ص:۱۹۷)

د۔ درود پاک نہ پڑھنے کی وعید۔

(ص:۲۰۴)

ر۔ متفرق

(ص:۲۲۲)

ان عنوانات کے تحت اس باب میں کل ۱۱۱۳ احادیث بیان کی گئی ہیں۔

باب دوم

درود پاک کی فضیلت اقوال مبارکہ

(ص:۲۴۵ تا ۲۷۸)

اس باب میں سلف صالحین، مفسّرین، محدثین اور صوفیاء حضرات کے ۵۳ اقوال دیئے گئے ہیں جن سے دورد پاک کی اہمیت اور فضیلت پر روشنی پڑتی ہے۔

باب سوم

درود پاک کے متعلق واقعات

(ص:۲۷۹ تا ۴۵۴)

ا۔ دنیوی مصیبتوں اور پریشانیوں کا دفیعہ درود پاک سے

ب۔ دنیاوی انعامات اور بشارتیں۔

ج۔ جاں کنی میں آسانی کے واقعات۔

د۔ درود پاک کی برکت سے قبر میں انعام۔

ر۔ درود پاک کی برکت سے آخرت میں انعامات

س۔ متفرق واقعات۔

ص۔ درود پاک میں بخل کرنے والوں کے واقعات۔

اس طرح ص: ۲۷۹ تا ۴۵ سے کل ۱۲۱ واقعات درج کئے ہیں۔ آخر میں ادب کرنے والوں پر انعام کے ۴ اور بے ادب لوگوں کے ۴ واقعات درج ہیں۔ ص: ۴۶۵ سے آب کوثر کی برکات کے ضمن میں واقعات کا آغاز کیا گیا ہے جو ص: ۴۹۲ ت پھیلے ہوئے ہیں۔ اس طرح تیسرے باب میں درود پاک کے مختلف عناوین کے تحت ۱۴۴ واقعات نقل کئے گئے ہیں۔ آخر میں خاتمہ کے عنوان سے درج ذیل موضوعات زیر بحث لائے گئے ہیں۔

ا۔ درود پاک پڑھنے کے آداب۔

ص: ۴۹۷ تک ۱۳ آداب درج کئے گئے ہیں۔

۲۔ درود پاک کے صیغے (کیفیات)

اس عنوان کے تحت ۱۳ صیغے درج کئے ہیں۔

انداز بیاں

آب کوثر پڑھتے ہوئے قاری کو کسی فنی موشگافیوں کا سامنا نہیں کرنا پڑتا بلکہ مشکل سے مشکل مضمون کو اتنے سہل اور سادہ اسلوب میں بیان کیا گیا ہے کہ ہر اردو خواں اسے بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ حضور سیدی مرشدی مفکر اسلام علامہ محمد کریم سلطانی مدظلہ العالی اس ضمن میں تحریر فرماتے ہیں:

''زبان اتنی آسان کہ بچے بھی روانی سے پڑھ سکیں، زبان میں اتنی مٹھاس کہ ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی نہ چاہے''۔

گوجرانوالہ سے ڈاکٹر محمد اظہر لکھتے ہیں۔

''آپ نے عام فہم زبان استعمال فرما کر بہت اچھا کیا اس سے عام قاری بھی بھرپور فائدہ اٹھا سکتا ہے''۔

تاثرات و مبشرات

آب کوثر سے جو لوگ مستفیض ہوئے انہوں نے اپنے قلبی جذبات الفاظ کے جامہ میں حضرت کو روانہ کئے وہ بھی کتابی صورت میں چھپ چکے ہیں۔ ان سے قاری کے دل میں آب کوثر کی اہمیت اور محبت بڑھ جاتی ہے۔ جو ساقی کوثر ﷺ کی محبت پر منتج ہوتی ہے۔

پندرہویں صدی میں پہلی صدی کے انسان حضرت فقیہ عصر رحمۃ اللہ علیہ

قرآن و حدیث کو محبت کی نظر سے پڑھو

محمد فضل سعید کی ڈائری سے ایک ورق

صبح 7:30 بجے میں اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ قبلہ حضرت صاحب خدمت میں حاضر ہوا دیکھ کر بڑے خوش ہوئے بوسہ دیا۔ میں نے آگے بڑھ کر دست بوسی کی آپ نے دونوں ہاتھ میرے سر پر رکھے، اسی طرح بیگم صاحبہ کے سر پر ہاتھ رکھے۔ان کے سر کو چوما اور کہا کہ ہمارے چوہدری صاحب نہیں آئے۔ (محمد حسنین سعید کو آپ چوہدری صاحب فرمایا کرتے کہ یہ ہمارے چوہدری صاحب ہیں) عرض کیا وہ سویا ہوا تھا۔ فرمانے لگے اسے لایا کرو۔ اس سے بڑی رونق ہوتی ہے اور دل بڑا خوش ہوتا ہے۔اور پھر آپ نے فرمایا کہ ایک معروف خانقاہ کے خلیفہ تھے ان کا ملنا جلنا ایک غیر مقلد مولوی صاحب سے تھا۔تو ایک دن غیر مقلد مولوی صاحب کہنے لگے کہ مولانا قرآن و حدیث کو تنقیدی نظر سے پڑھا کرو محبت کی نظر سے نہ پڑھا کرو۔تو انہوں نے اس کی بات مان لی اور وہ تنقیدی نظر سے پڑھنے لگ پڑے۔تو کچھ ہی عرصے بعد ان کے نظریات بھی اسی غیر مقلد مولوی کے نظریات جیسے ہو گئے۔ ایک دوسرے بزرگ جوان کے خلیفہ صاحب کے ساتھی تھے ان کو بڑی تشویش ہوئی کہ یہ کیا ہو گیا؟ یہ تو اچھے خاصے عالم دین تھے۔تو وہ بزرگ ان کو لیکر امام المناظرین مولانا سعید احمد اسعد کے پاس آئے دو گھنٹے کے بحث ومباحثہ کے بعد واپس اپنے عقیدے پر آ گئے کہ قرآن وحدیث کو محبت کی نگاہ سے پڑھنا چاہیے۔فرمانے لگے کہ میں نے ایک کتاب "تنقیدی نظر" کے نام سے تحریر کی ہے جو زیر طبع ہے اور کچھ دنوں میں آجائے گی اور پھر آپ نے کچھ اور واقعات بھی سنائے۔ کمزوری بہت تھی مگر اس کے باوجود نبی کریم ﷺ کا ذکر پاک کرتے ہیں درود پاک کے فضائل بیان کرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسا کہ آپ جوان ہیں اور محبت میں آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ اور یہ مناظر میں نے اکثر دیکھے۔ کمزوری کے باوجود جب کبھی آپ بیان کرنے بیٹھتے تو کبھی گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹہ بلکہ کبھی اس سے بھی زیادہ بیان فرما دیتے۔ جس میں نبی اکرم ﷺ کے اسم گرامی سے والہانہ وابستگی عقیدت ومحبت کے مناظر،خوشی ومسرت کا والہانہ انداز جھلک جھلک کر ظاہر ہو رہا ہوتا۔ دوران بیان بیماری، کمزوری آڑے آتی اور نا بڑھاپے کے آثار دکھائی دیتے اور یہ اس عشق رسول ﷺ کی برکت ہے جس کے تحت آپ کی یہ خواہش ہوتی کہ حضور ﷺ کی یہ بھولی بھالی امت راہ راست پر رہے اور ان کے دلوں میں عشق رسول ﷺ کے چراغ روشن رہیں اور دنیا و آخرت میں کامیابی ان کا مقدر ٹھہرے۔ ہمیشہ سے اولیاء اللہ کے سوچنے کا یہی انداز رہا ہے کہ اللہ کی مخلوق کا کسی نہ کسی طرح بھلا ہوتا رہے۔ کیونکہ مخلوق خدا کا بھلا سوچنے والے قرب خداوندی کا مزہ لوٹتے ہیں۔اور یہی وہ

صفت ہے جو میں نے قبلہ حضرت فقیہ عصر میں 1982ء سے جب سے میں آپ کی خدمت میں ہوں یہی کچھ دیکھتا رہا ہوں آپ نے ہر آنے والے کے ساتھ بلا تفریق محبّت والفت کا اظہار فرمایا ہر آنے والا اپنی ہمت کے مطابق جھولیاں بھر بھر کے اٹھا۔اس میں دوسروں کی مثال کیا دوں میں خود اس کی بڑی مثال ہوں۔ کہ مجھ سے اتنی محبّت وشفقت فرمائی کہ زمین سے اٹھا کر آسمان کی بلندیوں تک پہنچادیا۔

کہاں میں ، کہاں ان کی بلندی

یہ میرا آسمان ان کی زمیں ہے

جب مجھے نوازہ تو حد کردی اپنی سب سے پیاری اور قابل فخر پوتی عائشہ صدیقہ میرے نکاح میں دے دی۔ان کی عنایات کی کہانی بڑی طویل ہے۔میری طرح ہر شخص جو آپ سے منسلک ہے وہ پوری کتاب ہے جس کے ہر ورق پر قبلہ حضرت صاحب کی شفقتوں ، عنایتوں ، محبّتوں اور نوازشوں کی بڑی خوبصورت کہانیاں موجود ہیں قبلہ حضرت صاحب کی زندگی کا ہر پہلو بڑا خوبصورت دیدہ زیب اور مخلوق خدا کی ہدایت وراہنمائی کے جذبہ سے بھر پور ہے ایک وقت آئے گا جب ہر قلم اٹھے گا یہ کہانی لکھنے کے لیے کاغذ کے دفتروں کے دفتر ختم ہوں گے۔لیکن سرکار دوعالم ﷺ کی امت سے ہمدردی کی یہ کہانیاں ختم نہ ہوگی۔

آج عصر کی نماز محمد پورہ میں 4:45 پر قبلہ حضرت صاحب کے ساتھ ادا کی۔عصر کی سنتیں بھی پڑھیں۔نماز عصر کے بعد آپ کے حجرہ مبارکہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔دست بوسی کی آپ نے اشارے سے حافظ محمد شکیل سے فرمایا کہ چائے پلاؤ اور آپ لیٹ گئے۔باہر آکر بیٹھ گیا حافظ محمد شکیل نے چائے بنائی اور میرے پاس بیٹھ گیا۔تو میں نے پوچھا کہ آج طبیعت مبارکہ نڈھال ہے۔کافی کمزوری لگ رہی ہے۔تو حافظ محمد شکیل کہنے لگا کہ روزانہ کے معمولات بہت زیادہ ہیں صبح 2:30 بجے اٹھنے کا معمول ہے نماز تہجّد ادا کرتے ہیں وتر پڑھتے ہیں اور پھر آدھا آدھا گھنٹہ مناجات یعنی دعا کرتے ہیں۔اور دعا کرتے وقت بڑی آہ وزاری ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا کھانے پینے کا کیا معمول ہے تو حافظ محمد شکیل نے بتایا کہ دو وقت روٹی تناول فرماتے ہیں ایک صبح تقریباً 10 بجے کے قریب اور دوسری بار نماز مغرب کے بعد اور دن میں دو سے تین مرتبہ چائے نوش کرتے ہیں۔کھانے میں ایک روٹی سے کم اور سالن میں عموماً کدو شریف قیمہ اور کبھی دال (مونگی چھلکے والی) ہوتا ہے ایک بار چائے صبح کے وقت پیتے ہیں سبحان اللہ کیا مبارک معمولات ہیں۔

28 ذوالحج 1432ھ فقیہ عصر حضرت مفتی محمد امین رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا ابوداؤد صادق رحمتہ اللہ علیہ کے درمیان ملاقات کا احوال

محمد افضل سعید کی ڈائری سے ایک ورق

بتاریخ 24-11-2011 بروز جمعرات

آج عشاء کی نماز قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ساتھ محمد پورہ میں 7:30 پرادا کی۔ نماز کے لیے حضرت صاحب کے لیے مخصوص جگہ پر سنتیں ادا کرنے کے بعد بیٹھا تو قبلہ حضرت صاحب وہیل چیئر پر مسجد تشریف لائے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ تمہارے دو ناغے ہو گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوتا رہا ہوں اور آپ کے حکم کے مطابق محمد شکیل سے چائے پی کر جاتا رہا ہوں۔ سن کر مسکرائے اور فرمایا: ''اچھا اگر تم کہتے ہو تو مان لیتے ہیں'' اور یہ فرمانے کا انداز انتہائی مشفقانہ تھا۔

نماز پڑھی۔ نماز کے بعد برآمدے میں حاضر ہوا۔ آپ گھر جا رہے تھے۔ محمد شکیل سے فرمایا: کہ اسے چائے پلاؤ۔ دوران چائے مسجد سے یہ پیغام آیا کہ گوجرانوالہ سے حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب رحمتہ اللہ علیہ ملاقات کے لیے تشریف لائے ہیں۔ قبلہ حضرت صاحب کو گھر میں پیغام دیا گیا۔ آپ فوراً باہر تشریف لائے کے ہاتھ میں دلائل الخیرات شریف تھی۔ غالباً آپ پڑھ رہے تھے۔

وہیل چیئر پر بیٹھ کر آپ مسجد سے گزرتے ہوئے مدرسہ کے صحن میں تشریف لائے اور مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا استقبال کیا۔ مولانا صاحب گاڑی کی اگلی سیٹ پر بیٹھے تھے اُتر نہیں سکتے تھے۔ لہٰذا آپ وہیل چیئر سے اٹھے اور مولانا صاحب سے مصافحہ کیا۔ مولانا صاحب نے آپ کے ہاتھ چومے۔ میں یہ نہیں دیکھ سکا کہ آپ نے بھی مولانا ابوداؤد محمد صادق کے ہاتھ چومے کہ نہیں بقول حافظ محمد شکیل قبلہ فقیہ عصر نے مولانا صاحب کی پیشانی چومی تو فرمایا: مولانا جہاں گھڑا پڑا ہو پانی گرتا رہتا ہے۔ اس لیے کوئی کمی کوتاہی ہوگئی ہو تو معاف کر دینا۔ (دوران تعلیم)

پھر قبلہ حضرت صاحب نے انہیں چائے کی دعوت دی۔ جو انہوں نے قبول کر لی۔ اب مولانا صاحب کو سیٹ سے اٹھا کر وہیل چیئر پر بٹھایا گیا اور یہ دونوں مبارک ہستیاں اور زمانہ طالب علمی کے پرانے ساتھی وہیل چیئرز پر بیٹھے مسجد کے صحن سے گزر کر قبلہ حضرت صاحب کے حجرہ مبارکہ میں داخل ہوئے۔ میں جب یہ منظر دیکھ رہا تھا تو تصور میں ان دونوں مبارک ہستیوں کا زمانہ طالب علمی ذہن میں ابھرنے لگا کہ جوانی اور تندرستی کے عالم میں دونوں ایک ساتھ پڑھتے چلتے پھرتے ہوں گے۔

حضرت محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں آتے جاتے ہوں گے۔ وہ بھی ایک منظر ہوگا اور یہ بھی ایک منظر ہے۔ گو اس بات کی دلیل ہے کہ ہر ایک نے جوانی کے بعد بڑھاپے، نقاہت و کمزوری کے مراحل سے گزر کر زندگی کے شب و روز گزارنے ہیں۔ کمرے میں داخل ہو کر دونوں ''صاحبین'' (صاحبین کا لقب

بقول حضرت صاحب حضرت محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کا عطا فرمودہ ہے)۔ اپنی اپنی وہیل چیئر پر آمنے سامنے جلوہ گر ہو گئے ۔عجیب خوش نما، خوش کن، دلربا، پُر بہار اور پُر کیف روحانی منظر تھا۔ دونوں کے چہروں پر انتہا کا سکون، اطمینان اور خوشی و مسرت تھی۔

مولانا ابو داؤد صادق صاحب کی عمر 84 سال اور قبلہ حضرت صاحب کی عمر 87 سال عیسوی سن کے حساب سے تھی ، دونوں ''صاحبین'' عمر کے اس حصے میں ہیں کہ جہاں نقاہت و کمزوری جسمانی طور پر انسان کو کمزور کر دیتی ہے لیکن چہروں پر اطمینان کی دولت روحانی معراج کو ظاہر کر رہی تھی اور ایسا کیوں نہ ہوتا، کہ ساری زندگی مخلوق خدا کو اللہ رب العزت اور نبی آخر الزماں حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کی طرف بلاتے بسر ہوگئی ہے، اور اب بھی اس بڑھاپے میں یہی خواہش موجود ہے کہ یہ میرے آقا دو جہاں ﷺ کی امت دوزخ سے بچ جائے۔1982ء سے میں نے یہی دیکھا ہے اور خواہش ہے کہ اس طرح سرکار دو عالم ﷺ کی امت قبلہ حضرت صاحب کے وجود مسعود کی برکت سے جہنم سے آزادی پاتی رہے۔ امین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

گفتگو شروع ہوئی۔ گویا انوار کی بارش اس حجرہ مبارکہ پر ہونے لگی۔ ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ فرمان عالی شان ہے:

تنزل الرحمۃ عند ذکر الصالحین۔ تو یہاں تو ذکر صالحین کا اور صالحین کی زبان سے تو ماحول بقعہ نور بننا ہی تھا۔

اس پر نور ماحول کے اثرات جہاں دوسرے احباب محسوس کر رہے تھے وہاں میرے دل کی کیفیات بھی بدل رہی تھیں۔ دل خود بخود اللہ اللہ کرنے لگا اور ایمان مضبوط سے مضبوط تر ہونے لگا۔

ایسا کیوں نہ ہوتا، کہ اولیاء اللہ کی موجودگی کا یہی انعام ملتا ہے۔ کیونکہ دو طرح کے فیض اولیاء کاملین کے وجود مسعود سے ظاہر ہوتے ہیں ۔ ایک توجہ سے کسی کو عطا کریں اور دوسرا خود بخود پاس بیٹھنے والے مستفید ہوتے ہیں۔ جیسے علمائے کرام عطر کی دکان کی مثال دیتے ہیں اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیر لب اپنے لئے ، اپنے بیوی بچوں کیلئے عزیز و اقارب اور دوست احباب کیلئے ایمان کی سلامتی ، صحت و تندرستی، علم و عمل، دنیا و آخرت کے خزانوں کے لیے کاروبار کیلئے اور ایم ٹیکس اور محمود صاحب (داؤد ایکسپورٹ) کیلئے دعائیں مانگتا رہا اور مجھے یقین کامل ہے کہ میری یہ دعائیں اللہ رب العزت ضرور قبول فرمائے گا اور یہ بھی یقین ہے کہ اپنی زندگی میں ان دعاؤں کا ثمر دیکھوں گا۔ انشاء اللہ۔ دونوں ''صاحبین'' آمنے سامنے اپنی اپنی وہیل چیئر پر تشریف فرما تھے۔ مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب بولنے میں دقت محسوس کرتے تھے اور ان کی سماعت ٹھیک تھی۔

ادھر قبلہ حضرت صاحب گفتگو آسانی سے فرما لیتے تھے لیکن سماعت کمزور تھی۔ لہٰذا قبلہ حضرت صاحب ہی گفتگو فرما رہے تھے اور مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب بڑی توجہ اور انہماک سے آپ کی باتیں سن رہے تھے اور احباب بھی ہمہ تن گوش تھے۔

قبلہ حضرت صاحب نے سب سے پہلے کوٹلی شریف والے حضرت قبلہ خواجہ محمد صادق صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر پاک شروع فرمایا۔ کیا گفتگو کا انداز اور کیا سماعت کا انہماک تھا۔ تذکرہ ہو کوٹلی والے قبلہ حضرت صاحب کا مولانا سردار احمد رحمتہ اللہ علیہ کا بیان کرنے والے قبلہ حضرت صاحب ہوں تو سماں بندھ جاتا ہے آج بھی یہی ہو رہا تھا۔

قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم نے کوٹلی والے قبلہ حضرت صاحب کا ذکر ان الفاظ "میرے آقائے نعمت" سے شروع کیا تو کیا الفاظ کی روانی اور آواز کا تسلسل تھا۔ گفتگو میں کہیں بڑھاپا نظر نہیں آرہا تھا۔ اس جوش، عقیدت، محبت اور الفت سے آپ اپنے پیرو مرشد کا ذکر فرما رہے تھے۔ ذکر کوٹلی والے قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ہو رہا تھا لیکن ایمان ہمارے مضبوط ہو رہے تھے اور ٹھاٹھیں مار رہے تھے۔ کیونکہ اللہ والوں کے ذکر کے ایسے ہی اثرات ہوتے ہیں۔

فرمانے لگے: ایک مرتبہ حاضر ہوا، یعنی کوٹلی گلہار میں تو دل میں خیال آیا کہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ آنے والے مہمان کی خواہش کے مطابق کھانا کھلاتے تھے۔ آج اگر حضرت صاحب مجھے ابلے ہوئے چاول چینی اور دودھ کے ساتھ کھلائیں تو کیا بات ہے۔ تھوڑی دیر گزری خادم کمرے میں آیا اور سرکاری فرمان سنایا کہ قبلہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ مفتی صاحب ابلے ہوئے چاول دودھ اور چینی کے ساتھ کھائیں گے۔ فرمان سنتے ہی بڑی شرم محسوس ہوئی کہ ایسی خواہش کا اظہار کیوں کیا، کہ حضرت میرے دل کی کیفیت کو جان گئے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا: مفتی صاحب دل سے ذکر کیا کریں۔ میں بیٹھا ذکر کر رہا تھا۔ آپ حجرے سے باہر تشریف لائے اور فرمایا مفتی صاحب اس طرح بلکہ یوں باہر کی طرف ذکر کرنا ہے۔

اسی طرح اور بھی باتیں کرنے کے بعد آپ نے حضرت محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر پاک شروع کیا۔ تو پھر کیا تھا کہ صاحبین کے چہرے اور بھی تابناک ہو گئے اور خوشی و مسرت سے جگمگانے لگے۔ دونوں چہروں پر خوشی و مسرت کے سوتے پھوٹنے لگے۔ آنکھوں سے حضرت محدث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی محبت و عقیدت کا نور چھن چھن کر ظاہر ہونے لگا۔ ذکر ہو محدث اعظم کا بیان کرنے والے قبلہ مفتی صاحب ہوں اور سامعین میں مولانا ابوداؤد محمد صادق ہوں تو سماں بندھے گا۔ یہی ہوا، زمانہ طالب علمی کے واقعات اور محدث اعظم پاکستان کی باتیں گویا نور کی بارش تھی۔

مولانا ابوداؤد محمد صادق کمزوری و نقاہت کی وجہ سے بار بار جھکتے تھے اور ان کے خادم انہیں وہیل چیئر پر سیدھا کرتے تھے۔ لیکن حضرت محدث اعظم پاکستان کے ذکر میں ایسے محو تھے کہ تکلیف کا احساس جاتا رہا۔ اس دوران چائے آگئی۔ بغیر چینی کے چائے پیش کی گئی جو کہ چند گھونٹ ہی آپ پی سکے۔ قبلہ مولانا ابوداؤد محمد صادق حضرت صاحب نے زبان سے کوئی لفظ ادا نہیں کیا۔ کیونکہ بولنے میں دقت محسوس کرتے تھے۔

قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ سفر میں ساتھ تھا، کھانے کا وقت ہوا، زمین پر بیٹھ کر کھانے کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔ لہٰذا بنچ پر دونوں پاؤں اوپر کر کے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ ہم اس کو تخت پوش سمجھ لیتے ہیں اور آپ کو اس لیے بتا رہا ہوں کہ کہیں آپ یہ نہ سمجھ لیں کہ سردار احمد نے خلاف سنت کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھایا تھا۔ سبحان اللہ سنت کی پاسداری اسی کو کہتے ہیں۔

نوٹ

اسی طرح میں نے مختلف موقعوں پر پیش آنے والے واقعات کو انہی تاریخوں میں ڈائری کی شکل میں نوٹ کر لیا ہے۔ تا کہ مجھے دنیا و آخرت کی سعادت حاصل ہو اور متوسلین آپ کے روز شب کے معمولات جان سکیں۔

تاثرات

بندۂ غوث الوریٰ
ڈاکٹر عبدالقوی
نوشاہی اویسی بغدادی

امین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت امت مسلمہ کے لیے ایک بہت بڑا سانحہ ہے ممکن ہے کہ یہ عظیم خلا مرور زمانہ کے ساتھ بھی پر نہ ہو سکے، آپ ایک عظیم عبقری، مبتکر اور طرح دار شخصیت کے مالک تھے آپ کا پُر بہار شباب سے لے کر تقدس مآب بڑھاپے تک کا ہر ہر لمحہ سنت مصطفیٰ سے تعبیر تھا آپ کے نزدیک تطہیر فکر اور تعمیر کردار کی اساس فقط رسول اللہ ﷺ سے غیر مشروط محبت تھی۔ آپ ہمہ وقت حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کو بصورت درود و سلام ورد لب رکھتے تھے۔ بلکہ آپ خام درود و سلام تھے آپ کی بدولت لاکھوں زبانیں درود پاک سے آشنا ہوئیں، آپ کی گراں قدر علمی و تحقیقی کتب میں سے ہر ایک کتاب علم میں اضافہ کرتی، غور و فکر کے دریچے کھولتی، اسلوب کو نکھارتی، اظہار کو قرینہ سکھاتی، عقیدہ کو تحفظ دیتی اور عشق رسول کا امین بناتی ہے۔ صرف آپ کی ''آب کوثر'' اور ''البرہان'' نے محبت مصطفوی کا جو انقلاب بپا کیا ہے نطق اس کے معترف، آنکھیں شاہد اور دل مؤید ہیں۔ آپ کی ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ امت مسلمہ میں بلال صفت اور سیماب صورت لوگ تیار ہوں۔ جن کا عمل بے غرض، نگاہ بلند اور عزم جواں ہو اور وہ بسطامی، غزالی اور رازی کے جانشین بنیں۔ حضرت قبلہ فقیہ عصر باہمہ اوصاف متصف تھے، آپ کو خواص و عوام میں جس انداز سے پذیرائی ملی اس سے یوں لگتا تھا

کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاں لوگوں کی تسخیر فرما دی ہو، تو اسی طرح مجھے بھی اپنے عہد لڑکپن سے ہی قبلہ فقیہ عصر سے عقیدت رہی ہے۔ کیونکہ قبلہ والد گرامی زبدۃ الصوفیہ حضرت علامہ مولانا پیر محمد دین مسکین نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اہل ارادت میں جب علماء اور صوفیہ کے احوال بیان کرتے تو اس میں جب بھی قبلہ فقیہ عصر کا ذکر ہوا تو انہوں نے بڑی محبت کے ساتھ آپ کا ذکر کیا اور مزید یہ کہ قبلہ والد گرامی حضور فقیہ عصر کے بے تصنّع اور سادہ زندگی کے بڑے معترف تھے حتی کہ انہوں نے آپ کی حیات طیبہ کے کئی ایک واقعات بھی مجھ ناچیز سے بیان کئے ان کا بخوف طوالت یہاں ذکر مفقود ہے۔ لیکن اس مقام پر ناچیز صرف عالم رؤیا کے اپنے مشاہدہ کو رقم کرنے کی جسارت کا خواہاں ہے لیکن پھر منقار قلم کو عالم توقف میں متحیّر پاتا ہوں۔ کیونکہ بعض نااہل لوگ کسی کے خواب کے معاملہ کو اکثر تضحیک یا تکذیب کی نذر کر دیتے ہیں حالانکہ بمطابق فرمان نبوی ''سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں ہوتا ہے''۔ اور آپ رسالتمآب ﷺ نے مزید فرمایا قرب قیامت میری امت کے خواب زیادہ سچے ہوں گے اور پھر آپ ﷺ نے رؤیا کاذبہ بیان کرنے کے لیے بروز حشر جو کے دانوں کو گرہ لگانے کی بھی وعید سنائی ہے۔ تو ایسے ماحول میں اب بھی اگر کوئی خود ساختہ خواب بیان کرے تو وہ ضرور اپنے رب تعالیٰ کے حضور

مسئول ہے تو ہاں! اسی طرح پھر اگر کوئی کسی کے رؤیا صادقہ کو کاذبہ سے تعبیر کرے تو کیا پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہ نہ ہوگا۔

حقیقت امر یہ ہے کہ مجھ ناچیز کو بیعت حضور قدوۃ الاولیاء صوفی محمد رمضان نوشاہی رحمتہ اللہ علیہ جن کا دربا عالیہ ABC روڈ پر رحمان پورہ فیصل آباد میں ہے، کے دست اقدس پر ہے مجھے قبلہ والد گرامی حضرت پیر محمد دین مسکین نوشاہی رحمتہ اللہ علیہ نے میری بیعت کی بابت بتایا کہ انہوں نے مجھے میری ایام شیر خورگی میں ہی حضرت صوفی رمضان نوشاہی رحمتہ اللہ کی گود میں دے کہ عرض کیا: حضور! اسے بھی اپنا بیعت فرمالیں، آپ نے کافی دیر تک مجھے اپنی گود میں رکھنے کے بعد فرمایا! ہاں یہ میرا بیعت ہے پھر چند برس بعد حضرت قبلہ شاہ رمضان رحمتہ اللہ علیہ کا وصال با کمال ہوگیا۔ وقت گزرتا گیا حتی کہ غالباً میرے بی اے یا ایم اے کے مرحلہ تعلم کے دورانیہ کی بات ہے کہ پروفیسر محمد جاوید صاحب ٹیکسٹائل یونیورسٹی مانانوالہ ایک دن مجھے کہنے لگے تمہارے بیعت چونکہ بچپن میں ہوئی تھی۔ لہٰذا وہ بیعت اب نہیں ہے۔ بحمدہ تعالیٰ میں نے بڑی ادلہ کی تقدیم کی لیکن وہ اپنی بات پر مصر رہے اور مجھے یہی کہتے، تیری بیعت قائم نہیں ہے۔ اب میں نے دل میں سوچا کہ چلو استخارہ کر لیتے ہیں۔ پھر میں نے دو مرتبہ استخارہ کیا، پہلی بار کے استخارہ میں بھی واضح اشارہ ہوا کہ تیرا پیر کامل ہے، بخوف طوالت یہاں اس پورے خوابی واقعہ کا ذکر نہیں کرتا، پھر جب دوسری مرتبہ استخارہ کیا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کمرہ ہے جو بقعۂ نور بنا ہوا ہے۔ جبکہ میں اس کمرہ کے دروازہ کے سامنے باہر کھڑا ہوں اور مجھے دروازے کے سامنے کمرہ کے اندر دیوار کے ساتھ دو یا تین بزرگ ہستیاں حالت مراقبہ میں نظر آرہے ہیں جنہوں نے اپنے اوپر سفید چادر اس طرح اوڑھ رکھی ہے کہ جسم کوئی عضو حتی کہ چہرہ بھی دکھائی نہیں دیتا، اور اس کمرے کی دہلیز سے تھوڑا سا اندر کی جانب ایک کھڑے شخص نے آواز دی کہ جس نے ابدال وقت کی بیعت کرنی ہے وہ آجائے۔ میں دروازہ سے گذر کر جب ایک دو قدم کمرہ کے اندر آتا ہوں تو کمرہ میں دروازہ کے سامنے تو وہی اوسل الذکر سفید پوش بزرگ ہستیاں موجود ہیں جن کی زیارت میں نے کمرہ کے باہر سے بھی کی تھی لیکن کمرے میں داخل ہونے کے بعد مجھے پتہ چلتا ہے کہ ان ہستیوں کے دائیں جانب اسی کمرے میں قبلہ فقیہ عصر مفتی محمد امین صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی تشریف فرما ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا نہیں لیکن اتنا پتہ ہے کہ قبلہ مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں۔ تو جب میں یہ سن کر کہ جس نے ابدال وقت کی بیعت کرنی ہے وہ آجائے ایک دو قدم آگے بڑھا اور مفتی صاحب کی موجودگی کا دل میں القاء ہوا، بس قریب ہی تھا کہ میں بیعت کے لیے آگے بڑھتا اور یہ بھی علم نہیں کہ میں نے کمرے میں موجود کس ہستی کے حضور آگے بڑھنا تھا۔ فوراً میں نے اپنے دل میں کہا تیری بیعت تو حضرت قبلہ اہ رمضان رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ہے بس اس کے بعد فوراً آنکھ کھل جاتی ہے اسی طرح قبلہ فقیہ عصر رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے چند ایام کے بعد عالم رؤیا میں کیا دیکھتا ہوں کہ کھلے آسمان تلے لوگوں کا ایک بہت بڑا جم غفیر ہے، جن میں سے بہت سے لوگ زمین پر بیٹھے ہیں جبکہ ان کے اطراف میں اور پیچھے کی طرف بہت سے

لوگ کھڑے ہیں اور میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی پچھلی جانب کھڑے لوگوں میں موجود ہوں ۔ اور قبلہ فقیہ عصر مفتی محمد امین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کھڑے ہو کر بیان فرما رہے ہیں اور آپ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی عظیم القابات کے ساتھ بڑے مؤدبانہ لہجہ میں بار بار لے رہے وہ القابات اب مجھے یاد نہیں رہے، اور آپ فرماتے ہیں لوگو !تم کیا جانو! حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کا مقام کیا ہے۔ ان کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت ہی بلند مقام ہے، پھر آپ حضرات سادات کرام کا مقام ادب بیان کرتے ہیں پھر اس بیان میں حضرت کسی حوالہ سے محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ یا حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کا نام لیتے ہیں، پھر سادات کا مقام ادب بیان کرتے ہوئے قبلہ فقیہ عصر مجمع میں بیٹھے ہوئے ایک شخص سے طور تاکید مخاطب ہوتے ہیں ۔ جب قبلہ فقیہ عصر اس شخص سے مخاطب ہوتے ہیں تو میں دیکھتا ہوں کہ وہ شخص تو علامہ محمد افضل سعید صاحب ہیں اس کے بعد میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ پس حقیقت یہ ہے کہ اہل اللہ دینا سے رخصت ہونے کے بعد بھی لوگوں کو اپنے فیض سے فیضاب فرماتے ہیں ۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اولیاءِ کاملین کے فیضان سے حصہ وافر عطا فرمائے (امین)

عزیزم میاں محمد خالد صاحب کا بیان

بتاریخ ۲۷ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ بمطابق ۲۴ مارچ بروز ہفتہ صبح آٹھ بجے عزیزم میاں محمد خالد صاحب فقیر کے ہاں مفتی آباد آئے اور بیان کیا کہ آج میں نے اپنی اہلیہ کو نماز کے لیے جگایا تو اس نے بیان کیا کہ مجھے ابھی خواب آرہا تھا کہ ایک کمرہ ہے جیسے کہ ابوجی (فقیر ابو سعید غفرلہ) کا کمرہ ہے اس میں دیواروں کے ساتھ نہایت خوبصورت پھول ہیں جو کہ دیواروں کے ساتھ اوپر تک لگے ہیں اور اس کمرہ میں ابوجی بیٹھے ہیں۔قالین نہایت ہی دلکش ہے مجھے ابوجی نے کہا بیٹی اس کمرہ کی صفائی کرو میں نے عرض کیا قالین تو بالکل صاف ہے اس پر فرمایا کہیں کہیں پھولوں کی پتیاں گری ہوئی ہیں انہیں صاف کر دو میں برش کے ساتھ صفائی کر رہی ہوں کہ اچانک ایک بزرگ اندر آئے ان کے ہاتھ میں ٹائم پیس تھا وہ اس میں سیل ڈالنے لگے تو میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کس کا کمرہ ہے تو انہوں نے فرمایا کہ مفتی محمد امین صاحب ہے اور یہ کمرہ اس طرح قیامت کے دن جنت میں پہنچا دیا جائے گا اس پر آنکھ کھل گئی۔ والحمد للہ رب العالمین

عزیزہ خدیجہ زوجہ مولانا محمد افضل شاہد صاحب سلمہما کا خواب

بتاریخ ۲۱ رمضان المبارک بیان کیا ہے کہ آج سے تقریباً دو ماہ قبل میں نے دیکھا کہ ایک باغ میں بہت سی عورتیں جمع ہیں اور وہ نماز تسبیح کی تیاری کر رہی ہیں اور میں وہاں نہیں ہوں ۔ میری والدہ صاحبہ کسی سے کہہ رہی ہیں کہ خدیجہ سے کہو نماز تیار ہے اور وہ آئے میں یہ بات سن کر آتی ہوں میں پہنچی تو نماز تسبیح شروع ہو گئی عورتیں نماز پڑھ رہی تھیں میں نے اس باغ کو دیکھنا شروع کر دیا کہ یہ کیسی پیاری جگہ ہے ۔نہ اندھیرا ہے نہ تیز روشنی ہے نہ دھوپ ہے نہ سردی ہے نہ گرمی ہے اتنے میں میری بڑی بہن شمیم دوڑتی ہوئی آئی اور مجھے بتایا کہ ہمارے باباجی (داداجان یعنی فقیر کے والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ) مدینہ پاک چلے گئے ہیں میں نے کہا نہیں وہ تو یہیں ہیں تو ہمشیرہ نے جواباً کہا ان کی جگہ تبدیل ہو گئی ہے اس لئے وہ مدینہ منورہ چلے گئے ہیں۔

شیخ محمد عرفان انور کے مشاہدات

شیخ عرفان انور کی پوری فیملی یعنی والدین اور بہن بھائی سب قبلہ فقیہ عصر سے عقیدت ومحبت رکھتے ہیں اور غلامی میں شامل ہیں۔ ایک طویل عرصہ سے جناب کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب ہماری رہائش گلبرگ میں تھی تو میں اکثر فجر کی نماز آپ کے ساتھ محمد پورہ میں ادا کرتا تھا۔ اور آپ کا درس باقاعدگی سے سنا کرتا تھا۔ اور یہ معمول سالوں پر محیط ہے۔ جب آپ کھڑیانوالہ تشریف لے گئے۔ تو وہاں حاضری ہوتی اور فرماتے آتے جاتے رہا کرو تمہارے آنے سے خوشی ہوتی ہے۔ اور فرماتے یہاں آنے سے معاملات بھی درست رہیں گے تو الحمد للہ یہ حاضری ہم سب بھائیوں کی باقاعدگی سے جاری رہی۔

ایک مرتبہ فجر کی نماز کے بعد محمد پورہ میں آپ درس دے رہے تھے اور صحابی کون ہوتا ہے یہ موضوع تھا۔ کہ جس نے ایمان کی حالت میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کی۔ وہ صحابی کہلاتا ہے۔

میرے دل میں خیال آیا کہ سرکار دوعالم ﷺ کے وصال مبارک کے بعد جسے زیارت ہو وہ بھی صحابی ہوگا تو فوراً حضرت فقیہ عصر نے فرمایا۔ نہیں نہیں وہ صحابی نہیں ہوگا۔

یعنی آپ فوراً میرے دل کے خیال پر مطلع ہوئے اور فوراً جواب عطا فرمادیا۔ اہل اللہ کی یہی شان ہوتی ہے۔ 27 جولائی 2017ء جب شیخ اسامہ الصالح المحھار محدث مدینہ فیصل آباد تشریف لائے۔ تو عرفان انور کے ہاں بھی کھانے کے لیے تشریف لے گئے۔ جب انہیں یہ بتایا گیا کہ ہماری پوری فیملی قبلہ فقیہ عصر کی بیعت ہے اور عرصہ دراز سے ہم سب آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ تو محدث مدینہ فرمانے لگے کہ بڑی سعادت کی بات ہے۔ اپنے اس معمول کو ترک نہ کرنا۔ قبلہ فقیہ عصر اس وقت غوث کے مقام پر فائز ہیں اور آپ کو دیکھنے سے ہی لاتعداد برکات حاصل ہوتی ہے لہٰذا اس حاضری کو مضبوط رکھیں۔

کہتے ہیں کہ ہم سب بھائی شیخ حاجی محمد افضل شیخ محمد امجد، شیخ محمد اجمل، ڈاکٹر شیخ جاوید ارشد اور شیخ عبد الصمد فاروق سب کے سب قبلہ حضرت کی غلامی میں شامل ہیں۔

کیا بتاؤں کہ وہ کیسے ہیں
بات بنتی نہیں مثالوں سے

چند یادیں اور باتیں

حضور فقیہ عصر قبلہ مفتی محمد امین رحمتہ اللہ علیہ سے وابستہ

جو میرے لیے دنیا و آخرت کا خزانہ ہیں

از: حاجی محمد ادریس
کوہ نور ٹاؤن

میری آپ کی ذات مبارکہ سے ملاقات کا سبب میرے قبلہ والد محترم الحاج شیخ عبدالمجید صاحب ہیں ہر ماں باپ کے اپنی اولاد پر ان گنت احسانات ہوتے ہیں ان کے سب احسانات ایک طرف اور یہ بہت بڑا احسان ہے کہ بچپن میں ہی انہوں نے میرا ہاتھ قبلہ حضرت صاحب کے ہاتھ میں تھما دیا میری دعا ہے کہ میری زندگی کی ہر نیکی کا ثواب میرے والدین کو پہنچے (آمین)

1977ء (تقریباً چالیس سال قبل) میرے والد صاحب کو کوئی پریشانی لاحق ہوئی اس وقت ریل بازار کی مسجد کے امام حافظ منظور صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے میرے والد صاحب کو بتایا کہ شیخ صاحب ہمارے شہر میں ایک ہی اللہ کے ولی ہیں آپ ان کے پاس چلے جائیں آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ ان کا نام مفتی محمد امین ہے اور وہ محمد پورہ جامع مسجد گلزار مدینہ میں ہوتے ہیں۔ میرے والد صاحب شام کو گھر آئے اور مجھے ساتھ لیا اور مغرب کی نماز کے وقت ہم محمد پورہ مسجد میں پہنچ گئے۔ جیسے ہی اذان ہوئی، قبلہ حضرت صاحب امام کے پیچھے پہلی صف پر آ کر بیٹھ گئے اسی وقت آپ کو دیکھ کر ہمارے دل نے گواہی دی کہ یہی قبلہ مفتی صاحب ہیں۔

نماز کے بعد آپ سے ملاقات ہوئی آپ سے میرے والد صاحب نے اپنی تکلیف کا ذکر کیا۔ آپ نے بڑی شفقت اور محبت سے بات سن کر فرمایا کہ شیخ صاحب شاید کل رمضان شریف شروع ہو جائے، انشاء اللہ روزوں کے بعد آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ جو پریشانی تھی وہ تو تھی ہی، بس آپ سے ملاقات کے بعد محمد پورہ آنا جانا شروع ہو گیا۔ چند ہی دنوں میں ہمارے گھر باجماعت نمازیں، درود شریف جیسی نعمتیں آ گئیں۔ ہر ملاقات میں اتباع سنت رسول ﷺ کے پیکر قبلہ حضرت صاحب سے کچھ نہ کچھ سیکھ لیتے اور آپ کا ہر کام سنت کے مطابق دیکھنے کا موقع ملتا۔ رمضان شریف کے بعد میرے والد صاحب کی پریشانی بھی دور ہو گئی اور اسی ایک مہینہ میں آپ سے ہماری دلی عقیدت اور بھی بہت بڑھ گئی۔

میرے والد صاحب شرقپور شریف قبلہ ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے، وہ جب بھی محمد پورہ بازار میں داخل ہوتے تو فرمایا کرتے تھے کہ شرقپور شریف کی خوشبو آ رہی ہے۔ میرے والد صاحب قبلہ حضرت صاحب کا بہت احترام اور ادب کرتے تھے۔ انہیں ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بیعت کے بعد قبلہ مفتی صاحب کی ولایت اور روحانی منصب پہچاننے میں دیر نہیں لگی۔ اس لیے وہ خود بھی بہت ادب سے آپ کی خدمت میں بیٹھتے اور ہمیں بھی ادب کی تلقین فرماتے۔

رفتہ رفتہ ہمارا سارا خاندان اور برادری کے اکثر لوگ قبلہ حضرت صاحب کے دامن سے وابستہ ہوتے چلے گئے۔ اکثر لوگوں نے آپ کی نگاہ فیض اور اتباع سنت پر چلنے کی مسلسل انتھک تبلیغ سے داڑھیاں رکھ لیں۔ باجماعت نمازوں کا اہتمام

شروع کر دیا گھر گھر درود پاک کی محفلیں سجنے لگیں۔ یوں نہ صرف ہمارے گھر، خاندان بلکہ پورے شہر میں ایک واضح تبدیلی دیکھنے کو ملی۔ اسی پر بس نہیں پاکستان کے مختلف شہروں اور بیرون ملک تک آپ کی کتب ورسائل کی مفت ترسیل سے ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں کی زندگیوں میں عشق رسول ﷺ کا رنگ چڑھ گیا۔

آپ سے تقریباً 40 سالہ وابستگی میں ایک بہت بڑے عاشق رسول ﷺ اور عاشق درود پاک کے علاوہ آپ کی ذاتی زندگی کو بھی قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اخلاق کیسے تھے تو آپ نے فرمایا ''کان خلقہ القرآن'' تو اسی طرح قبلہ حضرت صاحب بھی حضور نبی کریم ﷺ کے سچے غلام تھے اور آپ کا کردار، گفتار، اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا ،لباس، کھانا، پینا، لین، دین، گفتگو، صفائی، حسن اخلاق، غرضیکہ ہر کام شریعت اور سنت کے مطابق ہوتا تھا۔

مہمان نوازی، عاجزی، درگزر اور پریشان حال کی دلجوئی آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ کسی بھی مہمان کو خالی نہیں جانے دیتے تھے۔ شدید علالت میں جب آپ بات نہیں کر سکتے تھے اس وقت بھی آئے مہمانوں کے لیے اشارے سے چائے پوچھتے تھے۔

باجماعت نماز کی اس حد تک پابندی فرماتے تھے کہ میں نے اپنی زندگی میں کسی بھی بڑے سے بڑے عالم، بزرگ کو اس حد تک باجماعت نماز کے لیے فکر مند اور وقت سے بہت پہلے آنے والی نماز کی تیاری کرتے نہیں دیکھا۔

فروری 2017ء میں آپ کے ساتھ مدینہ منورہ حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ واپسی پر کچھ احباب خصوصاً قبلہ قاری مسعود صاحب اور میاں خالد صاحب فیملی کے ساتھ وہیں رک گئے، آپ جلد واپس تشریف لے آئے تھے۔ واپسی کا سفر بھی آپ کے ساتھ کرنے کا شرف حاصل ہوا، سارا راستہ بار بار نماز کا پوچھتے رہے، کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے یا نہیں پھر طبیعت ناساز ہوئی تو میں خدام کے ساتھ آپ کو چیک کروانے شفا انٹرنیشنل ہسپتال لے گیا۔ وہاں ڈاکٹر الیاس شاکر صاحب نے چیک اپ کرنے کے بعد مجھے کہا کہ بہتر ہے ہم حضرت صاحب کو ایک دن کے لئے داخل کر لیں۔ میں نے حضرت صاحب سے عرض کی ڈاکٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ ایک رات کے لیے ہسپتال داخل ہو جائیں۔ اس بات کے جواب میں آپ نے تاریخی بات کی جو ہمیں دلوں پر لکھ لینی چاہئے۔

''تے نمازاں دا کی بنے گا'' گویا نماز کے علاوہ کسی چیز کی پرواہ نہیں میں نے عرض کیا، حضور یہاں ہم سب نمازیں باجماعت پڑھیں گے۔ آپ نے فرمایا پھر ٹھیک ہے۔ اسی ڈاکٹر الیاس شاکر صاحب کے کلینک میں عصر کی جماعت ہوئی شاید زندگی بھر پہلے کبھی اس کمرے میں جماعت نہ ہوئی ہو۔

ہم اکثر پوری فیملی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ ہمیشہ بڑی شفقت فرماتے، بچوں کے لیے خصوصی طور پر رس / کیک رس کے علاوہ بسکٹ منگواتے۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے ہر نعمت قبلہ حضرت صاحب کے قدموں سے ملی اور ہر پریشانی، تکلیف آپ کے در رحمت سے ہی دور ہوئی آپ نے میرے دونوں بیٹوں کے آگے اپنے ہاتھ جوڑے کہ نماز میں کبھی غفلت نہ

کرنا۔زندگی میں آج تک آپ نے کبھی اشارۃً بھی اپنی کسی ذاتی ضرورت یا خواہش کا اظہار نہیں کیا۔لا طامع، لا مانع اور لا جامع کا مکمل مظہر تھے۔اس مرد درویش کو لاکھوں روپے نذرانے میں آتے تھے اور سارے کے سارے فوری طور پر اشاعت دین اور دیگر دینی کاموں میں لگ جاتے تھے۔

سادات کرام سے محبت ، ان کا احترام اور ان کی خدمت میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ میں نے جب بھی آپ سے گھر تشریف آوری کے لیے عرض کیا آپ نے ہمیشہ مجھے عزت بخشی ۔ چند ماہ پہلے شدید علالت میں، آخری مرتبہ اگر کسی مرید، خدمتگار کے گھر تشریف لے کر گئے ہیں تو ہمارا گھر تھا۔ الحمدللہ آپ کا ہمارے گھر تشریف لانا ہمارے لیے عید سے بھی بڑھ کر خوشی اور سعادت کا دن ہوتا تھا۔

آپ سے جس نے جو مانگا آپ نے عطا فرمادیا۔ 2017ء میں آپ ہمارے گھر آئے آپ نے لال رنگ کے جوتے خصے پہنے تھے۔ ہمارے گھر سے جانے لگے، گاڑی میں بیٹھے تو پتہ نہیں میرے دل میں کیا خیال آیا کہ میں نے عرض کی حضور آپ اپنے خصے (جوتے) مجھے بیچ دیں آپ نے فرمایا آپ لے لیں آپ نے فوراً اتار دیئے اگر آپ فرماتے کہ میں لاکھ روپے میں بیچوں گا تو میں انکار نہ کرتا مگر آپ تحفہ عنایت فرما کر چلے گئے ۔وقت کا غوث ہمارے گھر سے ننگے پاؤں گاڑی میں بیٹھ کر چلا گیا۔ فقیری، درویشی اور سخاوت کی اس سے بڑی کیا مثال ہوسکتی ہے۔

2000ء حج سیزن شروع ہو گیا تھا۔ میں نے اس وقت تک حج نہیں کیا تھا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔آپ نے مجھے حاجی صاحب کہہ کر مخاطب فرما کر کوئی کام کہا۔ میں نے کام کر کے سوچا کہ میں آپ سے عرض کروں کہ میں نے تو ابھی حج نہیں کیا مگر یہ عرض کرنے کا موقع نہ مل سکا۔

چند روز بعد میں دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر تھا، تو پھر آپ نے مجھے حاجی صاحب کہہ کر مخاطب کیا اور کوئی کام کہا تو وہ کام کرنے کے بعد میں نے سوچا کہ عرض کرتا ہوں حضور میں نے ابھی حج نہیں کیا۔لیکن پھر عرض کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔

''میرا ایمان ہے کہ آپ اللہ کے ولی کی اجازت کے بغیر کوئی بات کرنا چاہیں بھی تو نہیں کر سکتے''۔

پھر چند دنوں بعد ہمارے دور کے تعلق والوں سے کسی صاحب کو فون آیا کہ آپ نے حج کرنا ہے۔ ہمارے پاس 2 افراد کے لیے NOC پر حج کا کوٹہ ہے۔ میں نے فوراً والدہ صاحبہ سے مشورہ کیا اور ہم نے اسلام آباد جا کر حج ویزہ لگوایا اور میں اپنی والدہ صاحبہ کے ہمراہ آخری حج کے لیے روانہ ہو گیا۔تب مجھے سمجھ آئی کہ آپ کی نگاہ بینا نے اس سال مجھے اپنی والدہ کے ساتھ میدان عرفات میں پہلے سے ہی دیکھ لیا تھا۔تو یہ سعادت حج وہ بھی والدہ کے ساتھ بھی مجھے آپ کے در رحمت ہی سے ملی۔

''بہت سی کرامات جو میری زندگی سے وابستہ ہیں لیکن طوالت مضمون کے پیش نظر یہاں نہیں لکھ رہا''

میرے والد صاحب کے وصال شریف کے بعد اکثر آپ ان کا ذکر کرتے ان کو بہت اچھے الفاظ میں یاد فرماتے اور ان کے لیے ہمیشہ دعا فرماتے۔جس سے میری دلجوئی بھی ہو جاتی

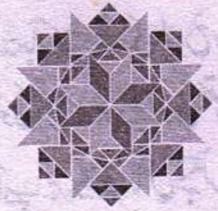
اور ان کے یقیناً قبر میں درجات بلند ہوتے آپ نے اپنے والدین کی جس طرح خدمت کی جس طرح ان کو حج کرایا، اس دور میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ آپ کی اہلیہ (قبلہ سعید احمد اسعد صاحب) کی والدہ ماجدہ طویل عرصہ بیمار رہیں۔ آپ سارا دن اپنی دینی ذمہ داریاں بڑی تندہی سے نبھاتے اور رات کو ان کی تیمارداری کرتے۔ آپ کی زندگی جہد مسلسل تھی تمام زندگی پڑھنے، پڑھانے اور جگہ جگہ درس قرآن دینے میں گزاری آپ نے بڑھاپے، بیماری اور کمزوری کو بھی اس شغف کے آڑے نہ آنے دیا جس وقت طبیعت بحال ہوتی فلاح امت کے لیے کچھ نہ کچھ تحریر فرماتے رہتے۔ درود پاک کی فضیلت کی باتیں ہوتیں تو آپ کا چہرہ گلاب کی طرح کھل جاتا اور اپنی بیماری بھول جاتے۔

آپ کا گھر اور آپ کی ذات مبارکہ سمندر کی طرح ہر وقت سب کے لیے ہر طرف سے کھلی ہوئی تھی۔ جو دیر ہوتی تھی آنے والوں کی طرف سے ہوتی تھی آپ ہر وقت مائل بہ کرم رہتے تھے۔ اسی لیے اس وقت نہ صرف پاکستان بلکہ بے شمار ممالک میں آپ کے عقیدت مند ہیں جو مسلسل رابطہ میں رہتے ہیں۔ آپ کا جنازہ اللہ کی طرف سے اعلان تھا کہ دیکھو میرا بندہ جو ساری زندگی میرا اور میرے حبیب ﷺ کا ذکر بلند کرتا رہا، آج دنیا سے پردہ کر گیا ہے۔ آؤ میرے ولی کے جنازے میں شرکت کر کے اپنی بخشش کا سامان کر لو،

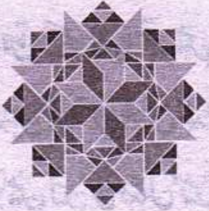
جو میرے دل میں باتیں تھیں، ان میں سے چند کا اظہار اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کیا ہے۔ الفاظ، گرائمر اور ترتیب تحریر میں بے شمار غلطیاں ہیں درگزر فرما کر معاف فرمائیں۔

شیخ محمد عامر صاحب کا خواب

بتاریخ ۲۳ جون ۱۹۹۵ء ۲۴ محرم ۱۴۱۶ھ بروز جمعہ شیخ محمد عامر گلبرگ اے فیصل آباد کو خواب آیا جو انہوں نے بیان کیا کہ میں مسجد غوثیہ گوبند پورہ سے عشاء کی نماز پڑھ کر نکلا راستے میں عشق و مستی میں ڈوب کر شعر پڑھتا آیا اور گھر آ کر سو گیا۔ پھر تقریباً دس بجے خواب میں دیکھا کہ جامع مسجد گلزار مدینہ محمد پورہ میں آیا ہوں مسجد کے اندر گیا تو حافظ شہباز صاحب ملے جب کہ نماز عصر کے بعد والی درود پاک کی محفل سجی ہوئی تھی۔ میں نے حافظ شہباز صاحب سے پوچھا یہ رونق کیسی ہے؟ انہوں نے بتایا رحمت کائنات ﷺ تشریف لائے ہوئے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ سرکار ﷺ محراب کے قریب جلوہ فرما ہیں اور دائیں آپ (ابو سعید غفرلہٗ) حاضر ہیں اور بائیں طرف قاری مسعود احمد صاحب اور ان کے ساتھ مولانا سلطانی صاحب بیٹھے ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا اور دست بوسی کی تو سرکار ﷺ نے میرے سر پر دست شفقت پھیرا نیز دیکھا کہ ہر طرف خوشبو پھیلی ہوئی ہے نیز دیکھا کہ سرکار ﷺ نے آپ (ابو سعید غفرلہٗ) کو فرمایا آپ نے جو کتابیں آب کوثر اور البرہان لکھی ہیں یہ کتابیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو سعادت بخشی ہے اور آپ کو انعام دیا ہے اس کی جزا اللہ تعالیٰ آپ کو قیامت کے دن عطا فرمائے گا نیز فرمایا کہ جو آپ نے مسجد خضریٰ میں درود پاک شروع کروایا ہے یہ بہت اچھا ہے پھر سرکار ﷺ نے آپ کی پشت پر شفقت اور رحمت کا ہاتھ پھیرا اور شاباش دی اس پر آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہاں مسجد گلزار مدینہ میں درود پاک پڑھنے والوں کے لیے جگہ کم ہے یہ سن کر سرکار ﷺ آپ کے ساتھ آپ کے کمرہ میں تشریف لے گئے اور پیچھے پیچھے قاری مسعود صاحب اور سلطانی صاحب بھی کمرہ میں داخل ہو گئے زاں بعد حافظ شہباز نے کہا احباب یہیں بیٹھیں کیونکہ اب سرکار ﷺ نے کوئی خاص بات حضرت صاحب سے کرنی ہے اس پر آنکھ کھل گئی۔



محمد ندیم داؤ داور الیاس محمود کس طرح فقیہ عصر کے حلقہ غلامی میں شامل ہوئے



کہتے ہیں کہ 1986,87 میں کراچی سے تعلیم مکمّل کرنے کے بعد واپس آیا تو قبلہ فقیہ عصر رحمتہ اللہ علیہ کے پاس عموماً فجر کی نماز پڑھنے حاضر ہوتا۔ میرے دوستوں میں محمد امجد، امیر آصف تھے۔ تو کہتے کہ کسی مرشد حق کے ہاتھ پر بیعت کرلو۔ بڑا فائدہ ہوتا ہے 1988ء میں میں گلزار مدینہ مسجد (درود شریف والی) میں اعتکاف بیٹھا۔ عید کے بعد قبلہ فقیہ عصر کے ساتھ خانقاہ فتحیہ کوٹلی آزاد کشمیر حاضر ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ میرے ساتھ قبلہ فقیہ عصر فرنٹ سیٹ اور پیچھے امیر آصف اور حافظ شہباز یعنی ہم چار لوگ حاضر ہوئے۔ تو میں نے امیر آصف سے کہا کہ میں ان کی بیعت کروں گا جو مجھے خواب میں نظر آئیں گے۔ امیر آصف نے یہ بات قبلہ فقیہ عصر کی خدمت میں عرض کردی۔ تو آپ نے بلا کر فرمایا روزانہ رات وضو کر کے سویا کرو، مسئلہ حل ہو جائے گا۔ میں نے جناب کے حکم پر کوٹلی میں ہی عمل شروع کر دیا۔ کوئی ایک مہینہ گزرا کہ مجھے حضور صابر پیا کلیر شریف انڈیا کا مزار پرانوار نظر آیا۔

میں نے قبلہ فقیہ عصر کی خدمت میں عرض کیا۔ تو فرمایا یہ بہت دور ہے۔ ابھی انتظار کرو۔ چونکہ میرا معمول تھا کہ روزانہ فجر کی نماز محمد پورہ میں جناب کے ساتھ ادا کرتا اور آپ کا درس سنتا تھا اگر کسی دوسرے محلّہ میں درس قرآن ہوتا۔ تو میں آپ کے ساتھ وہاں بھی حاضر ہوا کرتا تھا۔ تقریباً 3 ماہ گزرے ہوں گے کہ ایک خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا ہال ہے اور وہ تمام نور سے بھرا ہوا ہے۔ نور ہی نور نظر آتا ہے اس دوران میں نے دیکھا کہ سفید ریش سینکڑوں لوگ مراقبے کی حالت میں بیٹھے ہیں میں دروازے سے ہال میں داخل ہوتا ہوں سامنے کرسی پر قبلہ فقیہ عصر تشریف فرما ہیں۔ مراقبے میں موجود لوگ قبلہ فقیہ عصر کی طرف چہرہ کئے بیٹھے ہیں اور میری طرف پشت ہے آپ دیکھ کر فرماتے ہیں۔ ندیم آگے آجاؤ۔ اور آنکھ کھل جاتی ہے۔

صبح حاضر ہو کر آپ کے حلقہ غلامی میں شامل ہو جاتا ہوں غلامی میں شامل ہونے کے بعد کثرت سے حاضری ہونے لگی۔ شادی ہوئی اور جب بیٹا محمد خضر پیدا ہوا تو حاضر ہو کر عرض کیا نام تجویز فرمادیں۔ آپ خوش ہوئے فرمایا آپ کے والد کیسے ہیں عرض کیا۔ ٹھیک ہیں۔ فرمایا ان کا خیال رکھا کرو۔ نام بھی انہیں سے پوچھ کر رکھو۔ اور آئندہ جتنے معاملات ہیں ان کی مشاورت سے کرنے ہیں اور میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

راقم الحروف (محمد افضل سعید) احباب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہے کہ حقیقی اہل اللہ یہی ہیں جو اولاد کو والدین کی خدمت، محبّت، احترام، وقار اور عزت کا درس دیتے ہیں۔ وگرنہ جاہل لوگ مشائخ اور علماء کا لبادہ اوڑھ کر سادہ لوح عوام کو

والدین سے دور کر کے اپنی جعلی کرامات سنا کر دین سے دور کرتے ہیں۔ احباب کو ایسے لوگوں کے قریب بھی نہ جانا چاہیے۔ تاکہ دین سلامت رہے۔

محمد ندیم داؤد کے بھائی اور میرے دوست، مہربان محمد الیاس محمود بھی قبلہ فقیہ عصر کے غلاموں میں شامل ہیں۔ آپ 1986ء میں انگلینڈ تعلیم حاصل کرنے کے لیے جانے سے پہلے اپنے بڑے بھائی حاجی محمد سلیم داؤد کے ہمراہ قبلہ فقیہ عصر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ کہتے ہیں میری زندگی کی بہاریں قبلہ فقیہ عصر کی غلامی میں داخل ہونے کی وجہ سے ہیں۔ میں نے اپنی زندگی میں آپ کے فیوض و برکات مشاہدہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس خاندان کے سربراہ حاجی محمد داؤد کو صحت و عافیت کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے اور اس خاندان کے تمام افراد کو اللہ تعالیٰ خیر و برکات سے نوازے اور قیامت کے دن قبلہ فقیہ عصر کی سنگت میں جنت الفردوس عطا فرمائے۔

(آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

دعا گو: محمد افضل سعید

ایک واقعہ

فقیر نے سیدی محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک پر سلسلہ قادریہ میں بیعت بھی کی اور پھر جب 1955ء میں فقیر والدین کریمین رحمتہ اللہ علیہما کی معیت میں حج کے لیے روانہ ہونے والا تھا تو سیدی محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ نے میری دلائل الخیرات شریف پر اجازت نامہ بھی اپنے دست مبارک سے لکھ دیا۔ لیکن افسوس کی دوسرے یا تیسرے سال بڑے بھائی ڈاکٹر محمد شریف صاحب حج پر جانے لگے تو وہ میرے والی دلائل الخیرات شریف ساتھ لے گئے اور جب واپس آئے تو بتایا کہ وہ مجھ سے راستہ میں گم ہوگئی ہے۔ جس کا مجھے بہت ہی افسوس ہوا۔ لیکن صبر و شکر کے سوا چارہ نہیں ہے۔

مردِ کامل

فقیہ عصر حضرت قبلہ مفتی محمد امین رحمتہ اللہ علیہ

از: محمد ارشد القادری

اس میں کوئی شک نہیں اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق لائق التفات ہے۔ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی وحدت پر دال ہے۔ اس کائنات کا اصلی حسن حضرت انسان ہے۔ انسانوں میں بھی وہ لوگ یقیناً لائق صد احترام ہیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ سید عالم کے بعد قیامت تک نیا نبی ہرگز نہیں آئے گا۔ جو کوئی ایسا دعویٰ کرے گا وہ کذاب ہوگا۔ اب حشر تک مصطفیٰ کریم ﷺ کا زمانہ ہے۔ امت مسلمہ کسی اور کو اس میدان میں گوارا نہیں کر سکتی۔ اب اس جہاں میں وہی عزتیں پائے گا جو سرور عالم نور مجسّم رحمت عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ناموس پر فدا ہوگا۔ آپ کی ختم نبوت پر غیر متزلزل ایمان رکھنے والا ہوگا اور اس عقیدہ کو ہمہ وقت نشر کرنے والا ہوگا۔

مرد کامل

یوں تو امت مسلمہ میں لاتعداد مردان حق موجود ہیں جو سید عالم ﷺ کی عزت و ناموس اور آپکی حرمت پر فدا مگر اس زمانہ میں ایک ایسا مرد کامل موجود تھا جس کی ساری زندگی نشر دین اور پاسبانی مقام رسالت میں گذری۔ اس عظیم شخصیت کا نام نامی حضرت مولانا مفتی محمد امین نقشبندی قادری تھا۔ وہ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد قادری چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد رشید تھے انہوں نے طویل عرصہ تک سرزمین فیصل آباد پر عشق و محبت رسول اکرم ﷺ کے ڈنکے بجائے۔ تقاریر بھی فرمائیں اور تحریر کے ذریعے بھی خوب خوب خدمت دین کا فریضہ سرانجام دیا ایسے ہی لوگوں کے لیے اقبال مرحوم نے کہا تھا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ختم بخاری شریف کے موقع پر فقیر (راقم الحروف) حضرت مولانا مسعود احمد حسان صاحب کی دعوت پر بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھانے کے لیے جامعہ امینیہ رضویہ حاضر ہوا تھا، اس موقع پر حضرت مفتی محمد امین رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ وقت گزارنے کا موقعہ ملا تھا۔ انکا بیٹھنے کا انداز انکے بات کرنے کا انداز، انکے قلم پکڑنے کا انداز، انکے آنے والے کو مرحبا کہنے کا انداز انفرادیت کا جوہر تامہ رکھتا تھا۔ انہیں دیکھ کر یہ احساس پیدا ہوتا تھا کہ جیسے تکبّر، غرور، خودغرضی، خود پرستی اور ہوس مال و زر کبھی ان کے قریب سے بھی نہیں گزرے۔

صبر و استقامت کا پہاڑ

جب طبیعت زیادہ خراب ہوئی ڈاکٹرز ہسپتال لاہور لایا گیا یہ فقیر عیادت کی غرض سے حاضر ہوا۔ حضرت مولانا سعید احمد اسعد موجود تھے اور غم سے نڈھال نظر آتے تھے۔ بے اختیار

آنسو بہہ رہے تھے۔ان سب کے باوجود زبان پر کوئی کلمہ ناشکری ہرگز نہ تھا وہ اس وقت بھی صبر واستقامت کا پہاڑ نظر آرہے تھے حالانکہ ایسے موقعوں پر صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے مگر کیا مجال جوان کی کسی ادا سے شکوہ شکایت ظاہر ہورہا ہو۔بس اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری ہی شکر گزاری تھی یہ تھا اس تربیت کا اثر جواُن کے والد گرامی حضرت مولانا مفتی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی تھی۔اسی کو ایمان کی حلاوت کہا جاتا ہے۔میں نے قبل از وصال حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ڈاکٹرز ہسپتال لاہور میں دیکھا۔میں نے وہاں موجود علماء کرام سے پوچھا جب سے آپ کی طبیعت خراب ہوئی ہے کیا اس دوران کبھی ہوش بھی آیا اور کچھ فرمایا بھی۔ان احباب کا کہنا یہ تھا کہ ہاں اس دوران بھی افاقہ ہوا اور آنکھیں بھی کھولیں ارد گرد دیکھا اور دعا کی بس یہی ہم نے مشاہدہ کیا۔

یہ ہے عمر بھر کی عادت کہ جب سو کر اٹھے تو اللہ تعالیٰ کی حمد اور امام الانبیاء ﷺ پر درود شریف بھیجتے۔اسی طرح جب سونے کے لیے لیٹتے تو اپنے رب تعالیٰ کی حمد اور سرورِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں درود وسلام بھیجتے۔وہی عمر بھر کی عادت آخر حالت نزع میں بھی اپنی جلوت دکھارہی تھی کمال اطمینان، بے انتہاء سکون اور تسکین کا یہ عالم کہ عیادت کو آنے والے ان کی اس حالت کو دیکھ کر سکینہ محسوس کرتے۔

اس کو ایمان کی حلاوت کہا جاتا ہے۔اسی کا نام ایمان کی سلامتی ہے۔اسی کو دنیا وآخرت کی بھلائی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔یہی وہ کیفیت ہے جو کسی بندہ مومن کی اپنے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت پر دال ہوتی ہے۔اسی کیفیت کو فوز کبیر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔کسی بھی شخصیت کا جائزہ لینے کے بعد چند مخصوص زاویوں سے دیکھنا ضروری ہوتا ہے۔وہ یہ ہیں۔

(۱) انکا خاندان
(۲) انکے والدین
(۳) انکے اساتذہ
(۴) انکی اپنی اولاد
(۵) انکے شاگرداور مریدین
(۶) انکی تحریریں
(۷) انکا عمل علی السنہ
(۸) انکی اپنی زندگی کی گفتار
(۹) انکی بابت انکی اولاد انکے شاگرد مرید کیا کہتے ہیں۔
(۱۰) انکے معاصرین کی ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔

نمبر 1: کسی بھی شخصیت کا صحیح جائزہ اسی وقت لیا جاسکتا ہے اور اس کی عظمت، اس کے وقار اور اس کی شان وشوکت کو اسی وقت پہچانا جاسکتا ہے جب ان کے خاندانی پس منظر کو بنظر غائر دیکھا جائے۔مفتی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق بھٹی (راجپوت) خاندان سے تھا۔یہ خاندان پھالیہ کے قریب پھلے شاہ داکوٹ میں آباد تھا۔ایک زمانہ ایسا آیا کہ اس علاقے میں قحط پڑ گیا۔ان حالات میں یہ خاندان مجبوراً وہاں سے ہجرت کر کے علاقہ نواب صاحب لاہور منتقل ہوگیا۔یہ 1914ء کا واقعہ ہے۔مفتی صاحب قبلہ کے والد ماجد کا نام الحاج غلام محمد تھا جو ایک ماہر حکیم تھے۔علاقہ نواب صاحب میں آنے کے بعد حکیم صاحب ایک تو زمینداری کرنے

لگے، دوسرا حکیم ہونے کے ناطے خدمت خلق بھی کرنے کا موقعہ ملا تیسرا اس علاقہ میں لوگوں کی دینی رہنمائی کرنے کے لیے وہاں کی امامت بھی آپ ہی نے اپنے ذمہ لے لی۔

قبلہ مفتی صاحب کی ولادت

چنانچہ حضرت مولانا محمد امین صاحب یکم مارچ 1926ء ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۴۴ھ اس جہان رنگ و بو میں جلوگر ہوئے۔ ابتدائی تعلیم علی رضا آباد میں حاصل کی۔ شرقپور شریف میں بھی پڑھتے رہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی اساتذہ کرام سے استفادہ کیا۔ لیکن علم کا معنی، حکمت کا مطلب، معرفت کی جانکاری اس وقت ہوئی جب عاشق صادق رسول ﷺ حضرت مولانا محمد سردار احمد محدث اعظم پاکستان کی خدمت میں حاضری کا موقعہ ملا۔

دین کے اصولوں پر کاربند

جیسا کہ میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ آپ کا خاندان، ایک غیرت مند خاندان تھا، اس خاندان میں خدمت خلق کی خوبیاں نمایاں تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ تلاش رزق حلال میں ہمہ وقت مصروف رہنے والے لوگ تھے یہ اتنی بڑی خوبی ہے کہ جس کو ہرگز فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اہل علم پر واضح ہے کہ اصول دین تین ہیں۔

(۱) تمام عقائد و اعمال میں تبع رسول ﷺ

(۲) رزق حلال

(۳) ہر نیک کام کرنے سے پہلے نیت بھی نیک ہونا

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی، حکیم غلام محمد صاحب، اپنی ذات میں انجمن تھے۔

(۱) وہ زمینداری کرتے تھے۔

(۱) وہ حکمت کرتے تھے۔

(۳) مسلمانوں کی امامت کا فریضہ بھی خود سرانجام دیتے تھے۔

آپ کا خاندان اور خصوصاً آپ کے والدین راسخ العقیدہ مسلمان تو تھے ہی اس کے ساتھ خدمت انسانیت کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ یہی وہ جذبہ صادقہ ہے جس نے ان کے فرزند ارجمند کو ایک عظیم انسان بنا دیا تھا۔ پابند صوم صلوٰۃ، حق گوئی، بے باکی انہوں نے اپنی والد گرامی سے ہی سیکھی تھی۔ پھر اس پر چمک اس وقت آئی جب اس کمال کو قطب زمانہ امام الفنون حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے صیقل کیا۔

بلند پایا اساتذہ سے تربیت پائی

کسی بھی شخصیت کے سنوارنے میں جہاں اس کے والدین کا کردار بہت اہم ہوتا ہے اس کی شخصیت کو صیقل کرنے میں اس کے اساتذہ کا کردار شاید والدین سے بھی زیادہ اہم ہوتا ہے۔ قبلہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں اپنے والدین کی آغوش رحمت میں پرورش پائی وہاں آپ نے بہت سارے اساتذہ کرام سے بھی فیض پایا۔ ان اساتذہ میں بڑے بڑے حضرات شامل ہیں جن میں سے ایک بابرکت شخصیت مولانا غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے۔ لاریب کہ مفتی صاحب رحمۃ للہ علیہ نے ان سے بے پناہ فیض پایا۔ بعض شیوخ طریقت سے بھی بہت استفادہ کیا۔ ان بزرگوں سے منازل سلوک کی خوب خوب تربیت پائی۔ یقیناً منازل سلوک کو طریقہ صوفیاء پر

ترتیب سے ہی طے کیا ہوگا۔

اصل و فرع پر عبور محدث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی خاص نظر کا نتیجہ تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ کی شخصیت پر نکھار اس وقت آیا جب آپ کو حضرت مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد محدث اعظم پاکستان جیسے استاد کی صحبت نصیب ہوئی۔ انہی کی شاگردی میں آکر آپ نے اصل و فرع پر عبور حاصل کیا۔ قرآن و حدیث کے علوم پر مہارت حاصل کی اور وہ سب کچھ جانا جو ایک معتبر عالم کی شان ہوتی ہے۔ حصول علم و فن میں خوب دلچسپی لی اور جو کچھ پڑھا اس پر عمل بھی کیا، یہی وہ کمال تھا جس نے آپ کو اپنے ہم زمانہ علماء میں ممتاز کیا۔ یہ محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کی تربیت کا اثر تھا کہ آپ کو اپنی بات کہنے کا وہ طریقہ آگیا تھا جو ضرورت زمانہ تھی، گفتار کی وہ پختگی آگئی تھی جو ہر ذی شعور کو متاثر کیے بغیر رہنے نہ دیتی تھی۔ طبیعت میں وہ سنجیدگی اور متانت آگئی تھی جو اپنے زمانے کے بڑے بڑے صاحبان علم و فن کو حیران کر گئی۔ اپنی بات کہنے کا وہ سلیقہ آگیا جو ہر کسی کو اپنی جانب مائل کر لیتا تھا۔ یہ سارے کمالات جو حضرت مولانا مفتی محمد امین رحمتہ اللہ علیہ کی ذات میں ودیعت تھے اور آپ کی تقریر سے ہویدا تھے۔ محدث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی نظر کیمیا گر ہی کا فیضان بے مثال تھا۔

یوں تو ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ علم و فن سے مزین کرتا ہے۔ اس میں یہ جوہر کمال رکھ دیتا ہے کہ جو اس کے پاس ہے وہ اس نعمت کو اپنے شاگردوں تک منتقل کرے۔ اب اس ملکہ کو رب کی مرضی ہے، کسی میں کتنا اور کیسا رکھتا ہے۔ بہر حال یہ کمال ہوتا ہر جگہ ہے۔ واللہ! باللہ!! تاللہ یہ ملکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محدث اعظم رحمتہ اللہ علیہ میں جس طرح رکھا تھا وہ واقعی قابل ستائش و آفریں تھا۔ ایک پہلو ہے کہ مربی باکمال تھا لیکن مربی (تربیت کرنے والا) اگرچہ باکمال ہو لیکن شاگرد میں اپنے استاد سے استفادہ کا ملکہ نہ ہو تو بھی کچھ آگے منتقل نہیں ہوتا۔

حضرت مولانا محمد داؤد رضوی کے کلمات الثنا

فیض دینے والا صاحب کمال ہو تو فیض لینے والا بھی باکمال ہوتا ہے۔ اگر استاد ماہر اصل و فرع ہو تو شاگرد کو بھی عقائد کے جہاں کی قدر دانی آنی چاہیے۔ مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے جنازہ کے موقعہ پر دھوبی گھاٹ فیصل آباد میں جب اظہار خیال کے لئے حضرت مولانا محمد داؤد رضوی ابن حضرت مولانا ابو داؤد محمد صادق رضوی (شاگرد رشید حضرت محدث اعظم رحمتہ اللہ علیہ) کو کہا گیا تو انہوں نے دوران خطاب بڑی پیاری بات کی وہ فرمانے لگے۔ میرے والد گرامی اور حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب رحمتہ اللہ علیہ یہ ان نفوس قدسیہ میں سے ہیں جنہوں نے پاکستان بننے کے بعد فیصل آباد آمد پر اولاً دورہ حدیث شریف حضرت محدث اعظم پاکستان سے کیا، بعد میں تو ہزاروں علماء نے اکتساب فیض کیا۔ لیکن محدث اعظم کے اولین فیض یافتگان میں میرے ابا حضور اور جناب مفتی محمد امین رحمتہ اللہ علیہ شامل ہیں۔

قبلہ مفتی صاحب کی اولاد بھی باکمال ہے

یہ حقیقت ثابتہ ہے کہ مفتی محمد امین صاحب کو رب تعالیٰ نے بے شمار نعمتوں سے نوازا تھا۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے بطور استاد مربی حضرت محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت کا

شرف بخشا وہاں رب کریم نے کمال فیاضی کا مظاہرہ فرمایا کہ ان کو اولاد بھی بڑی باکمال عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے صاحبزادوں کو بھی علم وفن میں مہارت عطا کی اور وہ باکمال دیانت کے ساتھ خدمت دین وملت میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو مزید برکتیں عطا فرمائے۔ یہ بہت کم دیکھا گیا ہے کہ والد جس طرح کسی شعبے میں کام کرے اولاد بھی اسی شعبے کو اختیار کرے۔ خصوصاً اگر باپ عالم دین ہو، اولاد بھی اسی روش باکمال کی نگہباں ثابت ہو۔ وللہ الحمد کہ حضرت مفتی محمد امین صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے جس طرح خود دین متین کی خدمت کی اور اپنی ساری زندگی اسی خدمت میں صرف کردی حتی کہ خدمت دین و ملت کے یہی جذبات سعیدہ لیکر اپنے رب کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوگئے۔ ایسے ہی ان کی اولاد بھی اپنے والد گرامی کے صحیح نقش قدم پر نظر آتی ہے۔ ان کے صاحبزادے۔ جس انداز میں دین وملت کی ترقی اور اقدار اسلام کی بحالی کے لیے کام کررہے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ وہ سب ہی پر خلوص اور باوفاء ہیں۔ ان میں یہ کمال ان کے والد گرامی کا عطیہ ہے کہ وہ اپنی سیرت و کردار میں اپنے والد گرامی کے پرتو نظر آتے ہیں۔ ان کی شخصیات نہایت شستہ ہیں وہ سب گفتار و کردار میں اپنی مثال آپ ہیں۔ خدمت خلق، خداترسی ان کے رگ وپے میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے یہ جوہر بدرجہ اتم ودیعت کیا ہوا ہے کہ وہ سب حق گو، حق سناش اور حق پرست ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ بحیثیت بیٹا، بحیثیت باپ، بحیثیت استاد، بحیثیت مرشد جس زاویے سے بھی دیکھا جائے وہ مقام اعلیٰ پر نظر آتے ہیں۔

آسمان علم و حکمت کے مہتاب

یہ حق ہے کہ حضرت مفتی محمد امین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اگر ان کے خاندانی تناظر میں دیکھا جائے تو بے مثال، اگر ان کے والدین کے تناظر میں دیکھا جائے تو باکمال، اگر انکے اساتذہ کے تناظر میں دیکھا جائے تو صاحب کمال، اگر ان کو ان کی اولاد کے تناظر میں دکھا جائے تو آسمان علم وحکمت کے سراج ومہتاب، اگر ان کو ان کے شاگردوں اور مریدوں کے تناظر میں دیکھا جائے تو فائز مقام استقرار، اگر ان کو انکی اپنی ہی زندگی کے تناظر میں دیکھا جائے تو مومن باکردار، اگر ان کو انکی اپنی تحریروں کے تناظر میں دیکھا جائے تو احقاق حق اور ابطال باطل کے ماہر نبض شناس، اگر ان کو عمل علی السنہ کے تناظر میں دیکھا جائے تو زندگی کا ایک ایک پل سرور عالم حضرت محمد ﷺ کی سنت پر عمل اور آپ کی محبت سے سرشار، اگر ان کو ان کے معاصرین کے تناظر میں دیکھا جائے تو سب ان کی حق گوئی، بے باکی کے قائل وطرفدار۔

ہر انسان کی محنت کا سب سے بہترین ثمر اس کی اولاد ہوتا ہے۔ یہی وہ عظیم الشان نتیجہ ہے جو کسی انسان کی صحیح عکاسی کرتا ہے اسی سے پتہ چلتا ہے کہ کسی انسان کی اپنی زندگی کس قدر نظم میں گزری، اس کی اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا معیار تھا۔ اگر کسی انسان، کسی مرد مومن کی عمدہ صفات، عقائد وعمل میں راسخ نظر آتی ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مذکورہ مرد حق کی اپنی زندگی یقیناً اللہ ورسول ﷺ کی سنت مطہرہ میں ڈوبی ہوئی تھی۔

ایک ماہر مدرس کی گفتار

کسی بھی شخصیت کی گفتار کا جائزہ لیتے وقت دیکھا جاتا ہے کہ انہوں نے بطور استاد و شیخ جن افراد کی تربیت کی ان کے اخلاق و اعمال کیسے ہیں۔ جس قدر اخلاق و اعمال میں ان کے شاگرد و مرید اعلیٰ ہونگے اسی قدر ان کا مربی صاحب علم و مرتبت ہوگا۔ حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد و مرید اپنے اخلاق و اعمال، پیکر صدق و صفا نظر آتے ہیں۔ ان نفوس قدسیہ میں، سید زاہد علی شاہ، حضرت علامہ مولانا عبد الحکیم شرف قادری رحمتہ اللہ علیہ، حضرت مولانا علامہ شمس الزماں قادری رحمتہ اللہ علیہ بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ یہ دونوں حضرات راقم الحروف کے بھی استاد ہیں۔ میں نے ان بزرگوں سے بہت کچھ استفادہ کیا۔ علامہ عبد الحکیم شرف قادری رحمتہ اللہ علیہ تو وہ عظیم شخصیت ہیں جنہوں نے اس فقیر کو قلم پکڑ کر لکھنا سکھایا تھا۔ حضرت مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مریدین بھی سنت کے پیکر ہیں۔ ان کی زندگیاں بھی محبوب رب کی محبت و اطاعت میں گزر رہی ہیں۔

جن احباب نے آپ سے اسباق پڑھے وہ سب کے سب تدریس کرنے کے لائق ہو گئے۔ استاد بھی ایسے کہ خود صاحب کمال ہو گئے۔ ان کی تدریس نے ان کو بلوغ المرام تک پہنچایا، وہ سب شہرت کی بلندیوں تک جا پہنچے۔ یہ حضرت مفتی صاحب کے لیکچروں کا ہی اثر تھا کہ وہ جیسے جیسے کوئی علم و فن اپنے شاگردوں کو پڑھاتے جاتے ویسے ویسے وہ سب کو یاد ہوتا جاتا۔ یہ سب آپکی گفتار کی ہلکی سی جھلک ہے۔

کسی بھی شخصیت کے مقام کا جائزہ لیتے وقت جہاں انکے خاندان سے آگاہی، ان کے والدین کے اخلاق (اعمال) سے آگاہی، ان کے اساتذہ کرام کے اخلاق و اعمال سے آگاہی، ان کی اولاد کے اخلاق و اعمال سے آگاہی ہونی چاہیے۔ اسی طرح ان کی گفتار سے آگاہی بھی ضروری ہے۔ ایسے ہی ان کے قلم سے نکلے ہوئے جملوں اور پیراگرافوں سے آگاہی بھی ضروری ہوتی ہے۔ تاکہ مذکورہ شخصیت کو ان کی اپنی کیفیات کے آئینے میں بھی دیکھا جا سکے۔

مقام عبور و استقرار کے شناسا

فقیہ عصر قبلہ مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اگر ان کی تحریروں کے آئینے میں دیکھا جائے تو اس آئینے میں ان کی تصویر اور بھی خوبصورت اور حسین ترین نظر آتی ہے بلکہ وہ اپنی گفتار کے آئینے کی نسبت اپنی تحریر کے آئینے میں زیادہ پیارے لگتے ہیں۔ اس کیفیت میں ان کو دیکھ کر دیکھنے والا خود صاحب کیفیت ہو جاتا ہے۔ جس کی تحریر کسی قاری کو اس مقام تک پہنچا دے کہ وہ بھی صاحب کیف ہو جائے۔ آپ خود اندازہ لگائیں صاحب تحریر کی اپنی کیفیت کیا ہوگی اور ان کے اپنے کیف کا عالم کس بلندی پر ہوگا۔ یقیناً ایسا صاحب تحریر مقام عبور سے گذر کر مقام استقرار کے اندر داخل ہو چکا ہوگا اور وہاں کی خوب سیر کرتا ہوگا۔ یاد رہے مقام عبور اور مقام استقرار یہ دونوں منازل سلوک میں سے دو الگ الگ مقامات ہیں۔ ان سے وہ تمام صوفیاء آگاہ ہیں۔ جنہوں نے منازل سلوک کسی صاحب اولاد الا جازہ والخلافہ مرد حق آگاہ سے طے کی ہوں۔ ان کا تعلق سلسلہ عالیہ چشتیہ سے ہو، سلسلہ عالیہ

نقشبندیہ سے ہو، سلسلہ عالیہ سہروردیہ سے ہو یا سلسلہ عالیہ قادریہ سے یکساں ہو۔ مذکورہ مقامات سب سلاسل کے ہاں نگہبان و مشترک ہیں۔ اگر ان منازل سلوک کو اس زمانے میں کوئی سالک طے کرنا چاہیے۔

مخلوق رب کشاں کشاں چلی آتی

کسی بھی شخصیت کے مقام و مرتبے کا صحیح تعین کرنے کیلئے جہاں اور بہت سارے زاویے ہوتے ہیں جن کو دیکھ کر مطلوبہ شخصیت کا درست حدود اربعہ یعنی اعلیٰ مرتبت کو جانچا جا سکتا ہے۔ وہاں ایک عظیم ترین زاویہ انکا عمل علی السنہ ہے اور یہ سب سے اعلیٰ اور سب سے عمدہ زاویہ ہے جس کے ذریعے کسی مرد حق کی شخصیت اور اس کے مقامات علمی و روحانی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ قبلہ مفتی محمد امین صاحب رحمتہ اللہ علیہ جہاں اور بہت سارے کمالات کے جامع تھے وہاں ان کا عمل علی السنہ انکی ولایت پر دلالت کرتا ہے۔ وہ اپنی مستعار کو اپنے پیارے آقا و مولیٰ کی سنت میں اس طرح غرقاب کر چکے تھے کہ ان میں مکمل سنت رسول ﷺ ہی کا غلبہ نظر آتا تھا یہی غلبہ ان کی شخصیت میں جاذبیت پیدا کرتا تھا اور ہر کوئی زیارت و ملاقات کا خواہاں رہتا تھا اور جو کوئی ایک بار زیارت و ملاقات سے مشرف ہو جاتا وہ بار بار ملنے کی تمنا کرتا۔ مخلوق رب کشاں کشاں چلی آتی یہ سب برکتیں عمل علی السنہ کی بدولت تھیں۔ یہی وہ معیار ہے جو کسی مرد مسلماں کے لیے اس کے خالق و مالک کی قربت کا باعث بنتا ہے یہی وہ خوبی ہے جو ایک مسلمان کو بیک وقت اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مقبول بنا دیتی اور مخلوق رب میں بھی مقبولیت عطا کر دیتی ہے۔ یہی وہ معیار ہے جس کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ فلاں بندہ اللہ تعالیٰ کا کتنا چہیتا ہے اور فلاں بندہ اللہ تعالیٰ کا کتنا پیارا ہے یقیناً وہی بندہ اللہ تعالیٰ کا پیارا ہوتا ہے جو بندہ اپنے آپ کو سنت کے سانچے میں ڈھال لیتا ہے اس تناظر میں اگر تھوڑا سا غور کیا جائے تو قبلہ مفتی محمد امین صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مقبول تھے۔ مخلوق رب کریم میں بھی مقبولیت حاصل تھی۔ آپ اللہ تعالیٰ کے بھی پیارے تھے اور مخلوق رب جلیل کو بھی بہت پیارے لگتے تھے۔ اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد دھوبی گھاٹ فیصل آباد میں ان کی نماز جنازہ ادا کرنے والے بے شمار مسلمانوں کا اجتماع اس بات کا منہ بولتا ثبوت تھا کہ وہ رب اعلیٰ کے کتنے مقبول تھے اس کی مخلوق میں کس قدر قابل عزت و احترام تھے۔

بنا کر دند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طنیت کر

مفتی صاحب کی وفات حسرآیات

حضرت مولانا مفتی محمد امین رحمتہ اللہ علیہ، یکم مارچ 1926ء کو پیدا ہوئے اور 3 جنوری 2018ء کو وصال فرمایا، جبکہ ہجری سن کے اعتبار سے 10 شعبان 1344ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۵ ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ کو وصال فرمایا۔ اس طرح سن اعتبار سے 90 سال 10 ماہ عمر پائی اور ہجری کے اعتبار سے ۹۴ سال آٹھ ماہ عمر پائی۔ آخر یہ آفتاب علم و فن اور عظیم روحانی شیخ کے مصداق اس عالم فانی کو روشن کر کے غروب ہو گیا۔ نماز جنازہ مسلمانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔

قبلہ مفتی محمد امین صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے 3 جنوری

2018ء کو اس دنیا فانی سے رحلت فرمائی اور 4 جنوری بروز جمعرات کو ظہر و عصر کے درمیان دھوبی گھاٹ فیصل آباد میں انکی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ کا منظر قابل دید تھا۔ ظہر سے قبل ہی اہل اسلام نماز جنازہ میں شرکت کے لیے جوق در جوق دھوبی گھاٹ پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ اس نماز جنازہ میں مسلمانوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی ایسا اجتماع نماز جنازہ شاید کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ واقعی مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ کا منظر مسلمانوں کا اپنے اکابر کے ساتھ ایسا والہانہ عقیدت کا اظہار تھا جس کو مدتوں یاد رکھا جائے گا۔ اس موقعہ پر مجھ فقیر کو کچھ کہنے کا کہا گیا میں اسٹیج پر گیا تو چاروں اطراف میں دیکھا ہر جانب انسان ہی انسان تھے دھوبی گھاٹ فیصل آباد کچھا کچھ بھر گیا تھا لوگ سڑکوں پر نماز جنازہ کی ادائیگی کے لیے تھے۔ اردگرد جو بازار بڑی سڑک سے ملحق تھے وہ بھی سب کے سب بھر گئے تھے آج ایک ایسا جنازہ آ رہا تھا جس جنازے نے قطب عالم حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد محدث اعظم پاکستان کے جنازے کی یاد تازہ کر دی تھی۔ میرے شیخ کریم حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالرشید قادری رضوی محدث سمندری فرمایا کرتے تھے۔ محدث اعظم کی ذات سے لوگوں کو اس قدر عقیدت ہے یہ اس دن پتہ چلا جب انکی نماز جنازہ ادا کرنے کے لیے مسلمان نکلے۔ سارا پاکستان ہی حضرت محدث اعظم کی نماز جنازہ کا منتظر دیکھا، یہ نظارہ دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ سارا پاکستان فقیہ عصر مفتی صاحب قبلہ کے ساتھ بے حد عقیدت رکھتا ہے تمام مسلمانان پاکستان ان کی نہ صرف زبانی قدر کرتے ہیں بلکہ دل و جان ان پر نچھاور کرتے ہیں۔ مجھے پوری امید ہے کہ اہل اسلام حضرت مولانا مفتی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اپنی عقیدتوں کو قائم رکھیں گے اور ان سے ہمیشہ وفا کریں گے۔ ان کی اولاد لائق ہے ان سے والہانہ عقیدت کی جائے۔ ان سے محبت کی جائے، ان سے دائمی وفا کی جائے، انکے دینی کاموں میں ان سے بھرپور تعاون کیا جائے، ان کی مساعی جمیلہ میں انکو ہدیہ تبریک پیش کیا جائے۔ مفتی صاحب قبلہ کی اولاد کی محبت رسول ﷺ کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ وہ ہمہ وقت خدمت دین کے جذبہ سے سرشار رہتے ہیں۔ بطور مثال! کئی سال ہوئے میری ملاقات جناب حضرت علامہ قاری محمد مسعود احمد حسان سے ایک جلسہ میں ہوئی۔ مجھے کہنے لگے آجکل کیا مصروفیات ہیں کہا موضوعات ہیں موضوعات پر لکھتا رہتا ہوں اور کئی کتابوں کا ذکر بھی کیا کہنے لگے آپ کوئی بڑا کام کریں مثلاً ترمذی شریف پر کام شروع کر دیں، چنانچہ میں نے کام شروع کر دیا اور الحمدللہ ان کی تحریک پر فیوض النبی شرح جامع ترمذی کے نام سے شرح لکھی گئی۔

مفتی صاحب قبلہ کی ساری اولاد لائق تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو برکتیں عطا فرمائے۔ امین۔ قبلہ مفتی رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ ان کے صاحبزادے حضرت علامہ محمد سعید احمد اسعد نے پڑھائی۔

بنا کردند خوش رسمے، بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

محمد ارشد القادری

29 ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ، 16 جنوری 2018ء

کچھ یادیں کچھ باتیں

از: حافظ عبدالقادر ہاشمی (انگلینڈ)

مئی 1976ء میں یہ ناچیز اپنے والد محترم حضرت علامہ مولانا حافظ غلام دستگیر صاحب مرحوم ومغفور کی معیت میں جہلم سے اس وقت کے لائل پور اور آج کے فیصل آباد جانے کے لیے بس پر سوار ہوئے۔ رات عشاء کے بعد روانگی ہوئی اور صبح فجر کے ٹائم اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ جامع مسجد گلزار مدینہ محمد پورہ میں جب ہم پہنچے تو پہلی مرتبہ حضرت قبلہ فقیہ العصر رحمتہ اللہ علیہ کا دیدار نصیب ہوا۔ چمکتا ہوا نورانی چہرہ، سجدوں سے مزین کشادہ جبین اور دل آویز مسکراہٹ دیکھ کر قلب مغموم کو سکون نصیب ہوا۔ پھر شب و روز اس عظیم شخصیت کے جوار رحمت میں بسر ہونے لگے۔ آپ کا بابرکت وجود شریعت و طریقت کا ایک خوبصورت امتزاج تھا۔ آپ کے ارشادات سن کر اور دیدار کی سعادت حاصل کر کے اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ بڑے محبت بھرے انداز میں طلباء کی اصلاح فرمایا کرتے تھے۔ اکثر اوقات ہم طلباء پنکھے اور لائٹیں جلتی ہوئی چھوڑ کر کمروں سے باہر چلے جاتے آپ خود تشریف لا کر انہیں بند کرتے اور فرماتے یہ فضول خرچی کے زمرے میں آتا ہے۔ سخت گرمی کے موسم میں جب مہمان آپ کے پاس تشریف لاتے تو پنکھا چلتا رہتا جیسے ہی وہ چلے جاتے آپ پنکھا بند کر دیتے اور ہاتھ والا پنکھا جو آپ کے پاس ہوتا تھا اسے ہلا کر اپنی ذات کو ہوا دینے لگتے۔

ساری زندگی قرآن وحدیث کی تعلیمات سے مخلوق خدا کے قلوب و اذہان کو منور فرماتے رہے اور اپنی ذات پر شریعت کے احکامات جاری کر کے بطور نمونہ پیش فرمایا۔ والدین کی عزت وعظمت کو صرف بیان نہیں فرمایا بلکہ خدمت کر کے عملی طور پر دکھایا جب آپ اپنے والدین کی معیت میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے تشریف لے گئے تو دونوں بزرگ ہستیاں کافی ضعیف تھیں۔ اس دور میں پیدل سفر کافی کرنا پڑتا تھا۔ آپ والدین میں سے ایک ہستی کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر کچھ دور بٹھا آتے پھر آکر سامان لے جاتے اور آخر میں دوسری ہستی کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر اس مقام پر پہنچتے۔ پورے سفر میں یہی معمول رہا۔ مجھے یقین ہے آپ کے اس عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس سال تمام حجاج کرام کے حج کو شرف قبولیت سے نوازا ہوگا۔

میرے ماموں حضرت مولانا حافظ محمود الحسن صاحب نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ للہ شریف عرس کے اختتام پر ہم ٹرین میں سوار ہوئے۔ اس ناچیز کے والد گرامی حضرت مولانا حافظ غلام دستگیر بھی ساتھ تھے۔ اسی ڈبے میں حضور قبلہ فقیہ العصر رحمتہ اللہ علیہ سوار تھے۔ دوران سفر حضور قبلہ رابعہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی شفقتوں اور محبتوں کا تذکرہ ہوتا رہا تو یہ بات بھی سامنے آئی کہ رابعہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے بھی آپ کو خلافت عطا فرمائی ہوئی تھی۔

طالب علمی کے زمانے میں کئی مرتبہ شاہ ولایت پر گفتگو فرماتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا: میرے پیرو مرشد رابعہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ میرے بھائی ڈاکٹر صاحب کے گھر تشریف لائے انہوں نے عرض کیا۔ حضور اولاد نہیں ہے دعا فرمادیں تو آپ نے ارشاد فرمایا "وت اولاد کیوں نہیں" اور اپنے ہاتھوں کو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اٹھا دیا تو اس خالق و مالک نے ایک بیٹا عطا فرمایا آپ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ رابعہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے یہ اولاد کی نعمت عطا فرمائی تھی۔ رابعہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد وادی کشمیر سے آنے والی روحانی ہواؤں نے آپ کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ ان دنوں حضرت صاحبزادہ محمد نقشبند صاحب رحمتہ اللہ علیہ آپ کے ہاں زیر تعلیم تھے اور آپ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت خواجہ محمد صادق صاحب رحمتہ اللہ علیہ المعروف قبلہ حضرت کے مرید تھے۔ ایک دن آپ نے قبلہ حضرت صاحب کے مرید ہونے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا میں آپ کو وہاں لے جاتا ہوں بیعت کے لیے عرض بھی کردوں گا لیکن یہ یقین دہانی نہیں کرا سکتا دونوں حضرات نے کوٹلی کی طرف سفر شروع کیا جب وہاں پہنچ گئے تو قبلہ حضرت صاحب نے مدعا دریافت فرمایا۔ صاحبزادہ صاحب نے عرض کی کہ میرے استاذ بیعت کے ارادے سے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ یہ سن کر خفا ہوئے اور فرمانے لگے کہ ہم چھپ چھپا کر اپنا وقت کاٹ رہے ہیں اور آپ لوگوں میں اللہ جانے کیا مبالغہ کر تے رہتے ہیں اور انہیں بیعت کے لیے ترغیب دیتے رہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ مفتی صاحب عالم دین اور علماء کے مزاج بہت حساس ہوتے ہیں۔ لہٰذا میں معذرت چاہتا ہوں میں انہیں بیعت نہیں کر سکتا۔ صاحبزادہ صاحب یہ بات سن کر شدید پریشان ہوئے۔ اور اپنے استاذ محترم کے سامنے ساری بات بیان کردی تو وہ بھی ناراض ہوگئے گویا صاحبزادہ صاحب دونوں طرف سے پھنس چکے تھے۔ قبلہ فقیہ العصر رحمتہ اللہ علیہ بوجھل دل کے ساتھ بستر پر آرام فرمانے لگے لیکن صاحبزادہ صاحب کی نیند اڑ چکی تھی۔

انہوں نے وضو کیا اور نفل پڑھنے میں مشغول ہوگئے۔ اللہ کے حضور میں گڑگڑا کر دعائیں مانگنے لگے کہ یا اللہ میں عبد ضعیف ہوں تو ہی میری مدد فرما اور میرے استاذ محترم جو ارادہ لے کر تشریف لائے ہیں اس کی تکمیل کی کوئی صورت نکل آئے۔ وہ قبولیت کی گھڑیاں تھیں ناز تہجد کے وقت قبلہ حضرت صاحب نے قبلہ فقیہ العصر رحمتہ اللہ علیہ کو بیعت کرنے کے لیے طلب فرمالیا۔ اس کے بعد آپ کو حضرت خواجہ صاحب کی بارگاہ میں وہ قرب نصیب ہوا کہ جو کم ہی لوگوں کے حصے میں آیا ہوگا۔ قبلہ حضرت صاحب نے اپنے اس مرید خاص کو طریقت و معرفت کے جام پلائے اور روحانیت کے نقطۂ کمال تک پہنچا دیا۔ آپ جب بھی قبلہ حضرت صاحب کا ذکر خیر فرمایا کرتے تھے تو (میرے آقائے نعمت) کے الفاظ سے فرمایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ جہلم میں عرس شریف کے موقع پر ہم چند طلباء حضور قبلہ فقیہ العصر رحمتہ اللہ علیہ کے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ تشریف لے آئے آپ نے کھڑے ہو کر اپنے شیخ کامل کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ ہماری حسرت کی انتہا ہوگئی جب قبلہ حضرت صاحب نے جواباً اپنے

مرید صادق وکامل کے ہاتھوں کو اپنے لبوں کا شرف عطا فرمایا۔

طلباء کے ساتھ کمال شفقت فرمایا کرتے تھے۔ اس ناچیز کو بڑے محبت بھرے الفاظ میں (حافظ جی صاحب) کے الفاظ سے یاد فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت حاصل فرمانے کے بعد جب واپس تشریف لائے تو اس ناچیز کو اپنے کمرہ میں طلب فرمایا اور اپنا کرتہ مبارک عطا فرمایا۔ ارشاد فرمایا پہن کر دکھاؤ میں نے کپڑوں کے اوپر ہی اسے پہن لیا فرمانے لگے پورا ہے اور اچھا بھی لگ رہا ہے۔

دو جون 2003ء بروز پیر اللہ رب العزت وحدہ لا شریک نے اس ناچیز کو بیٹے کی نعمت عطا فرمائی۔ ان دنوں حضور قبلہ مناظر اسلام محمد سعید احمد اسعد دامت برکاتہم العالیہ تبلیغی دورہ پر یورپ تشریف لائے ہوئے تھے۔ جب آپ نے حضور قبلہ فقیہ العصر رحمتہ اللہ علیہ کو بیٹے کی خبر سنائی اور اس ناچیز کو سلام عرض کرنے کے لیے فون عطا فرمایا تو آپ نے وہی محبت بھرے الفاظ میں یوں ارشاد فرمایا (حافظ جی صاحب پھر اللہ نے کرم ہی کر چھڈیا اے)۔

ایک مرتبہ اس ناچیز کو جامع مسجد گلزار مدینہ محمد پورہ میں رمضان المبارک میں نماز تراویح میں قرآن مجید سنانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ کا یہ معمول تھا نماز ظہر کے بعد سوا پارہ منزل اپنے کمرہ میں بلند آواز میں تلاوت فرمایا کرتے تھے اور حفاظ کی طرح بڑی روانی سے رات کو پڑھی جانی والی منزل پڑھا کرتے تھے اور بسا اوقات غلطی پر لقمہ بھی عطا فرمایا کرتے تھے۔ شرقپور شریف جیسی دینی اور روحانی درسگاہ میں بھی دینی تعلیم حاصل فرمائی اور دورۂ حدیث کی سعادت محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کی اور اکثر آپ حضور قبلہ فقیہ عصر رحمتہ اللہ علیہ کو ارشاد فرمایا کرتے تھے (اھل الجنۃ سیدھے سادھے)۔

ساری زندگی مخلوق خدا کے دلوں کو آقائے دو جہاں ﷺ کی محبت سے روشن فرماتے رہے اور کثرت سے درود پاک پڑھنے والا بناتے رہتے۔ سادات کرام سے آپ کی محبت کا بڑا نوکھا انداز تھا۔ جب کبھی طلباء میں کوئی چیز تقسیم کی جاتی تو سید طلباء کو ڈبل حصہ دیا جاتا۔ ایک حصہ طالب علم ہونے کا اور دوسرا حصہ آقا ﷺ کی اولاد میں سے ہونے کا۔ کئی سادات گھرانوں کے اخراجات کا شرف آپ کو حاصل تھا۔ الغرض امام الانبیاء ﷺ کی ذات والا صفات سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے ٹوٹ کر محبت فرماتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب یہ شریعت وطریقت کا چمکتا دمکتا آفتاب اس دار فانی سے غروب ہوتا ہے تو مخلوق خدا آخری دیدار کے لیے اور نماز جنازہ میں شرکت کیلئے اتنی کثیر تعداد میں وسیع وعریض دھوبی گھاٹ کے گراؤنڈ میں جمع ہوتی ہے کہ وہ بھی چھوٹا پڑ جاتا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ لوگو ہمارے جنازے فیصلہ کریں گے کہ ہم حق پر چلنے والے لوگ ہیں۔ یہ جم غفیر دیکھ کر فیصل آباد کے در و دیوار بھی پکار اٹھے ہونگے کہ یہ عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے۔

اس احکم الحاکمین کی بارگاہ میں التجاء ہے کہ آپ کی اولاد امجاد کو جو کثیر تعداد میں علماء اور حفاظ پر مشتمل ہے۔ آپ کے مشن کو قیام قیامت تک جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ کے روحانی فیوض وبرکات سے ہم گناہ گاروں کو وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبیک الکریم ﷺ

حضرت قبلہ فقیہ عصر مفتی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں منعقدہ سیمینار "باتیں حضرت فقیہ عصر کی" سے مولانا حامد سرفراز رضوی قادری کا خطاب

بتاریخ 16 جنوری بروز منگل 2018ء

عنوان بالا سے منسوب محفل پاک میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی جس کا اہتمام گرامی قدر، مشفق، مہربان جناب عزت مآب علامہ محمد افضل سعید صاحب دام ظلہ نے فرمایا تھا۔

ہر اعتبار سے منظم و مربوط پروگرام وقت مقررہ پر آغاز ہوا، گرامی قدر علامہ صاحب نے حضرت مخدوم اہلسنت، فقیہ عصر، پیر طریقت قبلہ مفتی محمد امین صاحب نقشبندی قادری قدس سرہ العزیز کی ذات گرامی سے جڑی یادوں کو بڑے احسن پیرائے میں بیان فرمایا۔

صحیح بات ہے کہ علامہ محمد افضل سعید صاحب کیلئے ایک جذبات سے بھرپور خطاب تھا۔ اپنے مربی و مولیٰ فقیہ عصر کے لطف وعطا کو ان کے وصال پر ملال کے بعد بیان کرنا ایک صبر آزما مرحلہ تھا یہ ایسا موقع ہوتا ہے کہ باتیں کرتے کرتے آنکھیں ماضی کے حسین جھرونکوں میں کھو جاتی ہیں علامہ موصوف کی آنکھوں سے اشک کئی بار پلکوں کے کنارے توڑنے کیلئے مزاحم دکھائی دیئے مگر انہوں نے ضبط کا دامن ٹوٹنے نہ دیا۔ اس بزم رنگ ونور میں اکابر علماء مشائخ کرام اور سادات عظام کے ساتھ ساتھ حضرت فقیہ عصر رحمۃ اللہ علیہ کے دامن کرم سے جڑے کثیر افراد نے شرکت کی۔ کرم فرما جناب علامہ صاحب نے اس فقیر کو بھی کچھ سبق سنانے کی دعوت دی، یہ ان کا بڑا پن تھا، وگرنہ جس شخصیت کو سننے کیلئے ساری بزم سجی ہو وہ کب کسی اور کو اپنی سجی سجائی مسند دے سکتے ہیں۔ یہ ان کی اعلیٰ ظرفی و مہمان نوازی کی روشن مثال تھی۔

حضرت فقیہ عصر رحمۃ اللہ علیہ کی ذات برکات کا مجموعہ تھی، ایک ایسی شخصیت کہ جنہوں نے ساری زندگی فروغ عشق رسول کریم ﷺ کے مقدس مشن میں صرف کردی ایک صوفی باصفا جو، ریا، عجب، انا اور شہرت سے دور تھے۔ ایک مصلح کہ جانے کتنے لوگ ان کے حضور حاضر ہوئے اور راہ مستقیم پر گامزن ہو گئے۔

چہروں پر سنت کا نور جگمگانے لگا، سر پر عمامے کے تاج سج گئے، اور زبانیں درود وسلام کے ورد سے معطر ومنور ہوئیں۔

فقیہ عصر رحمۃ اللہ علیہ کی ذات محض ایک فرد کا نام نہیں ہے بلکہ ہمہ جہت شخصیت اور جماعت کا نام ہے جو ہمیں فقیہ، مدرس محقق، واعظ پختہ خیال، مبلغ، مصنف اور شیخ طریقت کے روپ میں نظر آتا ہے۔ آپ وہ خوش نصیب شخصیت ہیں کہ جنہیں پوری دنیا میں درود وسلام کے حوالے سے یاد کیا جاتا ہے آپ کوثر سے روحانی جام پی کر "آب کوثر" کی صورت میں وہ فیض عام کیا کہ سوکھی زبانوں کو درود وسلام سے تر کر دیا۔ پھر صاحب کوثر، شفیع معظم، قاسم جنت ﷺ نے اسی طرح نوازا کہ حضرت فقیہ عصر امین ملت رحمۃ اللہ علیہ کا سفر آخرت سب کی نگاہوں کے سامنے ہے۔

گوشہ تنہائی میں یاد جاناں ﷺ کا دیپ روشن کر کے بیٹھنے والے مرد درویش کی روشنی ومقبولیت کی ایک جھلک جنازہ پر

نور کے موقع پر اپنوں اور بیگانوں سب نے دیکھی۔اللہ اکبر! اس جہاں میں عالم یہ ہے تو روز محشر میں جلوہ سامانیوں کا عالم کیا ہوگا؟ خیر بات کہاں سے کہاں آن پہنچی، بات ہو رہی تھی اس بزم کی ''باتیں فقیہ عصر کی'' یہ محفل پاک وقت کی پابندی کے اعتبار سے بھی بہت مفید تھی۔ ہمارے ہاں ہونے والی محافل کا جب باقاعدہ آغاز کیا جاتا ہے یہ محفل پاک اس سے قبل ہی مرحلہ تکمیل میں داخل ہو چکی تھی۔ کاش! محفل کا اہتمام کرنے والے حضرات اس طرف توجہ کریں تو عوام کی تعداد بھی زیادہ ہوگی۔ اور انشاء اللہ فوائد بھی کثیر۔

محفل کے آخر پر جسمانی غذا یعنی طعام کا بھی شاندار اہتمام تھا۔ میرے ساتھ گئے ہوئے احباب یہ کہہ رہے تھے کہ ماشاء اللہ بہت روحانی بزم تھی۔ مالک کریم حضرت مخدوم اہل سنت، فقیہ عصر قدس سرہ العزیز کے درجات کو مزید بلندیاں مرحمت فرمائے اور آنے والی نسلوں کو حضرت فقیہ عصر کے فیوضات وبرکات سے مستفید فرمائے آمین۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

کوفہ میں ایک بیوہ عورت تھی اس کا ایک بیٹا تھا جو دھوبی کی دکان پر کام کرتا تھا اور اسی بچے کی مختصر کمائی پر گھر کا گذر بسر ہوتا تھا۔

ایک دن وہ بچہ کام پر جا رہا تھا کہ دیکھا امام ابوحنیفہ بیٹھے لوگوں کو درس دے رہے تھے۔ ان اللہ والوں کے پاس روحانی مقناطیسی طاقت ہوتی ہے جس سے یہ کھینچ لیتے ہیں۔

آنکھوں کے راستے میرے دل میں اتر گئی
میرا کام بس اک نگاہ یار کر گئی

بچہ اس مجلس میں گیا گفتگو اچھی لگی دل میں اتر گئی۔ وہ بچہ اب روزانہ کام پر جانے کی بجائے امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں آجاتا اب دو، تین دن کے بعد والدہ نے خرچہ مانگا تو کہا ماں! میں تو کام پر نہیں جاتا میں تو امام صاحب کی بارگاہ میں جاتا ہوں۔ وہ بازو سے پکڑ کر لے گئی۔ اور کہا کہ اگر یہ بچہ کچھ نہیں دے گا تو میں بیوہ عورت ہوں گھر کا چولہا بجھ جائے گا۔ امام صاحب نے فرمایا! او اللہ کی بندی! اسے میرے پاس رہنے دے تو نے اسے لوگوں کے کپڑوں کے میل دھونے پہ لگا دیا ہے میرے پاس چار دن گذارنے دے میں اسے لوگوں کے دلوں کے میل دھونے والا بنا دوں گا۔

اس نے کہا ہمارے گھر کا نظام کیسے چلے گا؟ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تمام ذمہ داریاں میں اپنے کندھوں پر لیتا ہوں۔ اور جس کو تو آج معمولی کام پر لگا رہی ہے کل یہ قیمتی پتھر کے پیالے کے اندر فالودہ جس پر پستے کا روغن چھڑکا ہو گا کھائے گا۔ میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ یہ بادشاہوں کی مرغوب سویٹ ڈش ہوتی تھی جس کا امام صاحب نے تذکرہ کیا۔ غریبوں کے گھروں میں تو اس کا تصور بھی نہیں تھا۔ پھر وہ بچہ پڑھتا رہا اور پڑھتے پڑھتے اس منزل پر پہنچا کہ دنیا نے اسے قاضی القضاۃ کے عہدے پر دیکھا اور وہ بچہ فقہ حنفی کا روشن چراغ حضرت امام قاضی ابو یوسف علیہ الرحمۃ بادشاہ وقت نے دعوت کی، پر تکلف کھانا دستر خوان پر سجا۔ جب آپ کھا چکے تو بادشاہ نے اپنے خادم سے کہا حضرت کیلئے وہ سویٹ ڈش لائیے جو خاص ان کیلئے بنی ہے اور پھر بادشاہ نے وہ پیالہ حوالے کرتے ہوئے کہا یہ انتہائی قیمتی پتھر کا پیالہ ہے اور اس میں فالودہ کے اوپر پستے کا روغن چھڑکا ہوا

ہے۔اور یہ ہمارے ہاں بھی روز نہیں بنتی۔گاہے بگاہے بنتی ہے آج خاص طور پر آپ کیلئے بنائی ہے۔تو امام ابو یوسف کی آنکھوں سے اشک جاری ہوگئے۔بادشاہ حیران ہوگیا کہا حضرت رونا کس وجہ سے؟ تو آپ نے سارا قصہ کہہ سنایا۔اور کہا کہ آج پتا چلا کہ میرا امام صرف قرآن وحدیث سے ہی اخذ نہیں کرتا تھا بلکہ میرا امام سالوں بعد ہونے والے واقعے کو پہلے ہی آنکھوں سے دیکھ لیا کرتا تھا۔تو یہ اللہ (عزوجل) والوں میں قدر مشترک چیزیں ہیں کہ وہ نوازتے بھی ہیں سینے سے لگاتے بھی ہیں اور بام عروج تک بھی پہنچاتے ہیں۔داعی قرآن وسنت پیر طریقت صوفی باصفاء حضرت قبلہ مفتی محمد امین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ذات یہ انہی نفوس قدسیہ کا سلسلہ ہے کہ جو ٹوٹتا نہیں ہے بلکہ جاری رہتا ہے۔اگر میں ایک سادہ سی بات آپ کے سامنے رکھوں اور آپ جلد پہنچ جائیں تو زیادہ اچھی بات ہے کیوں کہ وقت قلیل ہے۔اور مختصر وقت میں بھی چند باتیں آپ کے گوش گزار کروں گا۔

میرے دادا مرشد آقائے نعمت محدث اعظم پاکستان الحاج محمد سردار احمد رحمتہ اللہ علیہ جن کے پہلے شاگردوں میں فقیہ عصر ہیں اور حضور سیدی محدث اعظم کا جو دارالافتاء ہے اس دارالافتاء کا قلم دان جس ہستی کے ہاتھ میں تھا وہ حضور قبلہ فقیہ عصر کی ذات ہے۔کسی نے محدث اعظم سے پوچھا حضرت! جس ہستی کا جلوہ دیکھ کر آپ لاہور سے بریلی پہنچے یعنی مفتی حامد رضا اور جن کی صحبت میں آپ کافی عرصہ رہے۔یعنی شبیہ غوث اعظم سیدی مصطفیٰ رضا خاں نوری ان حضرات نے کتابیں لکھیں۔آپ کتابیں کیوں نہیں لکھتے؟ طلباء اس وقت حاضر خدمت تھے تو سیدی محدث اعظم نے ان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا مولانا! یہ فقیر کتابیں ہی تو لکھ رہا ہے (آب کوثر،البرھان) اور مفسر قرآن حضور فیض احمد اویسی صاحب انہوں نے چار ہزار سے زائد کتابیں لکھیں جو فقیہ عصر کے استاد بھائی ہیں اور جب میں قل شریف کے ختم پر حاضر ہوا تو حضرت کے خادم خاص میاں صاحب نے بڑی پیاری بات بتائی وہ کہتے ہیں کہ مجھے دو سال ہوئے تھے حضور فقیہ عصر کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے مسجد نبوی میں مغرب کے وقت ہم حاضر تھے تو آپ نے نماز پڑھی اور بعد میں دو رکعت سنت ادا کی اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی تو میں ایک صف کے فاصلے پر پیچھے حاضر تھا۔تو میرے دل میں آیا کہ قبلہ تو مستحبات کو بھی ترک نہیں کرتے تو آج آپ نے یہ دو نفل نہیں پڑھے۔تو جب آپ نے دعا مکمل کی تو پھر مجھے آگے بلا کر کہا میں نے نفل چھوڑے تو نہیں میں یہ ادھر اپنے ہوٹل میں جا کر پڑھوں گا مسئلہ یہ ہے کہ اگر یہاں نفل پڑھوں تو آگے۔۔۔۔کوئی نہیں اور لوگ بھیڑ در بھیڑ آگے سے گذرتے ہیں تو میری وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی امت کے اتنے افراد گنہگار ہوں تو یہ کونسا کوئی کمائی کا سودا ہے۔نفل میں اپنے ہوٹل میں جا کر پڑھ لوں گا۔یہ ہیں اللہ والے اور مولانا محمد افضل سعید صاحب جس طرح ان کی عطاؤں کی باتیں کر رہے تھے چونکہ حضور فقیہ عصر کو چاروں سلسلوں میں خلافت حاصل ہے۔نقشبندیہ،قادریہ،سہروردیہ،چشتیہ تو ایک بات چشت نگر کی۔ایک مرید تھا حضور محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کا وہ ہاتھ سے کپڑا ابنتا تھا۔چادریں بناتا تھا تو سال میں وہ ایک بار دہلی حاضر ہوتا اور اپنے ہاتھ سے بنی ہوئی چادر پیش کرتا ایک سال وہ حاضر نہ ہوا تو آپ نے

پوچھا کہ ہمارا وہ مرید کیوں نہیں آیا؟ تو اس کے پڑوسی نے کہا کہ حضور جب میں آنے لگا تھا تو میں نے پوچھا تھا کہ سرکار کے پاس نہیں جانا؟ تو اس نے کہا کہ یار اس مرتبہ مجھ پر بوجھ بڑے پڑ گئے۔ اور حضور کی چادر بننے سے رہ گئی آدھی بنی ہے آدھی رہتی ہے۔ جب وہ پوری کرلوں گا تو پھر جاؤں گا اب بغیر چادر کے کیسے جاؤں کہ ہر سال پیش کرتا ہوں۔ نظام پاک سن کر خاموش ہوگئے۔ آئندہ برس وہ چادر لیکر حاضر ہوا۔

تو نظام پاک دیکھ کر کھڑے ہو گئے اب وہ لپکا کہ دست بوسی کروں۔ تو آپ نے مریدوں کو اسی وقت فرمایا کہ یہاں لکڑیاں ڈال کر آگ لگا دو۔ اور آپ نے فرمایا کہ لاؤ چادر جو تم ہمارے لیے لائے ہو۔ اس نے چادر دی تو آپ نے آگ میں پھینک دی۔ اب مرید پریشان ہو گیا۔ فرمایا آگ لگاؤ، اس چادر کو جو تجھے مجھ سے ملنے نہیں دیتی۔ ہمیں ایسے ظاہری تحفوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ آیا کرو آنا ہی فائدہ دے گا۔

لائل پور کی گلیوں میں محدث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا مبارک جنازہ نکلا۔ علامہ سید فیض الحسن شاہ صاحب فرماتے ہیں جب میں لائل پور پہنچا جس روز محدث اعظم کا جنازہ تھا۔ تو مجھے نہیں پتا تھا کہ جنازہ کہاں ہونا ہے فرماتے ہیں کہ جب میں اپنی سواری سے اترا ایک نور کے ٹکڑے نے میری رہنمائی کی اور میں اس نور کے ٹکڑے کے پیچھے ہولیا کہ یہ نور جہاں جا رہا ہے وہیں حضور محدث اعظم کا جنازہ ہے اور اس نور نے بالآخر مجھے وہاں پہنچا دیا اور عین دن کے وقت دنیا نے دیکھا کہ حضور محدث اعظم کے تابوت پر نور برس رہا ہے۔ یہ جو بڑا جنازہ ہوا فقیہ عصر کا اس کا سبب کیا ہے؟ فرماتے ہیں بعض لوگ وہ ہوتے ہیں جنہیں دنیا کے اندر شہرت کی خواہش ہوتی تھی وہ جو خود شہرت چاہتے ہیں ہوتا پھر یہ ہے کہ بعد میں ان کا نام نہیں ہوتا۔ لیکن جو خود مٹ کر رہتے ہیں تو پھر وہ مٹتے نہیں اسی لیے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

جو حضرات اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتے بھئی اتنا عرصہ ہو گیا لیکن میں نے (حامد سرفراز) آج تک فقیہ عصر کو کسی سٹیج پر نہیں دیکھا۔ جب بھی زیارت ہوتی تو ان کے حجرہ مبارک میں ہی یہ لمحہ نصیب ہوا۔ باہر نہیں نکلے لیکن اس کے باوجود جب کبھی یہاں اور پاک و ہند میں جہاں کہیں بھی علماء کا بزرگوں کا تذکرہ ہوتا ہے سر فہرست جن کا نام آتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ وہ جو ''آب کوثر'' والے بزرگ ہیں ایک بات جو قبلہ افضل سعید صاحب نے فرمائی ہے کہ علماء سے جڑ جائیے ورنہ ظلم و ستم کی جو آندھی چلی ہے پتا نہیں یہ کس کس گھر کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔ یہاں پر غلط فہمی ہوئی نہیں بلکہ پیدا کی گئی ہے اور ایسی پیدا کی گئی کہ پکی ہو گئی اور وہ غلط فہمی یہ تھی کہ مولانا علامہ مفتی کا لفظ اور پیر کا لفظ یہ الگ کر دیا گیا مدرسہ کی جو چھٹی ہے اور جہاں بیٹھ کر پڑھایا جاتا ہے اس گدی کو اور درگاہ کی گدی کو الگ کر دیا گیا۔ اور یہ کس نے کیا؟ جو خود ان گدیوں کے اہل نہ تھے اور انہوں نے اپنی خامیاں، کوتاہیاں چھپانے کے لیے کہہ دیا کہ ہم اور ہیں اور علماء اور ہیں۔ لیکن ماضی میں جائیے تو پاکپتن کتنی بڑی گدی ہے۔ اس گدی پر بیٹھ کر طلباء کی پٹھیاں سجتیں اور طلباء کی

کلاس لگتی اور کتنا حسین منظر تھا کہ پڑھانے والے گنج شکر ہوتے اور پڑھنے والے نظام الدین اولیاء ہوتے۔ علاؤالدین علی احمد صابر کلیری ہوتے، جمال الدین ہانسوی ہوتے۔ ملتان شریف میں حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی، حضرت شاہ رکن عالم، حضرت بابا فرید الدین اور خواجہ بختیار کاکی کی ملاقات مسجد میں ہوئی اور جب بابا صاحب نے حضور قطب پاک کو سلام پیش کیا پھر وہ روحانی مقناطیس نے کھینچ لیا تو سرکار قطب پاک نے بابا صاحب کو فرمایا کہ کیا پڑھتے ہو عرض کی "نافع" (نافع کہتے ہیں نفع دینے والی کو) تو فرمایا پھر پڑھتے رہو انشاء اللہ نفع ملے گا۔ پہلے پڑھ لو، پھر مرید ہونے آنا۔ وہ بارگاہ جو حضرت غوث الاغیاث بھی قطب الاقطاب بھی ہیں، شاہ جیلاں بھی ہیں، پیران پیر بھی، میر میراں بھی ہیں حضور غوث اعظم فرماتے ہیں "درست العلم حتی صرت قطباً" ابھی ہم علم پڑھ ہی رہے تھے کہ قطب وقت بن گئے۔ اور کسی نے پوچھا کہ حضور آپ کو کب پتا چلا کہ آپ ولی ہیں فرمایا مکتب پڑھنے جاتے تھے تو غیب سے آواز آتی تھی کہ راستہ چھوڑ دو اللہ کا ولی آرہا ہے۔ فقیہ عصر ہوں، محدث اعظم ہوں اور ہمارے دیگر اکابر ہوں یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اشتہار بازی کبھی نہیں کی۔ انہوں نے بورڈ آویزاں نہیں کئے۔ حضرت داتا علی ہجویری کا مزار پرانوار وہ دربار ہے جہاں سے ڈاک سیدھی مدینہ شریف جاتی ہے یہ فرمان میرے دادا مرشد حضرت محدث اعظم پاکستان کا ہے۔ حضور پرنور داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کی کشف المحجوب پڑھئے آپ نے فرمایا ہے کہ وہاں جب مسجد بنائی تو آپ خود وہاں بچوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔ یہ پڑھنے پڑھانے والا کام نبیوں، ولیوں کا ہے یہ کوئی معمولی کام نہیں اس حدیث کو یاد رکھا جائے کہ کریم آقا ﷺ فرماتے ہیں کہ جب طالب علم پڑھنے کیلئے گھر سے نکلتا ہے تو فرشتے اس کے پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھا دیتے ہیں جب سیکھنے کے مرحلے میں پہلا پروٹوکول یہ ہے کہ معصوم فرشتے پر بچھا دیتے ہیں تو جب وہ سیکھ جائے تو تب ان کا مقام کیا ہوگا؟ کیا یہ حدیث فراموش کر دی جائے گی کہ سرکار دو جہاں نے فرمایا کہ علم دین سیکھنے والا جب گھر سے نکلتا ہے تو زمین کی بلوں میں گھسی چیونٹیاں اور پانی کی مچھلیاں اور آسمان کے فرشتے اس کیلئے استغفار کرتے ہیں کیا یہ معمولی بات ہے؟ کیا یہ حدیث بھلا دیں گے حضور فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے صحیح العقیدہ عالم کی تعظیم کی اس نے اللہ کی تعظیم کی اور مبارک ہو اس نگر میں بسنے والو اور مبارک ہو ان کی نگاہوں کو کہ جنہوں نے کئی بار اس جلوے کو دیکھا ہے کہ جن آنکھوں نے کئی بار جلوۂ جاناں کو دیکھا ہے اور جان جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خوشخبری اس کیلئے ہے جس نے مجھے دیکھا اور پھر خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔ اور آخر پر یہ کہوں گا کہ شیخ یا مرشد کا جب وصال ہو جائے تو بیعت کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا حضور فقیہ عصر کے دامن سے وابستہ رہنا تم رابطہ نا توڑنا اور جیسا کہ آپ نے سنا کہ زندگی میں جو 9 توجہات بارگاہِ صمدیت کیطرف ہوتی بعد وصال وہ پلٹ کر پھر زائرین کی طرف آجاتی ہے۔ محدثین نے لکھا ہے کہ ولی جب زندہ ہوتا ہے تو تلوار نیام میں ہوتی ہے جب وہ زمین پر ہوتا ہے اور جب وہ زمین میں

یعنی جائے مدفن جاتا ہے تو ایسے ہوتا ہے جیسے تلوار نیام سے باہر آجاتی ہے تو پھر خود سوچیئے کہ تلوار جب چمکے اور چلے تب کیا عالم ہوگا۔ نیام میں تھی تو اتنا کچھ تھا اب تو فیض سر عام ہے۔ ایک در کو پکڑیئے اور مضبوطی سے پکڑیئے۔ اور وہ چیزیں جو حضور فقیہ عصر نے دیں ہیں سچا عشق رسول ﷺ پانچ وقت کی نماز اور کثرت سے درود پاک یہ کرلو تو اچھلتے کودتے جنت میں جاؤ گے جو حضور فقیہ عصر کی ذات سے یہ بات دور نہیں ہوسکتی کہ یہ جو انہوں نے کہا ہے کہ اچھلتے، کودتے جنت جاؤ گے یقیناً ان جیسوں کو کہا جاتا ہے کہ کہہ دو اور پھر یہ بات عام بھی ہوجاتی ہے۔

تیسری بات! نوجوانوں کی ذمہ داری ہے کہ جو سوشل میڈیا پر ہیں وہ حضرت فقیہ عصر کو اور آپ جیسی شخصیات کا تعارف دنیا کے سامنے لائیں اور بتائیں کہ عورتوں کے ساتھ ناچنے والے پیر نہیں ہوتے، کتوں کی لڑائیاں کروانے والے، بھنگ، چرس پینے والے یہ بابے نہیں ہوتے۔ یہ پیغام دینا نوجوانوں پر فرض ہے اپنے شیخ کی سیرت اپنے شیخ کی زندگی کے پہلوؤں کو لوگوں تک پہنچائیں کیونکہ فیض اب سلامت ہے اور آخری بات یہ کہ جان جہاں علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا مفہوم حدیث ہے کہ قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھا ہوگا۔ جو زیادہ درود پڑھے گا وہ زیادہ قریب ہوگا جس نے کروڑوں کو درود پر لگا دیا۔ ان کو کیسا قرب نصیب ہوا ہوگا۔ یہ دینے والا جانے یا لینے والا۔

حضرت فقیہ عصر کے چند تلامذہ

- ☆ مولانا محمد ابراہیم خوشتر (مبلغ افریقہ)
- ☆ مولانا معراج الاسلام (سابق شیخ الحدیث بھیرہ)
- ☆ مولانا سید ہدایت رسول شاہ قادری
- ☆ مولانا سید مراتب علی شاہ (گوجرانوالہ)
- ☆ مولانا حیات محمد ہجیرہ (آزاد کشمیر)
- ☆ مولانا سید حبیب الرحمٰن شاہ (قاضی آزاد کشمیر)
- ☆ مولانا رحمانی میاں (بریلی شریف انڈیا)
- ☆ صاحبزادہ محمد نقشبند رحمتہ اللہ علیہ (پاکپتن)
- ☆ پیر علاؤ الدین صدیقی (نیریاں شریف)
- ☆ مولانا محمد حسین شائق (خطیب منگلہ)
- ☆ مولانا منیر الزماں (برطانیہ)
- ☆ مولانا اکبر حسین (آزاد کشمیر)
- ☆ مولانا فتح عالم (آزاد کشمیر)
- ☆ مولانا حافظ محمد اعظم (آزاد کشمیر)
- ☆ مفتی محمد حسین سکھروی رحمتہ اللہ علیہ
- ☆ صاحبزادہ محمد فضل رسول حیدر (فیصل آباد)
- ☆ مولانا شمس الزماں (لاہوری)
- ☆ مولانا عبد الحکیم شرف قادری (لاہور)
- ☆ مولانا حافظ شفیع رحمتہ اللہ علیہ (آزاد کشمیر)
- ☆ مولانا محمد افضل سعید

چیئرمین البرہان انٹرنیشنل (فیصل آباد)

کتابوں میں اعلیٰ کتاب ''آب کوثر''

معلّمہ: سارہ فہیم

کھول آنکھ ، زمیں دیکھ ، فلک دیکھ ، فضا دیکھ !
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ !

قارئین کرام!

یقیناً یہ مشرق کا سورج دورِ حاضر کے حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ذات گرامی ہے۔ یہ سورج ایسا طلوع ہوا کہ کوئی شام اس سورج کو غروب نہیں کر سکتی۔ اس سورج کی بکھیری ہوئی کرنیں ایسی تاب کیساتھ چمکیں کہ جنہیں موسم کی کالی گھٹائیں مدھم بھی نہیں کر سکتیں۔ انہی کرنوں میں سے ایک کرن کتاب ''آب کوثر'' جہاں کو روشن کئے ہوئے ہے۔

یہ کتاب ۱۴۰۱ھ بمطابق ۱۹۸۱ء میں شائع کی گئی جس کا موضوع درود پاک کے فضائل و برکات پر مبنی ہے اور اب تک یہ کتاب عربی ، اُردو، فارسی ، انگریزی ، ہندی ، سندھی ، زبان میں تقریباً 40 لاکھ سے زائد تعداد میں چھپ چکی ہے اور ساتھ ہی تقسیم بھی ہو چکی ہے۔ جس کے متعلق متقی حضرات کے ذریعے بے شمار بشارتیں عطا ہوئیں جس کا اندازہ'' آب کوثر'' کتاب کے مطالعہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ ان بشارتوں میں سے ایک پیش خدمت ہے۔ سید سرور شاہ صاحب (امام جامع مسجد مدنی سمن آباد فیصل آباد) نے بیان کیا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سیّدنا غوث اعظم محبوب سبحانی قدس سرہ کا دربار لگا ہوا ہے جہاں کچھ لوگ جمع ہیں ان میں مولانا سید ولی اللہ شاہ نوشہرہ والے بھی موجود ہیں ان کے ہاتھ میں کتاب'' آب کوثر'' ہے پھر سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جتنی کتابیں درود پاک کے متعلق ہیں وہ لائی جائیں چنانچہ کتابیں پیش کی گئیں اور مولانا شاہ صاحب نے بھی'' آب کوثر '' پیش کی سرکار غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے کتابیں دیکھیں اور فرمایا کہ یہ کتابیں اچھی ہیں لیکن مفتی محمد امین صاحب کی کتاب بہت ہی اچھی اور مقبول ہے۔ (بحوالہ آب کوثر ص ۲۵)۔

ہے ایک تحفہ لاجواب آب کوثر
کتابوں میں اعلیٰ کتاب آب کوثر
سلاموں کے پھول اور درودوں کی کلیاں
چمن زارِ طیبہ کا خواب آب کوثر
کتابوں میں اعلیٰ کتاب آب کوثر

تمام قارئین سے عاجزانہ گزارش ہے کہ وہ اس کتاب کو اپنے دل منور کرنے کیلئے پڑھیں تا کہ عشق مصطفیٰ ﷺ کے صدقے ان کی دنیا و آخرت سنور جائے اور کچھ عرصہ دنیاوی تحائف کو نظر انداز کر کے اس کتاب کو بطور تحفہ تقسیم کریں تا کہ آخرت میں کوئی مسلمان بھائی ، بہن حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی شفاعت وقربت سے محروم نہ رہنے پائے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے کہ ''قیامت کے دن میرے حوضِ کوثر پر کچھ گروہ وارد ہوں گے جن کو میں ان کے درودِ پاک کی کثرت کی وجہ سے پہچانتا ہوں گا'' سبحان اللہ

یہ ہے رحمت وفضیلت درودِ پاک کی جولاثانی کتاب '' آب کوثر'' میں بتائی گئی لہٰذا یہ کتاب خود بھی پڑھیں اور دوسروں تک بھی پہنچائیں تا کہ ہمارے لیے صدقہ جاریہ بن جائے۔

پندرہویں صدی میں پہلی صدی کے انسان حضرت فقیہ عصر رحمتہ اللہ علیہ

تذکرہ صاحب فروغ درود

محمد سلیم
(ایم فل توسیع زراعت)

قدرت اس عالم میں بہت ساری ایسی ہستیوں کو مبعوث فرماتی ہے جن کے ذریعے مخلوق کو ثمرات میسر ہوتے ہیں ایسے عظیم بزرگوں کے ساتھ گزارے ہوئے لمحات زندگی کی سب سے انمول دولت معلوم ہوتی ہے۔ خصوصاً اس وقت جب ان کا ساتھ میسر نہیں ہوتا تب انسان کی حسرت مزید بڑھ جاتی ہے کہ کاش چند لمحات اوران کی صحبت میں گزارے ہوتے۔

میری زندگی میں وہ قیمتی لمحات جو قبلہ حضرت فقیہ عصر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں رہ کر گزارے، وہ لمحات میری زندگی کا عظیم سرمایہ ہیں۔ اور مجھے بارگاہ الٰہی میں امید ہے وہ لمحات میری بخشش کا ذریعہ بنے گے۔

میں قبلہ حضرت صاحب کے ادارے میں تعلیم حاصل کر رہا تھا اور میری پڑھائی کا شیڈول کچھ یوں تھا کہ جب دیگر طلباء اپنے مطالعہ سے فارغ ہو جاتے تب میں مطالعہ کے لیے بیٹھ جاتا مسجد کے نیچے تہہ خانے میں بیٹھ کر مطالعہ کرنے کا لطف عجب رنگ و بہار کا حامل تھا۔ دن گزر رہے تھے کہ اچانک رات کے پچھلے پہر میں خوف محسوس ہونے لگا، کبھی کبھی تو یوں ہوتا کہ خوف کی بنا پر اوپر مسجد میں بھاگ جانے کا ارادہ بنتا۔ میں نے چند روز تک اس واقعہ کا تذکرہ کسی سے نہیں کیا۔ مگر ایک دن اپنے دوست کے ساتھ اس بات کو شیئر کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت قبلہ صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دعا کرایئے انشاء اللہ معاملہ درست ہو جائے گا۔ تو میں نے حضرت قبلہ صاحب کے خادم حافظ شکیل صاحب سے عرض کی کہ اگر ہو سکے تو ملاقات کے لیے مجھے اجازت فرما دیجئے تو میں قبلہ صاحب کی باگارہ میں حاضر ہوا اور معاملہ بیان کیا۔ تاہم آپ رحمتہ اللہ علیہ نے میرے سر پہ ہاتھ (دست اقدس) پھیرا اور فرمایا ”بیٹا آپ دل لگا کر پڑھائی کرو کوئی بھی شے آپ کو تنگ نہیں کرے گی“

اس کے بعد اس شعر کا عملی نمونہ دیکھنے میں آیا اور مزید اس پر پختگی ہوئی کہ۔

دعائے ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اس کے بعد ساری ساری رات مطالعہ میں گزر جاتی مگر کبھی بھی خوف کا اندیشہ نہ ہوا۔

الحمد للہ قبلہ حضرت صاحب کی قربت میں نمازوں کی ادائیگی کی توفیق نصیب ہوتی جو لطف اور راحت و تسکین اس وقت میسر ہوتی تھی شاید کہ پھر سے زندگی میں میسر نہ ہو۔

قبلہ حضرت صاحب کے درس میں وہ روحانی کیفیت ہوتی جن کو لفظوں میں بیان کرنا میرے لیے مشکل ہے۔ آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اگر کوئی بھی واقعہ ایک مرتبہ نگاہ میں

گزر جائے یا آپ نے اس کو کسی کی زبان سے سن لیا تو بار بار اسی واقعہ کو سننے میں وہ دلچسپی نہیں رہتی جو ابتداءً میسر آتی ہے مگر حضرت صاحب کی زبان مبارک سے بیان کیا ہوا واقعہ ہر مرتبہ ایک نیا رنگ اور احساس رکھتا تھا۔ وہ کلمات کانوں میں رس گھولتے تھے اور مزے کو مزہ آجاتا تھا۔

قبلہ حضرت صاحب کی بارگاہ میں جب بھی حاضری کا موقع میسر آیا کوئی ہی ایک مرتبہ ایسا ہوا ہوگا کہ آنکھوں سے اشک نہ بہے ہوں وگرنہ ہر بار آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی اترتی رہتی تھی۔ اور یہ سلسلہ آج بھی مجھے ان کے مزار پرانوار کی حاضری پر نصیب ہوتا ہے۔ وہ کسی نے کہا تھا کہ اس دنیا سے جب جاؤ تو ایسے جاؤ کہ ہر شخص آپ کی کمی کو محسوس کرے اور لوگوں کو پتہ چلے کہ کوئی چلا گیا۔ اس کا اندازہ اور عملی نمونہ قبلہ حضرت صاحب کے جنازے میں نظر آیا اس ہستی کے دنیا سے جانے پر ہر آنکھ اشک رواں تھی۔

اداسی باقی ہے مگر فیوض و برکات میں مزید اضافہ ہوا اور دل مضطر کو مزارِ پرانوار میں تسکین حاصل ہوتی ہے۔

وہ پاس ہمارے رہتے تھے بے رت ہی بہار آجاتی تھی
اب لاکھ بہاریں آئیں تو کیا کلیوں نے مہکنا چھوڑ دیا

عاشق درودِ پاک حضرت مفتی محمد امین رحمتہ اللہ علیہ

شہر فیصل آباد میں نابغۂ روزگار شخصیت حضرت محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ عالم باعمل فقیہ عصر حضرت قبلہ محمد امین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا وصال مورخہ 3 جنوری 2018ء کو ہوا۔ یہ خبر جنگل میں آگ کی طرح پورے ملک میں پھیلی۔ ہر طبقہ فکر کے لوگ مغموم ہوئے۔ قبلہ مفتی صاحب کی شخصیت ہی ایسی کہ ہر ایک آپ کی محبت میں گرفتار تھا۔ قبلہ مفتی صاحب کی ساری زندگی فروغ علم اور فروغ درود وسلام میں گزری۔ شہرہ آفاق کتاب آب کوثر سے بے شمار فیضان تقسیم ہوا۔ اس کتاب کے قاری کو جو بشارتیں نصیب ہوئیں اس پر بھی کتاب تصنیف کی گئی۔ عشق رسول کریم فروزاں کرنے والی قبلہ مفتی صاحب کی کتاب البرهان سے بھی ایک کثیر تعداد فیضیاب ہوئی۔ کثیر کتب کے مصنف حضرت مفتی صاحب کی زندگی کا عشق درود پاک کی محافل اور اس کا فروغ تھا۔ خود بھی ایک عظیم عالم تھے۔ اور اپنی اولاد امجاد کو بھی علم دین کا عظیم چوکیدار بنایا۔ ساری اولاد نامور عالم دین ہے جن میں مناظر اسلام مولانا سعید احمد اسعد۔ مولانا محمد افضل شاہد، مولانا محمد کریم سلطانی، مولانا محمد مسعود احمد حسان حضرت مفتی صاحب کے صاحبزادگان ہیں جو اپنے والد گرامی کے فیضان کو تقسیم کرنے کی بھرپور صلاحیت بھی رکھتے ہیں اور سرگرم عمل بھی ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کا جنازہ شہر فیصل آباد کا تاریخی جنازہ تھا۔

دھوبی گھاٹ اور قرب وجوار کی تمام سڑکیں مخلوق خدا سے بھر گئیں۔ علماء مشائخ کی کثیر تعداد شریک تھی۔ قبلہ مفتی صاحب کے وصال پر جانشین حضور شیخ العالم حضرت علامہ پیر نور العارفین صدیقی صاحب مدظلہ العالی نے صاحبزادگان، مریدین متوسلین سے تعزیت کرتے ہوئے فرمایا۔ قبلہ مفتی صاحب کا خلا پر نہیں ہوسکتا ان کی حیات ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ اللہ کریم حضرت قبلہ مفتی صاحب کے درجات میں بلندی عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

فقیہ عصر کے احوال و آثار اور علمی مقام

تحریر: حافظ شفاعت علی سجاد ایم فل اسلامک سٹڈیز

تخم دل ہرگز نہ روید از آب گل
بے نگاہے از خدا وندان دل

عشق الٰہی کا بیج پانی اور مٹی سے نہیں اگتا، جب تک کہ کسی اہل دل کی نگاہ اس پر اثر نہ کرے۔

فقیہ عصر مفتی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ ان شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے عشق الٰہی کے آب حیات میں مردہ دلوں کو حیات نو عطا کی اور ساری زندگی محبت الٰہی و محبت مصطفیٰ ﷺ کو اپنا اوڑھنا و بچھونا بنائے رکھا۔

ولادت

آپ کی ولادت ۱۵ شعبان ۱۳۴۴ھ یکم مارچ ۱۹۲۶ بروز پیر کو تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے گاؤں ''پھلے شاہ دا کوٹ'' میں ہوئی۔ والد گرامی الحاج حکیم غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ کے والد مذکورہ گاؤں میں زمینداری بھی کرتے اور حکمت بھی، گاؤں کی امامت کا فریضہ بھی آپ کے سپرد تھا۔

ابتدائی تعلیم

فقیہ العصر رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت بچپن میں بھی کھیل کود کی طرف مائل نہ ہوئی۔ آپ نے بچپن میں اپنی والدہ ماجدہ سے قرآن مجید پڑھ لیا تھا۔ بعد ازاں آپ کو پکی کوٹھی گورنمنٹ پرائمری سکول میں داخل کروایا گیا۔ جہاں آپ کے اساتذہ میں سے عبدالرشید صاحب قابل ذکر ہیں۔ آپ نے پرائمری سکول میں وظیفہ کا امتحان بھی دیا لیکن آپ کی جگہ ''ستو قتلییا'' کے ایک لڑکے کو پاس کر دیا گیا جس کی وجہ سے آپ کا دل اس پڑھائی سے اچاٹ ہو گیا۔

۱۹۳۴-۳۷ء میں آپ کے برادر اکبر حضرت علامہ محمد حنیف نے آپ کو شرقپور شریف کے مدرسہ میں داخل کروایا ابتداء میں یہاں آپ کا دل نہ لگا جس کی وجہ سے دو تین ہفتے کے بعد شرقپور سے گھر تشریف لے آئے۔ کافی عرصہ فراغت کے بعد دوبارہ شرقپور شریف تشریف لے آئے۔ دوران تعلیم ایک دن آپ اداس ہوئے تو سوچا کہ اگر یہاں اکیلا نہیں رہا جاتا تو قبر میں کیا حال ہوگا بس اسی جذبے نے پڑھائی کے لیے آمادہ کر دیا۔ یہاں آپ نے ۸ سال کا نصاب تین سال میں ختم کر لیا۔

محمد پورہ آمد

جامع مسجد گلزار مدینہ محمد پورہ میں ایک غلام خانی عقیدہ کے مولوی عبدالغفور متعیّن تھے، اہل علاقہ نے جب حضور محدث اعظم مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی عشق رسول ﷺ میں ڈوبی ہوئی تقاریر سنیں تو انہیں مولوی کے فاسد عقائد کا پتہ چلا تو اس کو مسجد سے نکال دیا۔ فقیہ عصر رحمۃ اللہ علیہ یکم محرم ۱۳۷۴ھ (۳۱ اگست ۱۹۵۴) کو محمد پورہ تشریف لائے تاحین حیات اسی جگہ

کو اپنا مسکن بنایا اور مزار پر انوار بھی محمد پورہ میں ہی ہے۔

اساتذہ

آپ کے اساتذہ کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) حضور محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد چشتی قادری رحمتہ اللہ علیہ۔

(۲) حضرت مولانا شیخ الحدیث غلام رسول رضوی رحمتہ اللہ علیہ شارح بخاری۔

(۳) برادر اکبر مولانا حاجی محمد حنیف رحمتہ اللہ علیہ

تلامذہ

حضور فقیہ عصر کی طویل تدریسی زندگی میں سینکڑوں تشنگان علم نے آپ سے علم حاصل کیا، طوالت کے پیش نظر چند مشہور اور مقتدر علماء کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) مولانا محمد ابراہیم صاحب خوشتر (مبلغ افریقہ)

(۲) مولانا معراج الاسلام رحمتہ اللہ علیہ (شیخ الحدیث منہاج القرآن)

(۳) مولانا سید حبیب الرحمان شاہ رحمتہ اللہ علیہ (قاضی آزاد کشمیر)

(۴) مولانا رحمانی میاں صاحب بریلی انڈیا

(۵) پیر علاؤ الدین صدیقی رحمتہ اللہ علیہ (نیریاں شریف آزاد کشمیر)

(۶) صاحبزادہ محمد فضل رسول حیدر رضوی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضور محدث اعظم)۔

(۷) مولانا عبد الحکیم شرف قادری رحمتہ اللہ علیہ، (شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ لاہور)۔

علمی خدمات

حضرت فقیہ عصر رحمتہ اللہ علیہ ان شخصیات میں سے ایک ہیں جن کی ساری زندگی تعلیم و تعلّم میں بسر ہوئی۔ آپ علالت و پیرانہ سالی کے باوجود بھی امت مسلمہ کی رشد و ہدایت کے لیے باقاعدہ کوشش تحریر و تقریر کی صورت میں کرتے رہے۔ آپ نے ۱۳۰ سے زائد تصانیف میں امت کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ آپ کی مختلف کتب و رسائل کو ''مقالات امینیہ'' کی شکل میں علیحدہ سے بھی شائع کر دیا گیا ہے۔

مولانا فیض الحسن قادری (جامع مسجد سفینہ دار برٹن شیخوپورہ) حضرت فقیہ عصر کے متعلق رقم طراز ہیں۔

''۱۹۵۹ء کو بندہ مرکزی دار العلوم جامعہ رضویہ میں حصول تعلیم کے سلسلے میں داخل ہوا۔ حضور قبلہ محدث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی سرپرستی میں علمی و روحانی ترقی کی منازل طے کروائی جارہی تھیں، خصوصاً تدریسی ماحول نہایت بہترین تھا، تمام اساتذہ نہایت قابل و فاضل تھے جن میں مقصود ذکر قبلہ مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہیں پہلے سال میرا ایک سبق نور الانوار کا ساتھیوں سمیت آپ کے پاس تھا۔ ابتداء سے انتہاء تک کتاب پڑھی آپ کا انداز تدریس ایسا پیارا تھا کہ سبق خود بخود ذہن نشین ہو جاتا۔ اشکال کی صورت میں سوالوں کے جوابات احسن طریقے سے مرحمت فرماتے۔ اکثر و بیشتر دوبارہ پوچھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ جب کہ دوسرے سال حضور محدث اعظم رحمتہ اللہ علیہ علاج کے سلسلے میں کراچی تشریف لے گئے تو کتب دورہ حدیث شریف

اساتذہ کرام میں پڑھانے کے سلسلے میں تقسیم ہوئیں جن میں سے نسائی شریف جناب قبلہ مفتی صاحب کے حصہ میں آئی۔ دیگر فنون کے علاوہ درس حدیث میں بھی آپ ماشاء اللہ احسن طریق سے سبق پڑھاتے۔ صحاح ستہ شریف کی کسی کتاب کے بارے میں کسی عبارت یا کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو خوش اسلوبی سے تشنگان علم حدیث کی بھی پیاس بجھاتے۔ تدریس کے ساتھ ساتھ فتاویٰ نویسی بھی آپ کا حصہ ٹھہری۔ اکثر و بیشتر آپ نے یہ خدمت سرانجام دی۔ لیکن یہ آپ کی کمال عقیدت تھی کہ سوال کا جواب لکھ کر حضور قبلہ محدث اعظم علیہ الرحمہ کو ضرور دکھاتے اور تائید حاصل کرتے۔ اکناف عالم میں آپ کے فتاویٰ پہنچے تھے۔ فتاوی نویسی میں نہ لچک اور نہ ہی کسی قسم کی رعایت فرماتے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلک اہل سنت و جماعت کی خوب اشاعت فرماتے۔

تقویٰ اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم

موجودہ پرفتن دور میں آپ علم وعمل کی مثال ہیں۔ فرائض تو فرائض سنن، مستحبات کی پابندی آپ کی حیات طیبہ کا بڑا حصہ ہے۔ شیریں گفتار، شرم وحیاء کے پیکر نہایت ہی متقی پرہیزگار ہونا آپ کے خصائص میں ہے۔ ایک مرتبہ ڈسکہ سے حضرت علامہ الحاج مولانا محمد شریف صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کے سلسلے میں بندہ وہاں حاضر تھا کہ قبلہ استاذی المکرم بھی وہاں تشریف فرما ہوئے۔ کھانے پینے سے فراغت کے بعد سنت مصطفیٰ ﷺ کی بات چل نکلی۔ وہاں پر آپ نے سنت کی اہمیت کے بارے میں صوفیاء کے واقعات سنائے۔ واپسی پر جب بس میں سوار ہوئے تو بندہ بھی چونکہ ہمراہ تھا بس والوں نے اونچی آواز میں ٹیپ لگا رکھی تھی۔ مجھے فرمانے لگے مولانا ان ڈرائیور وغیرہ سے کہو کہ یہ گانا بجانا بند کردیں۔ الحمدللہ بندہ حکم کی تعمیل کیلئے اٹھا متعلقہ بس والوں کو کہا انہوں نے فوراً ٹیپ بند کردی۔ یہ آپ کے فرمان کی برکت تھی۔ باقی سواریوں نے چلانے کا اصرار کیا تو خود وہ جواب دیتا کہ بھائی میں تو اب نہیں چلاؤں گا وہ دیکھو بزرگ تشریف فرما ہیں۔ (یہ اشارہ صرف قبلہ استاد محترم قبلہ مفتی صاحب کی طرف تھا)۔ ان بزرگوں کی دل آزاری ہوگی۔ آپ اکثر باوضو ذکر واذکار میں مصروف، سفر کا وقت گزارتے۔ علماء کرام کی قدر فرماتے۔ طلباء کرام سے نہایت شفقت اور خوش اخلاقی سے پیش آتے۔ یہ عظمتیں برکتیں دن بدن تیزی سے بڑھتی گئیں اور بڑھتی جارہی ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ میں آپ کو کوٹلی شریف آزاد کشمیر سے خلافت حاصل ہے۔ بفضلہ تعالیٰ سلسلہ بیعت دن بدن تیزی سے وسیع ہوتا گیا۔ مرید ہونے والے سے آپ اکثر فرماتے مجھے مرید کرنے کا شوق نہیں نہ کسی کو مجبور کرتا ہوں۔ مرید کم ہوں گے تو بوجھ کم ہوگا اور فرماتے کہ بھائی آپ گاہے بگاہے محافل میں آتے رہیں اگر دل آمادہ ہوجائے تو بیعت ہوں۔ بیعت ہونے والوں کو شریعت کی پابندی شکل ولباس سنت مصطفیٰ ﷺ کے مطابق ڈھالنے کی تاکید فرماتے۔ پیاری پیاری دعائیں اور مسنون وظائف بتا کر عملی جامہ پہنانے کی سخت تاکید فرماتے۔ نمازوں کے ساتھ تھوڑا سا وقت ذکر خفی کی تاکید فرماتے۔ میں تو یہی کہوں گا کہ ماشاء اللہ بفضلہ تعالیٰ موصوف ہمہ صفت ہیں۔

چلتے پھرتے مبلغ اور یہی انکا معمول ہے ۔خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو آپ کی نسبت روحانی نصیب ہوجائے ۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا صدقہ آپ کے ہر اسلامی، مذہبی، اصلاحی اور تبلیغی مشن میں برکتیں عطافرمائے''۔

علم وعرفان کے پیکر حضرت قبلہ فقیہ عصر رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ۳ جنوری ۲۰۱۸ء بروز بدھ کو لاہور میں ہوا۔ ۴ جنوری بروز جمعرات کو فیصل آباد کے وسیع وعریض گراؤنڈ دھوبی گھاٹ میں ۳ بجے سہ پہر نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں لاکھوں افراد بشمول کثیر علماء ومشائخ نے شرکت فرمائی آپ کی جائے تدفین جامع مسجد گلزار مدینہ (درود شریف والی مسجد) میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حضرت فقیہ عصر کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطافرمائے ۔ (آمین)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

درود پاک کی برکت

فقیر کی پیشانی پر حبیب خدا سید الانبیاء باعث ایجاد عالم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ لکھا ہوا ہے جو کہ بہت سارے احباب نے دیکھا ہے اور یہ نام مبارک اس وقت ظاہر ہوا جبکہ میرے لخت جگر مفکر اسلام محمد کریم سلطانی سلمہٗ ربہ الکریم فارسی کی کتاب گلستان پڑھ رہے تھے ۔ طلباء میں بیٹھے تھے ۔ اور اچانک بول اٹھے کہ یہ دیکھو اباجی کی پیشانی پر تاجدار مدینہ ﷺ کا نام پاک روشن ہے۔

فقیہ عصر بحیثیت عالم با عمل

تحریر: امجد علی عطاری

میرے لیے یہ بڑے اعزاز کی بات ہے کہ مجھے قبلہ فقیہ عصر رحمتہ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ کے ایک پہلو پر لکھنے کا موقع ملا۔ میں اپنے موضوع سخن پر کچھ لکھنے سے پہلے کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ قارئین کو معلوم ہو جائے کہ کس طرح اللہ رب العزت نے قبلہ فقیہ عصر رحمتہ اللہ علیہ کی ذات کو چن لیا ہے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ ساری کائنات کا خالق اللہ ہے ہر شئ اس خدا عزوجل نے پیدا کی ہے۔ مگر قرآن و حدیث کے مطالعہ سے جو بات روز روشن کی طرح سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ بے شک ہر شے کا خالق اللہ ہے مگر اس خدا نے پیدا کرنے کے بعد کچھ چیزوں کو اپنے فضل کیلئے چن لیا ہے یہ اس خدا کا طریقہ و سنت ہے اب یہ جو اللہ تعالیٰ کا چناؤ ہے یہ تین طرح کا ہے۔

(۱) شرف زمان

(۲) شرف مکان

(۳) شرف ذات

اگر وہ خدا کسی وقت کو اپنے فضل کیلئے چن لے تو اس کو کہتے ہیں شرف زمان۔

اگر وہ خدا کسی جگہ کو اپنے فضل کے لیے چن لے تو اسے کہتے ہیں شرف مکان۔

اگر وہ خدا کسی کی ذات کو اپنے فضل کے لئے چن لے تو اسے کہتے ہیں شرف ذات۔

جگہ اپنے فضل کیلئے چن لے مثلاً ایک سجدہ دنیا کے کسی بھی خطے پر کریں تو ایک سجدے ہی کا ثواب ملتا ہے اور اگر وہی ایک سجدہ حرم کی زمین پر کر لیا جائے تو وہ ایک سجدہ ایک لاکھ سجدوں میں بدل جاتا ہے۔ تو اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ بے شک ساری زمین اللہ نے پیدا کی ہے مگر مکے کے اس ٹکڑے کو اللہ نے اپنے فضل کیلئے چن لیا ہے۔ تو اس کو کہتے ہیں شرف مکان۔ اور اگر اللہ کسی وقت کو اپنے فضل کیلئے چن لے مثال کے طور پر آپ دیکھتے ہیں کہ جس طرح باقی 11 مہینوں میں سورج نکلتا اور ڈوبتا ہے بالکل اسی طرح رمضان کے مہینے میں بھی سورج نکلتا اور ڈوبتا ہے۔ مگر کیا وجہ ہے کہ باقی گیارہ مہینوں میں آپ ایک فرض پڑھیں تو ایک فرض کا ثواب ملتا ہے لیکن وہی ایک فرض اگر آپ رمضان کے مہینے میں پڑھیں تو 70 فرضوں کا ثواب ملتا ہے۔ تو بے شک گھڑیاں، گھنٹے، ساعتیں سب کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے مگر وہ وقت جو رمضان کے دامن سے گزر رہا ہے اس وقت کو اللہ نے اپنے فضل کیلئے چن لیا ہے۔ اب تیسرا ہے شرف ذات کہ وہ خدا کبھی کسی کی ذات کو اپنے فضل کیلئے چن لیتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی عام بندہ نیکی کرے تو اسے ایک نیکی ہی کا ثواب ملتا ہے مگر وہی ایک نیکی حضور ﷺ کی شریعت کا عالم کرے تو اسے دوہرا اجر دیا جاتا

ہے۔ کہ ایک اجر نیکی کرنے کا، اور ایک حضور کی شریعت کو جاننے کی وجہ سے۔ تو بلا تشبیہ و مثال حضور فقیہ عصر کی ذات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے لیے چن لیا تھا یوں تو قبلہ فقیہ عصر کی ذات بے شمار صفات کی جامع تھی مگر میں آپ کی زندگی کے "عالم باعمل" کے پہلو پر روشنی ڈالوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

ترجمہ: بے شک اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔

اس سے مراد عالم باعمل ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے جو عالم باعمل ہوگا وہی اس ذات سے ڈرنے والا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کی پکڑ سے ڈرتے ہیں۔ اور حضور کی شریعت کے عالم باعمل میں یہ صفت بدرجہ اتم پائی جاتی ہے اس صفت کے لحاظ سے حضور قبلہ فقیہ عصر اپنی مثال آپ تھے اور بے نظیر، بے مثل، بے مثال اور باکمال تھے۔

میرے استاد محترم سیدی و مرشدی و مربی، استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد یوسف نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ نے ہمیں آپ کی حیات مبارکہ کے اس پہلو (عالم باعمل) کا ایک واقعہ سنایا تھا۔ اس کا مفہوم میں قارئین کے پیش نظر کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب قبلہ مفتی محمد امین رحمتہ اللہ علیہ جامع رضویہ میں فتویٰ نویسی کے فرائض سرانجام دیتے تھے تو اس وقت قبلہ مفتی صاحب کبھی کبھار کالر والا سوٹ پہنتے تھے۔ ایک روز آپ قبلہ (رحمتہ اللہ علیہ) اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے حضور محدث اعظم (رحمتہ اللہ علیہ) تشریف لائے اور فرمایا مفتی صاحب میں یہ تو نہیں کہتا کہ یہ کالر والا سوٹ پہنا جائز ہے یا ناجائز۔ مگر یہ ضرور کہوں گا کہ اگر کوئی شخص آپ کے پاس آئے اور کہے کہ مفتی صاحب مجھے حضور ﷺ کا سنت لباس لکھ کر دیجئے تو مفتی صاحب آپ کا فتویٰ آپ کے اپنے عمل کے خلاف ہوگا۔ تو قبلہ مفتی صاحب (رحمتہ اللہ علیہ) نے حضور محدث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی بات کو ایسے پلے باندھا کہ اس وقت سے لیکر اپنے وصال مبارک تک آپ نے کبھی بھی کالر والا سوٹ نہیں پہنا۔ باوجود اس کے کہ آپ خود جید مفتی تھے چاہتے تو آگے دلیلوں کے انبار لگا دیتے کہ اس میں حرج ہے کہ نہیں مگر نہیں کیوں؟ اس لیے کہ جناب قاری محمد افضل سعید صاحب نے بہت خوب کہا کہ حضرت قبلہ فقیہ عصر (رحمتہ اللہ علیہ) نے اپنی زندگی فتوے کے مطابق نہیں بلکہ تقوے کے مطابق گزاری۔ حضور قبلہ فقیہ عصر نے قرآن وسنت کو تو بطور دلیل امت کے سامنے رکھا ہی مگر اس کے ساتھ ساتھ آپ نے علم و عمل کا مجسّمہ بن کر اپنی ذات کو بھی امت کے سامنے رکھا۔

تاکہ لوگ یہ نا کہیں کہ ہمیں کہتے ہیں مگر خود عمل نہیں کرتے آپ نے لوگوں کو بتایا کہ ہم صرف عمل کرنے کا کہتے ہی نہیں بلکہ عمل کرتے بھی ہیں۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو دیکھ کر خدا عزوجل یاد آجاتا ہے۔ اور پھر یہ آہستہ آہستہ منزلیں طے کرتے کرتے اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں کہ پھر ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جب ان کے پاس بیٹھو تو اپنے دلوں کو سنبھال کر بیٹھو۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جن کے حوالہ سے لوگوں کو تنبیہہ کی جاتی ہے کہ ایسے مومن کی فراست سے بچو جب یہ لوگ اپنے آپ کو قرآن وسنت کی تعلیمات میں فنا کر دیتے ہیں

توان ہی لوگوں کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے کہ جس نے ان کو دیکھا اس نے گویا نبی مکرم کو دیکھا اور جس نے ان سے مصافحہ کیا گویا اس نے نبی رحمت سے مصافحہ کیا یہی وہ لوگ ہیں کہ جب یہ دنیا سے انتقال کر کے اپنی قبر میں جاتے ہیں تو ان کو یہ اعزاز ملتا ہے کہ بقول کسی شاعر کے۔۔۔۔۔

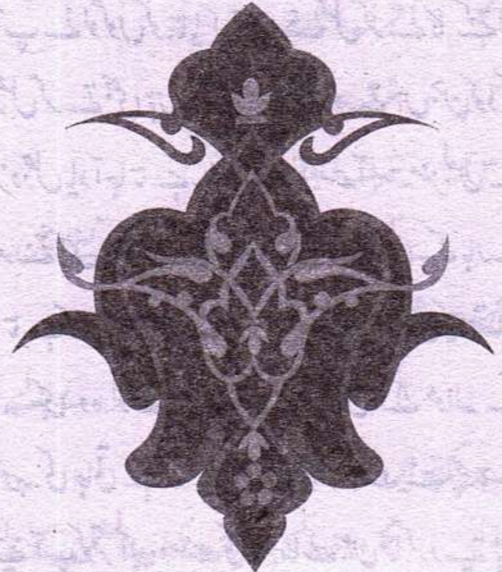
روح میری جب پیراہن خاکی سے نکلی
تو روضے سے آواز آئی او میرا غلام آیا

علم کا یہ کوہ ہمالیہ اور عمل کا پیکر 3 جنوری کو ہمیں داغ مفارقت دے گیا۔ بندہ ناچیز ان سے ملاقات کا شرف تو حاصل نہیں کر سکا مگر ان کی زیارت سے ۲ بار مشرف ضرور ہوا ہے۔

وہی بزم ہے وہی دھوم ہے وہی عاشقوں کا ہجوم ہے
ہے کمی تو بس میرے پیر کی جو تہہ مزار چلا گیا

اور آخر پر صرف یہ کہوں گا

ترستی ہیں جن کی دید کو نگاہیں
جنت کے جھرونکوں سے وہ دیکھتے تو ہوں گے

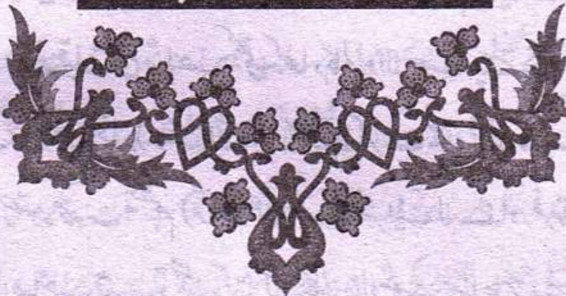


فروغ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایمان کی روح اور حقیقت ذات مصطفیٰ ﷺ ہے آپ کی محبت میں حیات عارضی کے لمحے گزارنے میں جو لطف ہے وہ کسی دوسری زندگی میں کہاں میسر آسکتا ہے۔ اور آپ کی محبت موت سے ہمکنار ہو جانے سے بڑھ کر اور کون سی سعادت ہو گی۔ دور حاضر میں جب مادی قدروں کا غلبہ ہو گیا ضرورت اس امر کی ہے لوگوں کو افرا تفری کے اس عالم میں اس حقیقت سے آگاہ کیا جائے محبوب خدا جانے کائنات ﷺ کی محبت کے بغیر زیست کے لمحے پھیکے ہی رہیں گے۔ آگر اپنی زندگی میں قوت و توانائی، عزم و حوصلہ اور بلند نگاہی پیدا کرنا چاہتے ہو تو اپنے دل کو محبت رسول ﷺ سے مامور کر لو۔ اس دور میں حضرت فقیہ عصر رحمتہ اللہ کی تصانیف نے اس مقصد کو جس رنگ سے پورا کیا اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ اور اس کے اثرات بھی ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔

آب کوثر کا مطالعہ فرمائیں وہاں بھی آپکو ساقی کوثر ﷺ کی عظمتوں کے جلوے نظر آئیں گے

انتخاب: سیف اللہ چاچڑ



معرکۃ الآراء تصانیف کے نام

از فقیہ عصر حضرت قبلہ مفتی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ

معلمہ عظمیٰ وارث

مجھ ناچیز کیلئے یہ انتہائی فخر کی بات ہے کہ مجھے "ماہنامہ راہنمائے خواتین" میں اس عظیم ہستی جن کو زمانہ فقیہ عصر، عطائے رسول، خوشبوئے رسول، فنا فی الرسول، استاذ العلماء علامہ ابوسعید غفرلہ کے القابات سے جانتا ہے۔ان کے خوبصورت قلم سے نکلنے والی پراثر اور فیض سے لبریز تصانیف کے اسمائے مبارکہ لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ان کو پڑھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔

دل کے نقوش ہیں انہیں رکھنا سنبھال کر
کاغذ پہ رکھ دیا ہے میں نے کلیجہ نکال کر

تصانیف کے نام

قرآن وحدیث، اشعار، روایات سلف کے شواہد اور اسناد سے مزین آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا دل نشین انداز دلوں میں گھر کرتا جاتا ہے۔آپ کی ایمان افروز تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

نمبر شمار و نام کتاب	صفحات	عنوان
۱۔سعی السعید	۴۴	کردار یزید
۲۔ہنگامی حالات	چارٹ	پریشانیاں اور درود شریف
۳۔ردالشمس البازغہ	۶۰	معجزہ سورج کے واپس آنے کا
۴۔ بائیکاٹ کی شرعی حیثیت	۴۴	بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ میل جول
۵۔داڑھی کی اہمیت	۲۶	نام سے ظاہر ہے
۶۔انتباہ دعوت غور وفکر	۷۰	نصیحتیں
۷۔حاضرو ناظر رسول ﷺ	۲۱۲	نام ہی عنوان ہے
۸۔دینی مدارس اور ہم	۴۲	علم دین کی اہمیت
۹۔سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ	۱۲۸	فضائل امام اعظم
۱۰۔الیواقیت والجواہر		حاضرو ناظر کی اہمیت
۱۱۔جنتی گروہ (اردو)	۴۳	عقیدہ کی اہمیت
۱۲۔جنتی گروہ (فارسی)	۴۳	عقیدہ کی اہمیت
۱۳۔آب کوثر (اردو)	۸۸	فضائل درود شریف
۱۴۔آب کوثر (فارسی)	۲۲۰	فضائل درود شریف
۱۵۔تعارف تقویۃ الایمان (اردو)	۱۰۲	تقویۃ الایمان کے اثرات
۱۶۔تعارف تقویۃ الایمان (فارسی)	۱۰۲	تقویۃ الایمان کے اثرات
۱۷۔ سیدنا امام اعظم قدس سرہ (فارسی)	۶۴	فضائل امام اعظم

۱۸۔ نماز کی اہمیت	۳۲	نماز کی تاکید
۱۹۔ توحید اور فرقہ بندی	۴۶	فرقہ بندی کی وجوہات
۲۰۔ مبشرات و تاثرات	۲۰۲	آب کوثر کی اہمیت
۲۱۔ یزید کون تھا	۳۳	یزید کا کردار
۲۲۔ فتویٰ یارسول اللہ ﷺ	۱۸	یارسول اللہ کہنا باعث برکت
۲۳۔ راہ نجات	۷۷	عقائد کی اہمیت
۲۴۔ دو گھر	۲۷	دنیا اور آخرت
۲۵۔ نقشہ اوقات نماز	چارٹ	نماز کے اوقات
۲۶۔ دو خزانے	۲۴	دو وظیفے
۲۷۔ تذکرہ سیدی شاہ نقشبند قدس سرہ (عربی)	۴۳	سید شاہ نقشبند بخاری کے حالات
۲۸۔ البرہان	۵۲۸	معجزات سید العالمین ﷺ
۲۹۔ مابعد الموت	۲۳۰	مرنے کے بعد کیا ہوگا
۳۰۔ سیدی محدث اعظم پاکستان	۹۵	سید و سندی مولانا سردار احمد کی شان
۳۱۔ عظمت نام مصطفیٰ ﷺ	۹۵	نام محمد ﷺ کی تشریح و برکات
۳۲۔ الفوز الکبیر	۳۲	سب سے بڑی کامیابی
۳۳۔ خسارہ	۴۰	سب سے بڑا خسارہ

۳۴۔ ٹی ، وی کے ثمرات (اثرات)	۱۰	ٹی، وی کی تباہ کاریاں
۳۵۔ عظمت نام سید المرسلین (فارسی)	۵۶	نام سے ہی ظاہر ہے
۳۶۔ حقوق الزوجین	۳۶۴	خاوند بیوی کے حقوق
۳۷۔ ایمان کے موتی	۲۲۹	میاں عبدالرشید کے بیانات
۳۸۔ ادب کی اہمیت	۷۰	نام سے ہی ظاہر ہے
۳۹۔ خلیفۃ اللہ	۲۴۰	شان ولایت
۴۰۔ عاشق درود پاک	۲۰	حاجی عبدالغنی اور درود شریف
۴۱۔ مقالات امینیہ (اول)	۵۵۱	چند کتابوں کا مجموعہ
۴۲۔ عقیدہ کی اہمیت	۷۲	نام ہی عنوان ہے
۴۳۔ فضائل سیدہ آمنہ طاہرہ	۶۱	سید العالمین ﷺ کے والدین جنتی ہیں
۴۴۔ نسبت	۵۷	کسی اللہ والے کے ساتھ وابستہ ہونا
۴۵۔ حمایت رسول ﷺ	۷۸	حمایت حاصل کرنے کے فوائد
۴۶۔ سود خور کا انجام	۳۱	نام ہی عنوان
۴۷۔ عربی مفردات		عربی الفاظ کے معانی

۴۸۔دعاء بعد از نماز جنازہ	۱۶	جنازہ کے بعد دعاء کا حکم
۴۹۔ کھلا خط (احباب کے نام)	۴۸	احباب کے لیے نصیحت
۵۰۔خاتم النبیین	۱۵	آخری نبی ﷺ
۵۱۔نظر بد	۳۲	عورتوں کو بری نظر سے دیکھنا
۵۲۔ مقالات امینیہ (دوم)	۵۵۰	چند کتب
۵۳۔ مقالات امینیہ (سوم)	۶۱۸	چند کتب
۵۴۔ناصحانہ اپیل (۱)	۲۴	اصلاح عقائد
۵۵۔عطائے حق	۵۷	عقیدہ کی درستگی
۵۶۔سنت مصطفیٰ ﷺ	۳۱	سنت پر عمل کرنے کی اہمیت
۵۷۔تاثرات البرہان	۱۲۸	البرہان کتاب کی اہمیت
۵۸۔حکم الضعاف	۲۴	ضعیف روایت کا حکم
۵۹۔مقام مصطفیٰ ﷺ	۴۰	اللہ تعالیٰ کے دربار سرکار کا مرتبہ
۶۰۔فتویٰ متعلق زکوۃ	۲۱	زکوۃ کا حکم
۶۱۔دیوبندی سنی فرق		نام سے ہی ظاہر ہے
۶۲۔نصیحت (۱)	۳۰	اولا دو احباب کو نصیحت

۶۳۔ایمان افروز کتابیں	۴۲۶	
۶۴۔ برزخی زندگی	۳۹	اولیاء کرام زندہ ہیں
۶۵۔توکل علی اللہ تعالیٰ	۳۴	توکل کی بہاریں
۶۶۔ میلاد مصطفیٰ ﷺ	۸۷	میلاد شریف منانا کیسا ہے
۶۷۔شکر کے فضائل	۴۸	نام سے ظاہر ہے
۶۸۔میلاد سید المرسلین ﷺ	۱۹	میلاد شریف منانا
۶۹۔نصیحت (دوم)	۱۵	اولا دو احباب کو نصیحت
۷۰۔مال و دولت	۱۵	مال و دولت کے اثرات
۷۱۔نصیحت (سوم)		احباب کو نصیحت
۷۲۔راہ نجات	۷۷	عقیدہ کی اہمیت
۷۳۔عظمت کے پھول	۶۸	نام سے ہی ظاہر ہے
۷۴۔ شفاعت سید المرسلین ﷺ	۵۱	روز قیامت شفاعت کا منظر
۷۵۔خطاب	۱۸	ناصحانہ خطاب
۷۶۔معراج مصطفیٰ ﷺ	۲۲	جسمانی معراج کا ثبوت
۷۷۔حقوق العباد	۲۱	بندوں کے حقوق کا حکم
۷۸۔شرف امت	۵۲	امت کی شان وانعام
۷۹۔عورت کا مقام	۴۰	عورت کے لیے شرعی احکامات
۸۰۔نماز اور وسوسے		نام ہی سے ظاہر
۸۱۔ولایت	۲۸	ولایت کا حقدار کون

۸۲۔ برکات محافل	۳۳	نام سے ہی ظاہر ہے
۸۳۔ دعوت فکر	۳۷	عاقبت کی فکر
۸۴۔ یادداشتیں	۴۱	نماز کی اہمیت
۸۵۔ عذاب الٰہی کے محرکات	۴۰	کن کاموں پر عذاب آتا ہے
۸۶۔ اہم پیغام	۲۴	کن کاموں پر عذاب آتا ہے
۸۷۔ خطاب (۲)		وعظ ونصیحت
۸۸۔ نصائح ثمانیہ		آٹھ کاموں کی نصیحت
۸۹۔ خیر خواہی		مسلمانوں کی بھلائی
۹۰۔ دوستی		دوستی کس کے ساتھ ہونا چاہیے
۹۱۔ البرہان پڑھو	۱۷	کتاب البرہان کی اہمیت
۹۲۔ خطاب شب معراج		نام ہی عنوان ہے
۹۳۔ خطاب شب برات		نام ہی عنوان ہے
۹۴۔ دوزخ سے بچنے کا آسان طریقہ	۳۸	نماز کی اہمیت
۹۵۔ ایک غلط فہمی کا ازالہ	۳۸	رحمتہ للعالمین زندہ ہیں
۹۶۔ توحید		نام ہی عنوان ہے
۹۷۔ مسجد ضرار		مسجد ضرار کہاں ور کیوں بنی
۹۸۔ خطاب شب قدر		نام ہی عنوان ہے
۹۹۔ مقالات چہارم	۵۸۰	مجموعہ کتب
۱۰۰۔ مقالات پنجم	۵۵۸	مجموعہ کتب
۱۰۱۔ مقالات ششم	۵۶۶	مجموعہ کتب
۱۰۲۔ شراب کی حیثیت	۳۱	نام ہی عنوان ہے
۱۰۳۔ دنیا	۴۵	دنیا کی حقیقت
۱۰۴۔ قصر جنت	۳۲	جنت کیسی ہے
۱۰۵۔ آب کوثر کی کہانی	۶۶	نام ہی عنوان ہے
۱۰۶۔ سفر آخرت	۳۵	درود شریف کے فضائل
۱۰۷۔ دکھوں اور پریشانیوں کا علاج	پمفلٹ	نام ہی عنوان ہے
۱۰۸۔ اہل اقتدار کے نام کھلا خط	۱۹	اہل اقتدار کو نصیحت
۱۰۹۔ محدث اعظم پر الزام وجواب	۵۰	نہایت مفید کتاب ہے
۱۱۰۔ حی علی الصلوٰۃ	۱۵	نماز کی اہمیت
۱۱۱۔ خیر خواہی ہینڈ بل		نماز کی اہمیت
۱۱۲۔ خیر خواہی کتابچہ	۲۰	نماز کی اہمیت
۱۱۳۔ سفر آخرت اور قصر جنت	۱۱۰	درود شریف کی اہمیت
۱۱۴۔ مستقبل	۳۵	دنیا اور آخرت
۱۱۵۔ قوم کے نام کھلا خط		عذاب سے بچنا
۱۱۶۔ مختار نبی ﷺ	۳۹	شاہ کونین کے اختیارات

۱۱۷۔ بیدار کن نصیحت	۲۳	نماز کی اہمیت
۱۱۸۔ جنت جانے کا آسان طریقہ	۸	نماز کی اہمیت
۱۱۹۔ ہیرے اور جواہرات	۱۵	نماز کی اہمیت
۱۲۰۔ عشق مصطفیٰ ﷺ	۵۴	نام ہی عنوان ہے
۱۲۱۔ شان محبوبی	۶۳	نام ہی عنوان ہے
۱۲۲۔ نصیحت برائے اولاد واحباب	۱۵	ناصحانہ باتیں
۱۲۳۔ مکالمہ	۳۱	عقیدہ کی وضاحت
۱۲۴۔ شیطان کے ہتھکنڈے	۲۸	ہر نیکی میں شیطانی روکاٹ
۱۲۵۔ شرک اور توحید	۲۷	نام ہی عنوان ہے
۱۲۶۔ دو جہاں کی نعمتیں	۳۹	ایمان افروز کتاب
۱۲۷۔ تنقیدی نظر	۳۶	تنقیدی نظر کا انجام
۱۲۸۔ بے ادبی کا وبال	۳۲	نام ہی عنوان ہے
۱۲۹۔ امت کی خیر خواہی	۲۴	نماز کی اہمیت
۱۳۰۔ جنت کی راہداری	۱۶	نماز کی اہمیت
۱۳۱۔ مقالات ہفتم	۶۴۳	مجموعہ کتب
۱۳۲۔ فیضان نظر	۳۲	اولیاء کا فیضان
۱۳۳۔ جمال مصطفیٰ ﷺ	۱۶	نام ہی عنوان ہے
۱۳۴۔ اہم فتویٰ	۲۳	اختیارات مصطفیٰ ﷺ

۱۳۵۔ صراط مستقیم	۴۸	تفصیل شیخین کریمین
۱۳۶۔ برکات درود شریف مع نصیحت نامہ	۶۴	نام ہی عنوان ہے
۱۳۷۔ برّ الوالدین	۱۶	والدین سے سلوک
۱۳۸۔ ٹی وی اور ٹی بی	۱۶	ٹی وی کے نقصانات

مادہ ہائے تاریخ وصال

فقیہ عصر بقیۃ السلف، حضرت مفتی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ

از: ڈاکٹر سید خضر نوشاہی (سجادہ نشین حضرت نوشہ گنج بخش قادریؒ)

بہ مناسبت ۱۴۳۹ھ

وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا . اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ. اَوْ. اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

مفتی محمد امین .اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

حبیب پاک مفتی محمد امین رحمتہ اللہ علیہ

مقبول ایزدی مفتی محمد امین نقشبندی

حلیم الطبع مفتی محمد امین نقشبندی

زبدۂ اصفیاء مفتی محمد امین نقشبندی

حصول سعادت، جام کوثر

آسانِ مقدس مفتی محمد امین

جنت الفردوس نور مرقدہ

سحابِ رحمت، نسیم عاطفت

تذکرۂ پاک امین

عارف حق درویش دوست

الٰہی بخش دے عزت

رفیع المراتب، عالی قدر

قابلِ قدر تربت

سایۂ شرف مقبول خدا

دلنواز حور وغلماں

حسنِ طلب، شیریں سخن

بحر صباحت، آب کوثر

اشتہاد آب کوثر

مسند آرائے شیخ الاسلام

درِ شہوار مفتی محمد امین

بہشت، خالد أفیھا

وارثِ خالد فیھا

شہادت، آب کوثر

بہ مناسبت ۲۰۱۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ

جلوہ گاہ محمد امین

ایام وصل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ

زبدۂ اصفیاء

اللہ والے محمد امین رضی اللہ عنہ

ضیغم اہل السلام

اسدِ اولیاء محمد امین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نورولایت ،نظرِ اقدس

وظیفہ ٔ درود شریف امن الامم

شیخ الاسلام مفتی محمد امین اعلیٰ مکان

حضرت مشفقِ من

شیخ الاسلام نجابت یافت

حضرِ معارف آگاہ

ایوانِ زیبا حضرت قبلہ محمد امین

قطعہ ٔ تاریخ

حضرت مفتی محمد امین رحمتہ اللہ علیہ

از ڈاکٹر سید خضر نوشاہی

سجادہ نشین حضرت نوشہ گنج بخش قادریؒ

آن مفتیِ اعظم ،حضرت ما

آن پیکرِ علم وصدق وصفا

ان ذاکرِ ذکر صلِ علیٰ

آن واصفِ وصفِ نورِ خدا

آن ولیِ عصرِ حاضرِ ما

آن شارحِ اکمل ،فکرِ رضا

افسوس کہ شُد ،رخصت از ما

از دارِ فنا بہ سوئے وصلش

''سایۂ شرف ،مقبولِ خدا''

۱۴۳۰ھ

شیخ عبدالشکور قادری
ساکن محمد پورہ گلی نمبر 2 کا بیان

شیخ عبد الشکور قادری ولد شیخ عبد العزیز صاحب محمد پورہ گلی نمبر 2 (1399ھ) میں حج و زیارت کی سعادت سے مشرف ہوئے اور واپسی پر بیان کیا کہ میں نے طواف کر کے بحالت بیداری آپ کو اور مولانا زاہد علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا ہے بلکہ میں نے آپ کے مصافحہ کیا اور پوچھا کہ کیا آپ مدینہ منورہ حاضری دے آئے ہیں تو آپ نے کہا ہاں حاضری دے آئے ہیں۔

عزیزم محمد کریم سلطانی سلمہ کا خواب

ماہ ربیع الاول شریف 1402ھ عزیزم محمد کریم سلطانی سلمہ نے بیان کیا میں نے خواب میں دیکھا کہ ہم مدینہ منورہ حاضر ہوئے ہیں اور دیکھا کہ میرے والد صاحب ابو سعید غفرلہ روضہ انور کے سامنے بیٹھ کر دعا کر رہے ہیں

تاریخی مادہ سن یادگار اسلاف حضرت مفتی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ

☆سال ولادت 1926ء

سال ولادت 1344ھ 1926ء

☆ظہور اسعد زمان ☆بافیض کریم الاخلاق

☆ظہور رجل ☆بفضلِ حضور

☆وقت طلوع مفتی محمد امین

مدت عمر

ہجری	عیسوی
باکمال	کمال
94	91

سال وفات

	1439ھ
☆	اوجِ مکرمت، آب کوثر
☆	محبّ صحابہ واہل بیت رحمۃ اللہ علیہ
☆	محبّ سمیع رفت سوئے جنت
☆	اے غریق حب حق
☆	واصل باحق رضی اللہ عنہ
☆	نیک طبع مصنفِ آب کوثر، البرہان
☆	ہدیہ دعا، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
☆	نیک وجود، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆	واصلِ اعلیٰ، رضی اللہ عنہ
☆	الحاج محمد امین ولد غلام محمد
☆	آستان مقدس مفتی محمد امین
☆	زبدۂ مقربان، رفع اللہ درجتہ
☆	واللہ: ان المتقین فی جنت وعیون
☆	مطلب ومقصد، روح وریحان وجنۃ نعیم
☆	طالب انعام لم یزل روح وریحان وجنۃ نعیم
☆	بقیہ السلف، عدیم المثال

سال وفات

	2018ء
☆	محبّ نور، رضی الہ تعالیٰ عنہ
☆	علامہ دہر از چمن محدث اعظم
☆	ندا آمد، ھذا من فضل ربی
☆	مزار اقدس طالب محدث اعظم
☆	قل، علیہ الرحمۃ الرضوان
☆	محبّ حبیب، علیہ الرضوان
☆	فقیہ عالم، اللھم اغفرلہ وارحمہ

کاوش: حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ۔ کراچی

بوساطت: جناب نیک محمد شرقپوری

ضیائے حرم سے

عظیم دینی و روحانی شخصیت حضرت مولانا ابوسعید مفتی محمد امین رحمتہ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال

حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب رحمتہ اللہ علیہ یکم مارچ ۱۹۲۶ء بروز پیر حکیم غلام محمد صاحب کے گھر نوازش آباد میں پیدا ہوئے۔ نسبی حوالہ سے آپ کا تعلق راجپوت بھٹی خاندان سے ہے۔ ابتدائی تعلیم خاندانی روایات کے مطابق گھر میں ہی حاصل کر۔ پھر ماسٹر عبدالرشید صاحب کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کئے۔ دینی کتب کے لیے آستانہ عالیہ شرق پور شریف رجوع کیا۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب اور دیگر اساتذہ فن سے اکتساب فیض کیا۔ جب علمی تشنگی میں اضافہ ہوا تو لائل پور میں موجود فیصل آباد میں علم وحکمت کے ابلتے ہوئے چشمے یعنی محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں پہنچ گئے۔ صحاح ستہ کے ساتھ ساتھ ملاحسن، قاضی مبارک، علم الفرائض وغیرہ آپ سے براہ راست پڑھیں اور محدث اعظم پاکستان کے حسب ارشاد آپ کے زیر سایہ مسند افتاء پر فائز ہوئے اور کئی سال یہ سعادت حاصل کرتے رہے۔ بعدازاں محمد پورہ فیصل آباد "جامعہ امینیہ رضویہ" کے نام سے مشہور عالم مدرسہ کا اجرا کیا جو آج تک مرکز فیضان ہے۔ آپ کی ساری زندگی دین کی تدریس اور خدمت میں گزری اور یہ شرف صرف آپ ہی کو حاصل ہے کہ آپ نے اپنی ساری اولاد کو دین کا علم نہ صرف پڑھایا بلکہ دین کا وارث بنا کر ان کی پوری زندگیاں دین کے لیے وقف کر دیں۔ آپ کے صاحبزادہ مولانا سعید احمد اسعد نے تبلیغ دین اور فن مناظرہ کے حوالہ سے بلند نام پایا مولانا غازی محمد کریم سلطانی فاضل دار العلوم محمد یہ غوثیہ بھیرہ شریف تبلیغ و تدریس دین کے ساتھ ساتھ روحانی دنیا کے بلند پایہ مسافر ہیں باقی تینوں صاحبزادگان مولانا افضل شاہد، محمد حبیب امجد اور مولانا محمد مسعود احمد حسان بھی جید علماء دین ہونے کے ساتھ ساتھ متنوع حوالوں سے خدمت دین میں مصروف ہیں۔

حضرت قبلہ مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ دین پڑھنے والے طلباء کے ساتھ حد درجہ شفقت فرماتے اور ان کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے۔ فیصل آباد کے ممتاز عالم دین مولانا محمد افضل سعید فرماتے ہیں کہ میں جب دینی تعلیم کے حصول کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس حد تک شفقت فرمائی کہ مجھے اپنا بیٹا کہہ کر پکارتے اور میرے جملہ اخراجات خود برداشت کرتے رہے یہاں تک کہ میری ازدواجی زندگی کا جملہ اہتمام بھی آپ ہی نے فرمایا۔

حضرت قبلہ مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ ارادت کوٹلی آزاد کشمیر کے عظیم روحانی بزرگ حضرت قبلہ محمد صادق صدیقی البکری رحمتہ اللہ علیہ سے وابستہ تھا۔ انہیں سے آپ کو خرقہ خلافت نصیب ہوا۔ قبلہ مفتی صاحب نے مورخہ ۳ جنوری ۲۰۱۸ء بروز بدھ دار فانی سے پردہ فرمایا اور ۴ جنوری بروز جمعرات آپ کی نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے محمد سعید احمد اسعد مدظلہ نے پڑھائی اور خاندان روایات کے مطابق آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب کے وصال سے دینی حلقوں میں بہت بڑا خلا پیدا ہوا ہے لیکن ہمیں توقع ہے کہ ان کی نیک اور دیندار اولاد اس کمی کو ہر صورت پورا کرے گی۔

آستانہ عالیہ امیر السالکین کے سجادہ نشین و متوسلین، ادارہ ضیائے حرم اور دار العلوم محمد یہ غوثیہ بھیرہ شریف کے وابستگان مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے جملہ افراد کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور آپ کے درجات کی بلندی کے لیے دعا گو ہیں۔

نظم

دختر: حافظ محمد شہباز
خادم خاص جناب فقیہ عصر رحمتہ اللہ علیہ

دنیا میں بہت سچے ہیں
محمد ﷺ جیسا کوئی نہیں
دنیا میں بہت مسجدیں ہیں
مسجد نبوی ﷺ جیسی کوئی نہیں
دنیا میں بہت سے دوست ہیں
ابوبکر، عمر، عثمان اور علی جیسا کوئی نہیں
کاش میں تیرے در کی خاک ہوتی
تیری ہی چاہت کرتی تیری ہی عبادت کرتی
تیرے ہی قدموں میں رہتی تیری ہی غلامی کرتی
تیرے ہی در جیتی تیرے ہی در مرتی
کاش میں تیرے در کی خاک ہوتی
موت تو برحق ہے جس کو ہر حال میں آنا ہے
سوچ کے کانپ جاتی ہوں کہ قبر میں بھی جانا ہے
مگر میں ناداں ہوں اتنا جو ڈر جاتی ہوں
وہاں تو بچانے مجھے محمد مصطفیٰ ﷺ نے آنا ہے
گر جاؤں گی قدموں میں اور رودوں گی زار و زار
اب آپ ہی بس سہارا اور آپ ہی نے بچانا ہے
بہت گنہگار ہوں خطا کار ہوں بدکردار ہوں
ہوں غلام میں آپ کے غلاموں کی جھولی میں بس یہی خزانہ ہے
طلبگار ہوں شفاعت کی اے کل جہاں کے والی
بے عمل ہوں اب عیب میرے آپ ہی کو چھپانا ہے
دنیا میں بہت سے نام ہیں
اللہ کے جیسا کوئی نہیں
محمد کے جیسا کوئی نہیں
دنیا میں بہت سی کتابیں ہیں
قرآن مجید جیسی کوئی نہیں
دنیا میں بہت سے کلام ہیں
حمد و ثناء جیسا کوئی نہیں
اللہ کا تحفہ ہیں میرے باباجی
قدرت کا حسین کرشمہ ہیں میرے باباجی
دلوں کی دھڑکن ہیں میرے باباجی
چمکتا دمکتا سورج ہیں میرے باباجی
دلوں کی زندہ آواز ہیں میری باباجی
دلوں کے حال سنتے ہیں
سب کے لیے دعا کرتے ہیں
شفقت کا ہاتھ رکھتے ہیں
درود پاک کی کثرت فرماتے ہیں
راتوں کو عبادت اور آنسو بہاتے ہیں
سب سے اعلیٰ مزاج ان کا
حال دل جاننا ہے کمال ان کا
امین کوئی ہم پلہ نہیں ان کا
آب کوثر کے مصنف اور البرہان ہے کلام ان کا
اونچی ہے شان اور باکمال نام ان کا

مدیر اعلیٰ و نائب مدیرہ کے لیے فقیہ عصر کی طرف سے عطا کردہ اعزاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد— حفیدہ من عزیز عائشہ صدیقہ سلمہا
دین اور ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کیلئے بڑی کامیاب کوشش کر رہی ہے
اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ذریعہ نجات بنے
اللہ تعالیٰ نے فقیر کا ایمان پر خاتمہ کر دیا تو
تو انشاء اللہ تعالیٰ اس عزیزہ بیٹی کو اور
ساتھ لے کر جنت جاؤں گا— اللہ تعالیٰ
ہم سب کو توفیق انیق عطا کرے آمین

(اور عزیزم [illegible] فیصل سلمہم)

فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہ
۲۰ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ

قبلہ فقیہ عصر رحمتہ اللہ علیہ کی تحریر کا عکس

پینل کی جگہ اہم فتوی کر دیں

البراھین اسا طعم
ن دالشمس البازغہ

یعنی اوپر والی سطر نیچے کریں نیچے والی اوپر کریں
نیز یہ دونوں سطریں ذرا بادیک کریں

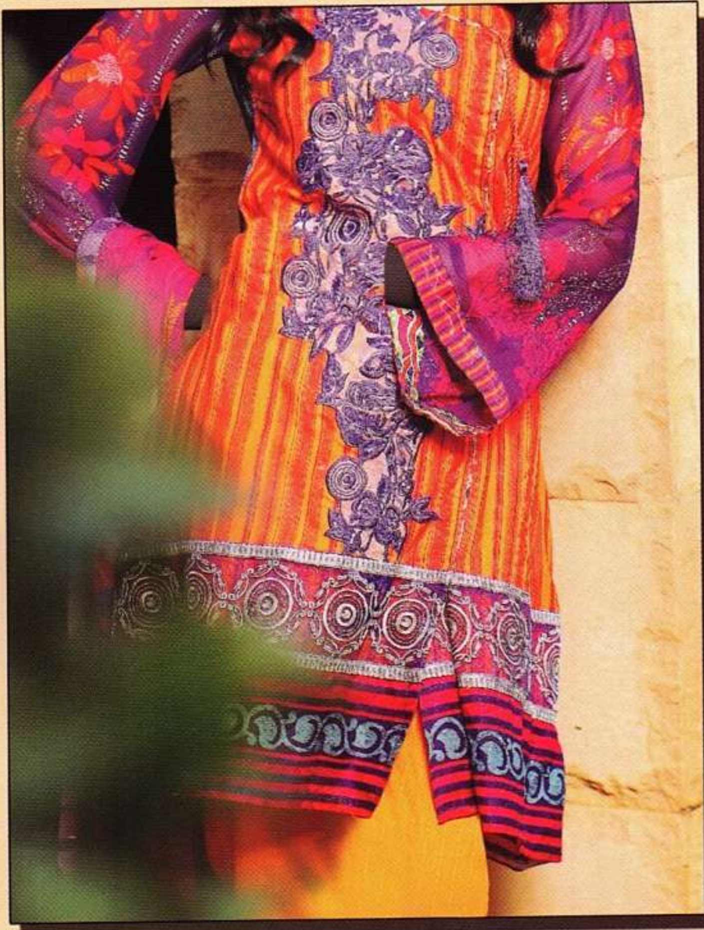
لفظ الحاج حذف کر دیں۔ المفتی ابو سعید کی جگہ لکھیں
ابو سعید مفتی محمد امین



2018

آرزوئے
by R.ZOU.A

AJWA LAWN





Unique Crinkle
Chiffon



Charismatic Noir